Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 60

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

شمارہ 33-34

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا
60 ڈالر امریکن 65
کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

www.alislam.org/badr

24/17 رمضان 1432 ہجری قمری۔ 25/18 ظہور 1390 ہش۔ 25/18 اگست 2011

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

هدیــــه عید

خدا جو رحمٰن ہے تیری سچائی کو ظاہر کرنے کیلئے کچھ ظہور میں لائے گا خدا کا امر آ رہا ہے تم جلدی نہ کرو یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عید (یکم جنوری ۱۹۰۳ء ناقل) کی مبارک صبح کو جو الہام بطور ہدیہ عید سنایا اور اس کے متعلق جو اشتہار شائع کیا گیا ہے اسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں و ھوَ ھٰذَا :۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

وحی الٰہی کی ایک پیشگوئی جو پیش از وقت شائع کی جاتی ہے چاہئے کہ ہر ایک شخص اس کو خوب یاد رکھے۔

اول ایک خفیف خواب جو کشف کے رنگ میں تھا مجھے دکھایا گیا کہ میں نے ایک لباس فاخرہ پہنا ہوا ہے اور چہرہ چمک رہا ہے پھر وہ کشفی حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل ہوگئی چنانچہ وہ تمام فقرات وحی الٰہی کے جو بعض اس کشف سے پہلے اور بعض بعد میں تھے ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

یُبۡدِیۡ لَکَ الرَّحۡمٰنُ شَیۡئًا ۔ اَتٰی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ۔ بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوۡنَ۔

ترجمہ:۔ خدا جو رحمان ہے تیری سچائی کو ظاہر کرنے کیلئے کچھ ظہور میں لائے گا خدا کا امر آ رہا ہے تم جلدی نہ کرو یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے۔

صبح پانچ بجے کا وقت تھا یکم جنوری ۱۹۰۳ء و یکم شوال ۱۳۲۰ھ روز عید جب میرے خدا نے مجھے یہ خوشخبری دی۔ اس سے پہلے ۲۵ دسمبر ۱۹۰۲ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اور وحی ہوئی تھی جو میری طرف سے حکایت تھی اور وہ یہ ہے:۔

اِنِّیۡ صَادِقٌ صَادِقٌ وَسَیَشۡھَدُ اللّٰہُ لِیۡ

ترجمہ:۔ میں صادق ہوں صادق ہوں عنقریب خدا تعالیٰ میری گواہی دے گا۔

یہ پیشگوئیاں بآواز بلند پکار رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا امر میری تائید میں ظاہر ہونے والا ہے جس سے میری سچائی ظاہر ہوگی اور ایک وجاہت اور قبولیت ظہور میں آئے گی۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا نشان ہوگا تا دشمنوں کو شرمندہ کرے اور میری وجاہت اور عزت اور سچائی کی نشانیاں دنیا میں پھیلا دے۔

نوٹ: چونکہ ہمارے ملک میں یہ رسم ہے کہ عید کے دن صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرتے ہیں سو میرے خداوند نے سب سے پہلے یعنی قبل از صبح پانچ بجے مجھے اس عظیم الشان پیشگوئی کا ہدیہ بھیج دیا ہے۔ اس ہدیہ پر ہم شکر کرتے ہیں اور ناظرین کو یہ بھی خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم عنقریب ان نشانوں کے متعلق بھی ایک اشتہار شائع کریں گے جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک گذشتہ سالوں میں ظہور میں آ چکے ہیں۔

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیانی

یکم جنوری ۱۹۰۳ء

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱ صفحہ ۱ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء۔ بحوالہ ملفوظات، جلد دوئم صفحہ ۶۲۶ تا ۶۲۷۔ ایڈیشن ۲۰۰۳)

120واں جلسہ سالانہ قادیان 26-27-28 دسمبر 2011 بروز سوموار، منگلوار، بدھوار

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 120 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2011ء کی از راہ شفقت منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلسہ مورخہ 26-27-28 دسمبر بروز سوموار۔ منگلوار اور بدھوار منعقد ہوگا۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس للٰہی اور بابرکت جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ احباب جماعت بالخصوص زیر تبلیغ افراد کو اس جلسہ میں شرکت کی تحریک کرتے رہیں۔ تا زیادہ سے زیادہ تعداد میں احباب اس جلسہ میں شرکت فرمائیں۔ نیز جلسہ سالانہ کی نمایاں کامیابی اور ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

عید الفطر

کی قارئین بدر کو مبارک صد مبارک

(ادارہ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

رمضان المبارک کے دو عظیم الشان نشان

(قسط دوئم، آخری)

قارئین کرام! گذشتہ قسط میں ہم رمضان المبارک میں واقع ہونے والے عظیم الشان نشان فتح جنگ بدر کے حوالہ سے گفتگو کر چکے ہیں۔ یہ عظیم نشان ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو ظاہر ہوا۔ اس نشان کا اثر تاریخ اسلام میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ قرآن مجید نے اسے ''یوم الفرقان'' کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ آج کی گفتگو میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبولیت دُعا اور صداقت کے ایک اور عظیم الشان نشان کے بارہ میں بات کرنا چاہتے ہیں یہ عظیم نشان آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مہدی و مسیح معہود علیہ السلام کے لئے ظاہر ہوا۔ تاریخ میں یہ نشان کسوف وخسوف کے نام سے مرقوم ہے۔

تفصیل اس نشان کی یہ ہے کہ مخبر صادق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اسلام میں ظاہر ہونے والے مہدی و مسیح معہود علیہ السلام کی صداقت کے ظہور کیلئے رمضان المبارک میں مقررہ دنوں میں چاند سورج گرہن لگنے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ آپ فرماتے ہیں۔

'' عن محمد بن علی قال: اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ تَنْكَسِفُ الْقَمرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ ''

(سنن الدار قطنی جلد ابا ب صلوٰۃ الکسوف والخسوف۔ صفحہ ۶۵ دار المحاسن للطباعۃ قاہرہ)

ترجمہ: یعنی ہمارے مہدی کیلئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں یہ نشان اس طرز پر ظاہر نہیں ہوئے یعنی چاند کو ماہ رمضان میں (اس کی مقررہ تاریخوں یعنی ۱۳/۱۴ اور ۱۵ میں سے) پہلی رات کو گرہن لگے گا جبکہ اسی رمضان میں سورج کو اس کی مقررہ تاریخوں یعنی ۲۷/۲۸ اور ۲۹ میں سے درمیانی رات کو گرہن لگے گا اور جب سے خدا تعالیٰ نے آسمان وزمین پیدا کئے ہیں یہ دو نشان ظاہر نہیں ہوئے۔

اس پیشگوئی کی روشنی میں جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے ۱۸۹۰ء میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے مسیح و مہدی ہونے کی خبر دی اور بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور اب اُن کی خو اور رنگ میں اُنہیں کا نام پا کر یہ عاجز اس اُمت کی اصلاح کیلئے مسیح موعود و مہدی معہود ہو کر آیا ہے۔ یہ اعلان کرنا تھا کہ ہندوستان کے طول وعرض میں مخالفت اور تکفیر کا ایک شور بے تمیز اُٹھا۔ ہر طرف سے کفر کے فتوؤں کی بھر مار شروع ہوگئی۔ مخالفین صف آراء ہو کر کمر بستہ ہو گئے اور اس بات کا مطالبہ کرنے لگے کہ اگر آپ سچے مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں تو پھر آپ کی صداقت کا نشان یعنی چاند سورج گرہن کا مقررہ وقت میں ظاہر ہونا کہاں ہے؟۔ جب مخالفین کے مطالبات حد سے بڑھ گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دُعا کی۔

'' اے خدا کیا میں تیری طرف سے نہیں اس وقت لعنت و تکفیر کی کثرت ہوگئی۔ میری طرف جھوٹ منسوب کیا گیا اور اے قدیر میں نے وہ سب سنا اور سب دیکھا ہمارے درمیان حق سے فیصلہ فرما دے تو بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے مجھے علماء سوکے اقوال اور تکبر سے نجات دے اور مجھے ظالم قوم سے نجات دے اور آسمان سے میرے لئے مدد نازل فرما اور مصیبت کے وقت اپنے بندے کی مدد کیلئے آ۔ اس نے کمزور اور ذلیلوں کی طرح ہو گیا اور قوم نے مجھے دھتکار دیا۔ **پس تو میری ایسی مدد فرما جیسی تو نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر کے دن مدد فرمائی''۔**

(نور الحق حصہ اوّل صفحہ نمبر ۱۸۴)

اس دُعا پر بمشکل ایک ماہ کا عرصہ گزرا ہوگا کہ قادیان دار الامان کے افق پر یہ عدیم النظیر نشان آسمانی ۱۸۹۴ء بمطابق ۱۳۱۱ھ نہایت شان وشوکت سے اس طرح ظاہر ہوا کہ چاند کو ۱۳ رمضان بمطابق ۲۱ مارچ بروز بدھ بوقت ۷ تا ۹ بجے شام گرہن لگا۔ اس طرح چاند گرہن کے لئے لاول لیلۃ کی پیشگوئی ایک اور شان سے پوری ہوئی کہ رات کے پہلے حصے میں گرہن ہوا۔ اور سورج کو ۲۸ رمضان بمطابق ۶ اپریل بروز جمعہ بوقت ۹ بجے سے ۱۱ بجے دن گرہن لگا اور اس طرح سورج گرہن کے لئے فی النصف منہ کی پیشگوئی نہایت شان سے پوری ہوئی۔

جس وقت ۲۱ مارچ ۱۸۹۴ء کو چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا تو صاف دل لوگوں نے خوشیاں منائیں اور سورج گرہن سے قبل قادیان کی طرف دوڑنے لگے اور ۶ اپریل ۱۸۹۴ء کو سورج گرہن کا مشاہدہ قادیان میں کیا اور نماز کسوف حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ادا کی۔

اس عدیم المثال کسوف وخسوف کا ذکر اس وقت کے اخبارات میں نہایت اہمیت سے کیا گیا۔ چنانچہ سول اینڈ ملٹری گزٹ نے ۶ اپریل ۱۸۹۴ء کے کسوف کا ذکر ۷ اپریل ۱۸۹۴ء کو اپنے شمارہ میں کیا۔

جہاں ایک طرف اہل بصیرت نے اس نشان سے فائدہ اٹھایا اور ایمان لائے وہاں مخالف مولوی جو نشان کا مطالبہ کر رہے تھے انہوں نے نشان سے فائدہ نہ اُٹھایا اور اپنی مخالفت میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی پر اعتراض کرنے لگے۔ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام مخالفین کے اعتراضوں کا جواب دیتے ہوئے اس عظیم الشان نشان کو اپنی صداقت کے لئے پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

'' دار قطنی کی حدیث ہے کہ مہدی موعود کی یہ بھی نشانی ہے کہ خدا اس کے لیے اس کے زمانہ میں یہ نشان ظاہر کرے گا کہ چاند اپنی مقررہ راتوں میں سے (جو اس کے خسوف کے لیے خدا نے راتیں مقرر کر رکھی ہیں۔ یعنی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں) پہلی رات میں گرہن پذیر ہوگا اور سورج اپنے مقررہ دنوں میں سے (جو اس کے کسوف کے لیے خدا نے دن مقرر کر رکھے ہیں یعنی 27، 28، 29) درمیانی دن میں کسوف پذیر ہوگا۔ اور یہ دونوں خسوف کسوف رمضان میں ہوں گے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ مہدی کے وقت میں یہ دو مرتبہ واقع ہوں گے۔ چنانچہ یہ دونوں دو مرتبہ میرے زمانہ میں رمضان میں واقع ہو گئے۔ ایک مرتبہ ہمارے اس ملک میں دوسری مرتبہ امریکہ میں۔ اور ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ ان تاریخوں میں کسوف خسوف رمضان کے مہینہ میں ابتدائے دنیا سے آج تک کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے'' (جب سے دنیا بنی ہے ان تاریخوں میں کسوف وخسوف رمضان کے مہینے میں کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے)'' ہمارا مدعا صرف اس قدر ہے کہ جب سے نسل انسان دنیا میں آئی ہے نشان کے طور پر یہ خسوف کسوف صرف میرے زمانہ میں میرے لیے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نصیب نہیں ہوا کہ ایک طرف تو اس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور دوسری طرف اس کے دعوے کے بعد رمضان کے مہینہ میں مقرر کردہ تاریخوں میں خسوف کسوف بھی واقع ہو گیا ہو۔ اور اُس نے اُس کسوف خسوف کو اپنے لیے ایک نشان ٹھہرایا ہو۔ اور دار قطنی کی حدیث میں یہ تو کہیں نہیں ہے کہ پہلے کبھی کسوف خسوف نہیں ہوا۔ ہاں یہ تصریح سے الفاظ موجود ہیں کہ نشان کے طور پر یہ پہلے کبھی کسوف خسوف نہیں ہوا کیونکہ لَمْ تَكُوْنَا کا لفظ مؤنث کے صیغہ کے ساتھ دار قطنی میں ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ایسا نشان کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ اور اگر یہ مطلب ہوتا کہ کسوف خسوف پہلے کبھی ظہور میں نہیں آیا تو لفظ لَمْ يَكُوْنَا مذکر کے صیغہ سے چاہیے تھا نہ کہ لَمْ تَكُوْنَا کہ جو مؤنث کا صیغہ ہے جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد آيَتَيْنِ ہے۔ یعنی دو نشان کیونکہ یہ مؤنث کا صیغہ ہے۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف کسوف ہو چکا ہے اس کے ذمہ یہ بار ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لیے نشان ٹھہرایا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہیے۔ اور یہ صرف اس صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف کسوف جو رمضان میں دار قطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے۔ غرض صرف خسوف کسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا ہو اس سے بحث نہیں۔ نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ ہوا ہے۔ اور حدیث نے ایک مدعیٔ مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کر دیا۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن۔ جلد نمبر 23۔ صفحہ نمبر 329,330 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاند سورج گرہن کے نشان کے ظہور پر حلفیہ اعلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کیلئے ہے نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق کیلئے جس کی ابھی تکذیب نہیں ہوئی اور جس پر یہ شور تکفیر اور تکذیب تفسیق نہیں پڑا اور ایسا ہی میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ اس نشان سے صدی کی تعیین ہوگئی ہے کیونکہ جب یہ نشان چودھویں صدی میں ایک شخص کی تصدیق کیلئے ظہور میں آیا تو متعین ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ نے مہدی کے ظہور کیلئے چودھویں صدی ہی قرار

(باقی صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں)

ارشاد باری تعالیٰ

يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِo فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُo وَخَسَفَ الْقَمَرُo وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُo يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّo

(سورۃ القیمۃ: ۷ تا ۱۱)

ترجمہ: وہ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا؟۔ تو (جواب دے کہ) جب نظر چندھیا جائے گی اور چاند گہنا جائے گا۔ اور سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے۔ اُس دن انسان کہے گا فرار کی راہ کہاں ہے؟

خطبہ جمعہ

اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنعمتَ عَلَیْھِمْ کے معنے یہ ہیں کہ جن لوگوں پر اکمل اور اتم طور پر نعمتِ روحانی کی بارش ہوئی ہے ان کی راہوں کی ہمیں توفیق بخش کہ تا ہم ان کی پیروی کریں۔ سو اس آیت میں یہی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ۔

صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ ہم نے زمانے کے امام کی بیعت کر لی اور بس۔ بلکہ پھر اُس نظام کے ساتھ بھی تعلق جوڑنا ہوگا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم فرمایا ہے اور جس کا بیان آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ ’رسالہ الوصیت‘ میں فرمادیا کہ وہ خلافت کا نظام ہے۔

اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کے لئے نہیں ہے بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے بھی یہ دعا ہے۔

ہمیشہ اپنا محاسبہ کرنا اور پھر اگلی منزل کی طرف قدم بڑھانا ہی ایک مومن کا شیوہ اور شان ہے۔

انجام بخیر ہونے کے لئے اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا بھی بہت ضروری ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17/جون 2011ء بمطابق 17/احسان 1390 ہجری شمسی بمقام گراس گیراؤ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِھْدِناَ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کا ہم احمدیوں پر یہ احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے ہمیں اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ ایک احمدی غور کرے تو اس احسان پر تمام زندگی بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے تو پھر بھی ادا نہیں کر سکتا۔ کہتے ہیں اس وقت دنیا میں مسلمان دو ارب کے قریب ہیں۔ سب کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی اور حکم ہے کہ چودھویں صدی میں مسیح و مہدی کا ظہور ہوگا۔ ایک اندھیرے زمانے کے بعد پھر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور شروع ہوگا۔ اس لئے جب وہ ظہور ہو، وہ نشانیاں پوری ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ نشانی کہ چاند اور سورج گرہن رمضان کے مہینے میں مقررہ تاریخوں پر ہو تو یہ ایک ایسی نشانی ہے کہ جب سے کہ زمین و آسمان بنے ہیں یہ نشانی کبھی واقع نہیں ہوئی، تو اُس خدا کے فرستادے اور میرے عاشقِ صادق کو مان لینا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ پھر قرآنِ کریم نے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (سورۃ الجمعہ:4) کہہ کر مزید اس طرف توجہ پھیر دی اور جس کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر فرمادی کہ غیر عرب لوگوں میں سے اُس کو تلاش کرنا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ باب و آخرین منھم......حدیث نمبر 4897)

اور آپؐ نے فرمایا کہ برف کے سِلوں پر بھی گھٹنوں کے بَل چل کر جانا پڑے تو جانا اور اُسے میرا اسلام پہنچانا۔ پھر مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ ہدایت پر رہنے اور ہدایت قبول کرنے کی دعائیں بھی سکھائیں لیکن اس کے باوجود اس وقت تک پانچ سات فیصد لوگوں کو ہی زمانے کے امام کو پہچاننے کی توفیق ملی۔ باوجود اس کے کہ مسلمان اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا اپنی نمازوں میں کئی بار پڑھتے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا کہ قرآنِ کریم کی پیشگوئیاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اور ارشادات سامنے ہیں، مسلمانوں کی اکثریت اس امام کو جو زمانے کا امام ہے، ماننے سے انکاری ہے۔ اور نہ صرف ماننے سے انکاری ہے بلکہ تکذیب پر شدت سے زور دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سعید فطرت غیر مسلموں بلکہ لامذہبوں اور اس سے بھی بڑھ کر خدا تعالیٰ کو نہ ماننے والوں کو بھی ہدایت عطا فرما رہا ہے، ہدایت کے راستوں کی طرف رہنمائی فرما رہا ہے۔ اور ان لوگوں میں سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے نام نہاد اور مفاد پرست مُلّاؤں کے پیچھے چل کر بعض جگہ مسلمان کہلانے والوں نے امام الزمان کی دشمنی کی انتہا کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اِن لوگوں کو عقل دے۔ علماء جو نام نہاد علماء ہیں وہ تو ایسے حال پر پہنچے ہوئے ہیں کہ لگتا ہے اُن کے لئے بظاہر اصلاح کے سب ذریعے بند ہو چکے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو معصومیت میں یا اپنے خیال میں عشقِ رسول میں اِن کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ صحیح راستوں کی طرف ہدایت عطا فرمائے تاکہ وہ امام کو پہچانیں۔ اور جو دشمنی وہ اس زمانہ کے امام سے کر رہے ہیں، جس کی بعض جگہوں پر انتہائی حدوں کو چھوا جا رہا ہے، اُس سے وہ باز آجائیں اور اپنی عاقبت سنوارنے والے بن جائیں۔ کاش اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا مسلمانوں کے دل کی آواز بن کر نکلے اور مسلم اُمّت اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بنے۔ اور دنیا اِن کو بھی عزت اور تکریم کی نظر سے دیکھنے والی ہو۔

ایک جگہ اس یعنی اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی آیت کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’قرآن شریف نے جیسا کہ تمدن کے لئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ ایک بادشاہ کے زیرِ حکم ہو کر چلیں۔ یہی تاکید روحانی تمدن کے لئے بھی ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ یہ دعا سکھلاتا ہے کہ اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنعمتَ عَلَیْھِمْ (الفاتحہ:7-6)۔ پس سوچنا چاہئے کہ یوں تو کوئی مومن بلکہ کوئی انسان، بلکہ کوئی حیوان بھی خدا تعالیٰ کی نعمت سے خالی نہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ ان کی پیروی کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ جن لوگوں پر اکمل اور اتم طور پر نعمتِ روحانی کی بارش ہوئی ہے ان کی راہوں کی ہمیں توفیق بخش کہ تا ہم ان کی پیروی کریں۔ سو اس آیت میں یہی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ‘‘۔ (ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد نمبر 13 صفحہ 494)

امام الزمان کی تعریف آپ نے یہ فرمائی کہ وہ رسول بھی ہوتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لئے مامور فرمائے۔ پس اس زمانے میں جیسا کہ میں نے کہا قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق امام الزمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق مسیح موعود و مہدی معہود ہی ہیں جو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انعام لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ انعام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے تا قیامت جاری رہنا ہے، اب آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے جاری رہنا ہے۔ اور جیسا کہ آپ نے فرمایا یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جُڑ کر ہی دوسروں کو مل سکتا ہے۔

آج سے چودہ سو سال پہلے جو نعمت جاری ہوئی اُس سے آپؐ کے صحابہ نے خوب فیض پایا۔ ہر وقت اس فکر میں رہتے کہ کس طرح ہم زیادہ سے زیادہ اپنے ایمانوں میں تازگی پیدا کریں۔ اِھْدِنَـــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا وِرد اُن کی زبانوں پر ہوتا تھا۔ نماز پڑھتے تھے تو ہر ہر لفظ اور دعا اُن کے دل کی گہرائیوں سے نکلتی تھی۔ ایک ایسا رشتہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم فرمایا تھا جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے بھی اُن کو ایسا نوازا کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کا خطاب اور اعزاز انہوں نے پایا۔ پس اس نعمت کو حاصل کرنے کے لئے اور ہدایت پر قائم رہنے کے لئے صراطِ مستقیم پر ہمیشہ چلتے چلے جانے کے لئے جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانتے ہوئے اس زمانے کے امام اور مسیح و مہدی کو مانا ہے تو پھر اس سے ایسا تعلق ہمیں جوڑنا ہوگا جو ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنائے اور جب کہ ہم نے خود بیعت کے وقت یہ

عہد کیا ہے کہ اس رشتے کو ہم سب سے سوا رکھیں گے، سب رشتوں پر فوقیت دیں گے۔ جیسا کہ دسویں شرطِ بیعت میں درج ہے۔ وہ شرط یہ ہے:

’’یہ کہ اس عاجز سے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے) عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت درمعروف باندھ کر اس پر تاوقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ نمبر 160 ایڈیشن 2003ء)

پس صرف بیعت کر کے ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ہماری اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا قبول ہوگئی یا اللہ تعالیٰ نے ہمارے بزرگوں کی اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا قبول کر لی اور ہمیں اپنے فضل سے اُن کے گھروں میں پیدا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمانے کے امام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرما دی، یہ کافی نہیں ہے۔ اب جب ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس امام کو مان لیا ہے تو ہمیں آگے قدم بھی بڑھانے ہوں گے۔ بلکہ اب پہلے سے بڑھ کر اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا کی طرف توجہ کی ضرورت ہے کہ یہ عہد جو طاعت درمعروف کا ہم نے باندھا ہے اس پر اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ قائم رکھے۔ ہم صراطِ مستقیم پر ہمیشہ چلتے چلے جانے والے ہوں۔ اور ہم اس قرآنی حکم پر عمل کرنے والے ہوں کہ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۔ پس ہرگز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔ انسان پر اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو وہ کبھی اپنی کوشش سے کامل اطاعت اور فرمانبرداری نہیں دکھا سکتا۔ اُسے پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہروقت متوجہ رکھنے کے لئے یہ دعا سکھا دی ہے ۔ اور ہر نماز میں اور ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ حکم دیا کہ اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا کو سامنے رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہدایت دینے والا ہے۔ اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں قائم رکھتے ہوئے اس سے راہِ ہدایت پر قائم رہنے کی دعا کرتے چلے جاؤ۔ اس کے بغیر یہ بہت مشکل ہے کہ انسان کسی سے ایسا تعلق رکھے جو کسی اور خادمانہ حالت میں پائی نہ جاتی ہو۔ ایسا تعلق ہو جو کسی بھی اور رشتے میں پایا نہ جاتا ہو۔ ایسا تعلق ہو جس میں کامل اطاعت ہو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بغیر ممکن نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ہی ہدایت چاہنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہی مدد چاہنے کی ضرورت ہے۔ پس اگر ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ عہدِ بیعت کو حقیقت میں نبھانا ہے تو اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی حقیقت کو سمجھنے کی بھی ضرورت ہے۔ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک تڑپ کے ساتھ اس دعا کو مانگنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس امام کے ساتھ جُڑنے کے بعد صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ ہم نے زمانے کے امام کی بیعت کر لی اور بس۔ بلکہ پھر اُس نظام کے ساتھ بھی تعلق جوڑنا ہوگا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم فرمایا ہے اور جس کا بیان آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ ’رسالہ الوصیت‘ میں فرما دیا کہ وہ خلافت کا نظام ہے۔

ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لیتا ہے لیکن اگر اس آئندہ آنے والی قدرت کا انکاری ہے یا طاعت درمعروف کے عہد میں حیل وحجت سے کام لیتا ہے تو پھر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خادمانہ تعلق کو بھی توڑنے والا بن گیا ہے اور پھر اُن برکات سے بھی محروم ہو گیا ہے جو آپ کے ساتھ جُڑے رہنے سے ملتی ہیں۔ غیر مبائعین کی مثال ہمارے سامنے بڑی واضح مثال ہے۔ انہوں نے بیشک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت تو کی یا بیعت کرنے کا دعویٰ تو کیا لیکن آپ کے اس پیغام کہ خلافت کے نظام کو بھی اُسی قدرت کا تسلسل سمجھنا جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے جاری فرمائی ہے، کو اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے نہ سمجھے یا نہ سمجھنے کی کوشش کی۔

پس خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے کے بعد پھر دوسری قدرت کے ساتھ بھی تعلقِ اخوت اور وفا کو قائم کیا۔ لیکن ایک احمدی کے لئے یہی اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی انتہا نہیں ہے۔ جیسا میں نے کہا، محاسبہ نفس ہروقت کرتے رہنا چاہئے۔ اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا ایک تسلسل ہے آگے بڑھتے چلے جانے کا۔ اور ہروقت ہدایت کی راہ کی تلاش میں رہتے ہوئے اس کے لئے استقامت کی دعا کرنا ہی ایک مومن کی شان ہے۔ عام انسان جو روحانیت کے اعلیٰ مدارج پر نہیں ہے اُس کی تو ہروقت شیطان سے لڑائی ہے، یا یہ کہہ لیں کہ باوجود نیکیاں بجا لانے کے شیطان اُس کو ورغلانے کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے، باوجود خلافت سے وفا کا تعلق جوڑنے کے، باوجود مالی قربانیوں میں حصہ لینے کے، باوجود جماعتی خدمات اور وقارِ عملوں میں حصہ لینے کے کئی لوگ ایسے ہیں جو مجھے مل کر خود اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ نمازوں میں سست ہوں۔ اور نماز جو انسان کی پیدائش کا بنیادی مقصد ہے اُس میں اگر سستی ہے تو پھر وہ آہستہ آہستہ دوسری نیکیوں کو بھی چھڑا لیتی ہے۔ اور ایسے بھی ہیں جو بہت سی نیکیاں تو کرتے ہیں، نمازیں بھی پڑھتے ہیں لیکن اپنے گھر میں، اپنے اہل کے ساتھ سلوک میں اچھے نہیں ہیں۔ یہ بھی ہدایت کے راستے سے بھٹکنے والے لوگ ہیں۔ اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی بیشک دعا کر رہے ہوں لیکن تمام حکموں پر عمل کرنے والے نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا ہے۔ پس ہدایت کے راستے تلاش کرنے والا ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کو سامنے رکھ کر، اُس عشق ومحبت کو سامنے رکھ کر جو ایک مومن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونا چاہئے، یہ کوشش کرتا ہے کہ اُس پر چلے جس پر اللہ اور اُس کا رسول ہمیں چلانا چاہتا ہے۔ جب ہم اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا کرتے ہیں تو ہمارے پیشِ نظر وہ ٹارگٹ ہو، وہ اسوہ ہو جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے۔ جس کو آپ سے فیض پانے والے صحابہ نے ہمارے سامنے رکھ کر منعم علیہ لوگوں کا نمونہ دکھایا۔ جس کو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قول وفعل سے ہمارے سامنے پیش فرما کر ہمیں اندھیروں سے روشنی کی طرف جانے کے راستے دکھائے۔ جن کے ذریعے سے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کر کے اعلیٰ روحانی مدارج کو حاصل کیا۔

مَیں نے گھریلو زندگی کا ذکر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کو اپنے اھل سے اپنے گھر والوں سے حسنِ سلوک کا کس طرح ارشاد فرماتے تھے؟ ۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہو کر یہ بیان کیا کہ میری بیوی اپنے میکے میں اتنا عرصہ رہ کر آئی ہے اور اب مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ اُسے کبھی میکے نہیں جانے دینا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کو سُن کر بڑا رنج پہنچا، بڑی تکلیف ہوئی۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے کہا کہ ہماری مجلس سے چلے جاؤ کہ یہ باتیں ہماری مجلس کو گندہ کر رہی ہیں۔ اور آپ نے کافی سخت الفاظ اُنہیں فرمائے۔ پھر اُنہوں نے معافیاں مانگیں۔ ایک دوسرے صحابی جو اپنی بیوی سے زیادہ حسنِ سلوک نہیں کرتے تھے وہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، وہ وہاں سے فوراً اُٹھ کر بازار گئے۔ بازار جا کر کچھ چیزیں بیوی کے لئے خریدیں اور گھر لے جا کر اُس کے سامنے رکھیں کہ یہ تمہارے لئے تحفہ ہیں اور بڑے پیار سے باتیں کیں۔ بیوی پریشان کہ آج میرے خاوند کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ انقلاب کیسا ہوا ہے؟ اُس سے پوچھا کہ آج تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بیوی سے بدسلوکی کا بیان ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سخت تکلیف اور ناراضگی دیکھ کر آیا ہوں۔ اللہ میرے گزشتہ گناہ معاف کرے۔ جو تم سے مَیں سلوک کرتا رہا تم بھی مجھے معاف کرو اور آئندہ حسنِ سلوک ہی کروں گا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 129-128 روایات محمد اکبر صاحبؓ)

تو یہ تبدیلی ہے جو ہدایت کے راستوں کی طرف لے جاتی ہے۔ گھریلو زندگی سے شروع ہوتی ہے۔ معاشرے میں پھیلتی ہے اور پھر دنیا میں پھیلتی ہے اور اسی بات کا آج ایک احمدی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھا ہے۔ اور اسی سے پھر اللہ تعالیٰ کے قرب کے رشتے حاصل ہوتے ہیں۔ تو ہدایت صرف کسی مامور کو مان لینا نہیں ہے یا نظام سے وابستہ ہو جانا ہی نہیں ہے بلکہ اپنی زندگیوں کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنا اور اُس پر قائم ہونا ہدایت کی اَصل ہے، بنیاد ہے۔ پس اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا صرف حقوق اللہ کی ادائیگی کے لئے نہیں ہے۔ یہ دعا صرف اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے نہیں ہے بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے بھی ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو فرمایا ہے یہ دعا تمہاری زندگی کے ہر شعبے کے لئے ہے۔

یہاں آپ میں سے بھی کئی لوگ ہیں جن میں سے بعض کا مجھے علم ہے جو اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں، بعض ایسے ہیں جن کا علم نہیں ہے۔ باہر وہ بڑے اچھے ہیں، لوگوں کی نظر میں انتہائی شریف اور راہِ ہدایت پر قائم ہیں لیکن اپنے گھروں کے معاملات میں صراطِ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اپنے اہل سے حسنِ سلوک کرنا، اپنے گھر والوں سے حسنِ سلوک کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر یہ بیان فرما کر کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل سے اچھا ہے، آخر میں اپنی مثال دی کہ مَیں تم میں سب سے زیادہ اپنے اہل سے حسنِ سلوک کرنے والا ہوں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب حسن معاشرۃ النساء حدیث 1977)

یہ ایک ایسا عمل ہے جو معمولی عمل نہیں ہے۔ اس عمل کی اہمیت بتانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مثال پیش فرمائی ہے۔

پس اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا ہر کام کو سامنے رکھتے ہوئے مومن کو کرنے کی ضرورت ہے تاکہ نیکیوں کے معیار بڑھتے چلے جائیں اور جب موت آئے تو وہ خالص فرمانبرداری کی موت ہو۔ پس ایک حقیقی مومن وہ ہے جو امام الزمان کو مان کر ہروقت اپنی نیکیوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش میں لگا رہے۔ ہروقت اپنے ایمان میں ترقی کے لئے کوشاں رہے۔ اللہ سے یہ دعا مانگے کہ جس صراطِ مستقیم پر تُو نے مجھے قائم فرما دیا ہے اس میں میرے قدم ترقی کی طرف بڑھیں۔ ہروقت اس کوشش میں ہو کہ تقویٰ میں ترقی کرنے والا ہو۔ جو تقویٰ میں ترقی کرتا ہے وہ ہروقت خدا تعالیٰ کے خوف سے لرزاں وترساں رہتا ہے اور جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے وہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں ترقی کرنے کے لئے بھی کوشش اور دعا کرتا ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے بھی کوشش اور دعا کرتا ہے۔ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی دعا کرتا ہے وہ خدمتِ دین کی خواہش میں بھی ہر روز بڑھتا ہے اور خالص ہو کر خدمتِ دین کرنے والا ہوتا ہے۔ اور نہ صرف خواہش میں بڑھتا ہے بلکہ اس کے لئے ہر وہ عمل، ہر قدم جو اس عمل کی طرف وہ اُٹھاتا ہے

جس کی خدا اور اُس کے رسول نے ہدایت فرمائی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اُٹھاتا ہے۔ پس ایک حقیقی مومن کو اُن لوگوں کی طرح نہیں بننا چاہئے جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو نیک اور پارسا سمجھتے ہیں، جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو کسی مقام پر پہنچا ہوا سمجھتے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کو کوئی مستقل مقام مل گیا ہے یا ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں وہ محفوظ ہو گئے ہیں۔ جب کبھی انسان کو یہ خیال آیا چاہے وہ کتنا بھی پارسا ہو تو سمجھو کہ روحانی لحاظ سے وہ مارا گیا اور شیطان کے شکنجے میں آ گیا۔ پس ہمیشہ اپنا محاسبہ کرنا اور پھر اگلی منزل کی طرف قدم بڑھانا ہی ایک مومن کا شیوہ اور شان ہے۔ جس نے اپنے زعم میں اپنی منزل کو پالیا۔ جماعت کی تھوڑی سی خدمت کر کے اُس پر فخر ہو گیا۔ جماعتی خدمات کو، اپنی عبادات کو کافی سمجھ کر حقوق العباد کی طرف سے توجہ پھیر لی اگر وہ کسی مقام پر پہنچا بھی ہو تو ایک وقت میں اپنے اس عمل کی وجہ سے وہ مقام کھو دیتا ہے۔ اس لئے ایک حقیقی مومن صرف اپنے آج کے نیک عمل کو نہیں دیکھتا بلکہ اپنے انجام کی طرف دیکھتا ہے اور انجام بخیر ہونے کی دعا کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تو کسی کی قوتِ قدسی اس دنیا کے کسی انسان میں نہیں ہو سکتی۔ آپ ؐ کا کاتبِ وحی یا آج کل کے زمانے میں کہنا چاہئے سیکرٹری، جو نوٹس لیتے تھے، اس قدر انہوں نے قربت کا مقام پایا کہ ہر وقت وحی لکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو یاد فرماتے تھے۔ یہ مقام ظاہر کرتا ہے کہ آپ ؐ کو اس پر اعتماد تھا، آپ ؐ کو اُس پر اعتبار تھا۔ دوسرے مسلمانوں کی نظر میں بھی عبداللہ بن اَبی سرح کاتبِ وحی کا مقام یقیناً ہو گا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھتا ہے۔ لیکن انجام کیا ہوا؟ اُسے ٹھوکر لگی اور اپنے اہم مقام سے گرا دیا گیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی بعض ایسے لوگ تھے جو عشق و محبت میں بڑھے ہوئے تھے، جب ان کی بدبختی نے ان کو ٹھوکر لگائی تو وہ آپ کے اشد ترین مخالفین میں ہو گئے۔ آپ پر نہایت گندے اور گھٹیا الزام لگانے لگ گئے۔ ہر روز نئے نئے اعتراض کرنے لگ گئے۔ پس انجام بخیر ہونے کے لئے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا بھی بہت ضروری ہے۔ اس پر غور کریں اور پڑھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

”انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراطِ مستقیم پر چلنا اور اس کی طلب ہے جس کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنعَمتَ عَلَیْھِمْ۔ یا اللہ! ہم کو سیدھی راہ دکھا اور اُن لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر وقت ہر نماز اور رکعت میں مانگی جاتی ہے۔ اس قدر اس کا تکرار ہی اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے“۔ (آپ فرماتے ہیں) ”ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔ اور صرف زبان سے طوطے کی طرح ان الفاظ کا رَٹ دینا اصل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ انسان کو انسانِ کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنے والا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہئے اور تعویذ کی طرح مدّنظر رہے“۔ آپ نے فرمایا کہ اس دعا سے مخلوق کا بھی، انسان کا بھی حق ادا ہو جائے گا اور جو انسانی طاقتیں انسان کو دی گئی ہیں اُن کا بھی حق ادا ہو جائے گا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ ”غرض منعم علیہم لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنعَمتَ عَلَیْھِمْ میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تا کہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے“۔

(الحکم 31 مارچ 1905 جلد 9 نمبر 11 صفحہ 6-5)

یہ بہت بڑا کام ہے۔ ایک اعزاز تو ہے لیکن بہت بڑا کام ہے، بہت بڑی ذمہ واری ہے جماعت کے ہر فرد پر کہ قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر ہر احمدی کو گواہ ٹھہرنا چاہئے۔

پس ہر احمدی قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر تبھی گواہ ٹھہر سکتا ہے جب اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا پڑھتے ہوئے ترقی کے مدارج طے کرتا جائے اور انعام یافتہ لوگوں کے معیار حاصل کرتا چلا جائے۔ قرآنِ کریم کی تعلیم کے ہر پہلو کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے کی کوشش ہو۔ پس یہ مدارج حاصل کرنے کے لئے ہم نے کوشش کرنی ہے اور جب ہم یہ کوشش کریں گے تو حقیقت میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے مضمون کو سمجھنے والے ہوں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو بھی پورا کرنے والے ہوں گے۔ ورنہ یہ دعا بھی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے طوطے کی طرح رَٹے ہوئے الفاظ ہو جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملے میں کوئی حصہ کھوٹ کا ہو گا تو اس قدر اُدھر سے بھی ہو گا۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملے میں کھوٹ ہو گی تو اللہ تعالیٰ کھوٹ تو نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ اُس کھوٹ کو سمجھتا ضرور ہے اس لئے جو تم سمجھتے ہو کہ معاملے میں کھوٹ کر جاؤ گے، دھوکہ دے دو گے، اُس دھوکہ کی وجہ سے تمہیں اجر نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز جانتا ہے۔ فرماتے ہیں ”مگر جو اپنا دل خدا سے صاف رکھے اور دیکھے کہ کوئی فرق خدا سے نہیں ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے کوئی فرق نہ رکھے گا۔ انسان کا اپنا دل اُس کے لئے آئینہ ہے۔ وہ اس میں سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ پس سچا طریق دُکھ سے بچنے کا یہی ہے کہ سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور وفاداری اور اخلاص کا تعلق دکھاؤ اور اس راہِ بیعت کو جو تم نے قبول کی ہے سب پر مقدم کرو کیونکہ اس کی بابت تم پوچھے جاؤ گے“۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 63 ایڈیشن 2003ء)

پس اپنے نفس کا محاسبہ ضروری ہے۔ دنیا میں اربوں مسلمان ہیں۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا پڑھتے ہیں، لیکن کیونکہ طوطے کی طرح رَٹے ہوئے الفاظ پڑھنے والا معاملہ ہے اس لئے نمازوں کے بعد اُن کی فتنہ و فساد کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے۔ بعض کے منہ سے جماعت کے خلاف مغلظات ہی نکلتی ہیں۔ مسجدوں میں کھڑے ہو کر مغلّظات ہی بکتے ہیں۔ یا آپس کے فتنوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ کیا یہ وہ صراطِ مستقیم ہے جس کی دعا سکھائی گئی ہے؟ یقیناً نہیں۔ ہمارے سامنے تو اُس صراطِ مستقیم کے راستے ہیں جو جانوروں کی حرکات چھوڑ کر انسان بنانے والی تھیں۔ اور پھر تعلیم یافتہ انسان بنانے والی تھیں اور پھر وہ تعلیم یافتہ انسان باخدا انسان بنے۔ تو یہ نمونے ہمارے سامنے کوئی قصہ کہانی کے رنگ میں نہیں ہیں کہ آئے اور ہم نے قصے سن لئے اور کہانیاں سُن لیں بلکہ ہمارے سامنے یہ نمونے ہمیں عمل کرنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہیں۔ اور انہی باتوں کی طرف اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سے بیعت لی ہے۔ پس اس جذبے کو اپنے اندر قائم رکھتے ہوئے، قرآنی تعلیم پر عمل کر کے ہی ہم راہِ بیعت کو مقدم رکھ سکتے ہیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ صرف اس بات پر خوش نہیں ہو گا کہ ہم اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے الفاظ کروڑوں دفعہ پڑھتے اور دہراتے رہیں۔ بلکہ یہ کوشش اور روح کی گہرائی سے نکلے ہوئے الفاظ جو اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم پر چلنے اور قائم رہنے کی دعا اور مدد مانگ رہے ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والے بنیں گے۔ ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم پوچھے جاؤ گے کہ تمہارا دعویٰ تو کچھ اَور ہے اور عمل کچھ اَور ہے۔ پس ہر دعا کے ساتھ کوشش اور نیک نیت شرط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:72) جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ہم اُس کو اپنی راہیں دکھلا دیں گے“۔ فرمایا ”یہ تو وعدہ ہے اور اُدھر یہ دعا ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ سو انسان کو چاہئے کہ اس کو مدّنظر رکھ کر نماز میں بالحاح دعا کرے“۔ (بڑے الحاح کے ساتھ دعا کرو) ”اور تمنا رکھے کہ وہ بھی اُن لوگوں میں سے ہو جاوے جو ترقی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اُٹھایا جاوے“۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ؓ صفحہ 39-38 مطبوعہ قادیان 1899ء۔ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام (سورۃ الفاتحہ) جلد اوّل صفحہ 285)

پس اب جبکہ ایک لحاظ سے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بصیرت عطا فرما دی کہ اللہ اور اُس کے رسول کے پیغام کو سمجھ کر زمانے کے امام سے ہم جُڑ گئے ہیں، مان لیا ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ترقی کے راستے ہمیشہ کھلے ہیں اور روحانی مدارج تو ہمیشہ طے ہوتے چلے جاتے ہیں، آپ کے قدم ترقی کی طرف بڑھنے چاہئیں۔

آپ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ جماعت میں داخل ہو کر اپنے اندر ایک تغیر قائم کرو اور وہ نظر بھی آنا چاہئے۔ کسی بھی حکم کو خفّت کی نظر سے نہ دیکھا جائے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جائے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 472 ایڈیشن 2003ء)

پس قرآنِ شریف کے سینکڑوں احکامات کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کے لئے کوشش کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہر انسان خود اپنے جائزے لے سکتا ہے اور کوشش کر سکتا ہے۔ اور اگر احساس ہے تو سب سے بہترین طریقہ بھی یہی ہے کہ خود اپنے جائزے لے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ انسان کا دل آئینہ ہوتا ہے ذرا اپنے دل کے آئینے کو صاف کر کے اس میں اپنے چہرے دیکھیں، اس میں اپنے دلوں کی کیفیت دیکھیں تو ہر ایک کو اُس کے اندر کی کیفیت نظر آ جائے گی۔ دوسروں پر اعتراض ختم ہو جائیں گے اور اپنی اصلاح کی طرف ہی توجہ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ اور خود اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کو سمجھ کر پڑھنے کی طرف

M/S ALLIA EARTH MOVERS
AEM
(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

توجہ ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ اندرونی جائزے کی تبدیلی ہے جو مَیں جماعت میں چاہتا ہوں۔ پس یہ جائزے ہمیں عہدِ بیعت اور ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے رہیں گے۔ جیسا کہ ذکر ہوا ہے کہ حقیقی مومن وہ ہے جو ایمان میں ترقی کے لئے کوشاں ہے۔ اب مومن ہونے کے جو معیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمائے ہیں وہ بھی بیان کر دیتا ہوں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’جب تک کسی کے پاس حقیقی نیکیوں کا ذخیرہ نہیں ہے‘‘ (ایک دو نیکیاں نہیں حقیقی نیکیوں کا ذخیرہ نہیں ہے) ’’تب تک وہ مومن نہیں ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں اِھْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا تعلیم فرمائی ہے کہ انسان چوری، زنا وغیرہ موٹے موٹے برے کاموں کو ترک کرنا ہی نیکی نہ جان لے‘‘۔ (بڑے بڑے گناہ جو ہیں ان کو نہ کرنا ہی نیکی نہ جان لو) ’’بلکہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ أَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ فرما کر بتلا دیا کہ نیکی اور انعام ایک الگ شے ہے۔ جب تک اُسے حاصل نہ کرے گا تب تک نیک اور صالح نہیں کہلائے گا۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے یہ دعا نہیں سکھلائی کہ تُو مجھے فاسقوں اور فاجروں میں داخل نہ کر اور اس پر بس نہیں کیا۔ بلکہ یہ سکھلایا کہ انعام والوں میں داخل کر‘‘۔ (البدر 10 جنوری 1905 نمبر 1 جلد 4 صفحہ 3۔ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام (سورۃ الفاتحہ) جلد اول صفحہ 287)

پس جیسا کہ مَیں نے کہا صرف ایک آدھ نیکی نہیں بلکہ ایک حقیقی مومن کا کام ہے کہ حقیقی نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرے اور یہ حقیقی نیکیوں کا ذخیرہ اللہ تعالیٰ اور بندوں، دونوں کے حقوق ادا کرنے سے ہی ملتا ہے۔ قرآنِ کریم کے احکامات پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمالِ صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اُسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہوسکتا‘‘۔ (اگر خدا تعالیٰ پر حقیقی ایمان ہے تو پھر یہ یقینی بات ہے کہ وہ گناہ نہیں کرے گا) ’’کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضاء کو کاٹ دیتا ہے۔ دیکھو اگر کسی کی آنکھیں نکال دی جائیں تو وہ آنکھوں سے بدنظری کیونکر کرسکتا ہے‘‘ (آنکھیں ہی نہیں تو بدنظری کیا کرنی ہے) ’’اور آنکھوں کا گناہ کیسے کرے گا۔ اور اگر ایسا ہی ہاتھ کاٹ دیئے جائیں، شہوانی قُویٰ کاٹ دیئے جائیں پھر وہ گناہ جو ان اعضاء سے متعلق ہیں کیسے کرسکتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح پر جب ایک انسان نفسِ مطمئنّہ کی حالت میں ہوتا ہے تو نفسِ مطمئنّہ اُسے اندھا کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں گناہ کی قوت نہیں رہتی۔ وہ دیکھتا ہے پر نہیں دیکھتا کیونکہ آنکھوں کے گناہ کی نظر سلب ہو جاتی ہے۔ وہ کان رکھتا ہے مگر بہرہ ہوتا ہے اور وہ باتیں جو گناہ کی ہیں نہیں سُن سکتا۔ اسی طرح پر اس کی تمام نفسانی اور شہوانی قوتیں اور اندرونی اعضاء کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اُس کی ساری طاقتوں پر جن سے گناہ صادر ہوسکتا تھا ایک موت واقع ہو جاتی ہے اور وہ بالکل ایک میّت کی طرح ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی کی مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ وہ اس کے سوا ایک قدم نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ وہ حالت ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامل اطمینان اُسے دیا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جو انسان کا اصل مقصود ہونا چاہئے‘‘۔ فرمایا ’’اور ہماری جماعت کو اس کی ضرورت ہے۔ اور اطمینانِ کامل کے حاصل کرنے کے واسطے ایمانِ کامل کی ضرورت ہے‘‘۔ فرماتے ہیں ’’پس ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچّا ایمان حاصل کریں‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 504 ایڈیشن 2003ء)

صرف مان لینا کافی نہیں یہ ایمان کی کیفیت ہے جو ہمیں حاصل کرنی ہے۔ پس یہ وہ معیار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے یہ معیار حاصل کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب کے تعلق میں بڑھنے والے ہوں۔ جس ہدایت پر اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے، جو احسان ہم پر فرمایا ہے اُس انعام اور احسان کے شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی میں ترقی کرتے چلے جانے والے بنیں۔ اپنی نسلوں میں احمدیت کے نام کو جاری رکھنے کے لئے اپنی کوششوں اور دعاؤں میں کبھی سست نہ ہوں۔ اِن ملکوں میں جو دنیاوی آسائشیں ہیں یہ کبھی ہمیں اپنے مقصد کے حصول سے ہٹانے والی نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

۞ ۞ ۞ ۞

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز گولبازار ربوہ 047-6215747

کاشف جیولرز چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ فون 047-6213649

بقیہ: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ از صفحہ 8

لیکن اس کی کوشش اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحیمیت سے اس کو سہارا دیتا ہے اور اس کی کوشش کو کمال تک پہنچا دیتا ہے...... غرض نجات کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل ضروری ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نجات ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ انسان کا کوئی عمل ایسا نہیں جو ناقص نہ ہو اور کوئی عمل ایسا نہیں جو اُدھورا نہ ہو۔ انسان کا عمل سَو فیصدی مکمل نہیں ہوسکتا۔ اس نقص کو دور کرنے والا، اس کمی کو پورا کرنے والا، اس اُدھورے پن کو مکمل کرنے والا دراصل اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہوتا ہے اس لئے جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو انسان کو نجات نہیں مل سکتی اور اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں مختلف قسم کی کوششوں اور مجاہدات کو اکٹھا کر دیا ہے۔ جسم کا مجاہدہ ہے، زبان کا مجاہدہ ہے، اعمال کا مجاہدہ ہے، خدا تعالیٰ کی یاد میں اوقات بسر کرنے کا مجاہدہ ہے قرآن کریم پر کثرت سے غور اور فکر اور تدبر کرنے کا مجاہدہ ہے اور بھی بہت سے مجاہدات اکٹھے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دعا کیا کرو۔ دعائیں کرنا بھی ایک مجاہدہ ہے۔ میں نے ابھی نوافل کے متعلق جو کہا تھا وہ بھی دعائیں کرنے کے لئے ہوتے ہیں یعنی سب کوششوں کے بعد خدا تعالیٰ سے یہ دعا کرنا کہ اے خدا! ہم نے اپنی طرف سے اپنی سی کوشش کر لی لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہماری کوشش ناقص ہے اور ہم نے پورا زور لگایا لیکن ہم مانتے ہیں کہ ہم پورا زور لگائیں تب بھی وہ بات نہیں بنتی اور ہم منزلِ مقصود تک پہنچ نہیں سکتے اس لئے ہم تیرے حضور عاجزانہ طور پر جھکتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اے رحیم خدا! ہم پر رحم فرما اور ہماری کوششوں اور سعی اور خلوص نیت میں اگر کوئی نقص ہے تو اس کو دور کر دے۔ اگر کوئی کمی ہے تو اس کو پورا کر دے ہماری کوششیں اُدھوری ہیں۔ ہم انسان ہیں ہماری کوششوں کے کمال تک پہنچنے کیلئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ اپنے رحم سے مہیا فرما۔ اے ہمارے ربّ رحیم! ہماری کوششوں کا وہ نتیجہ نکال جو ہمارے لئے جنت اور قرب اور رضا کے حصول کا باعث بنے اور ہم تیرے محبوب بن جائیں جس طرح کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت ہم تیرے عاشق اور عاجز بندے ہیں اور جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم تجھ ہی میں فنا ہو جانے کی ہمیشہ کوشش کرتے ہیں۔

پس رمضان کا بابرکت مہینہ آ رہا ہے اس ماہ میں ہم نے خدا اور اس کے رسول کے حکم سے بہت سی کوششیں کرنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو بھی اور مجھے بھی ان کوششوں کو صحیح طور پر اپنی اپنی استعداد کے مطابق کمال تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے خدا اے رحیم خدا! ہم جانتے ہیں کہ اگر تیرا رحم ہمارے نقص کو دور نہ کرے، اگر تیری رحیمیت ہماری کوشش کو آخری مقصود تک پہنچانے میں اس کا سہارا نہ بنے تو ساری کوششوں کے باوجود ہم اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ پس ہمارے لئے اپنی رحمت کو جوش میں لا اور ہمیں وہ تمام نعمتیں اور انوار اور برکات وافر طور پر عطا فرما جن کا تعلق تیرے اس پاک ماہ رمضان سے ہے۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 24/اکتوبر 1970ء صفحہ 2 تا 6۔ خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 961 تا 971)

بقیہ: اداریہ از صفحہ 2

دی تھی‘‘ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۴۳)

اسی طرح ایک اور مقام پر اپنے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں اُن کے لئے ذلت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افتراء ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بیوقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذّاب میں ہوسکتی ہے؟ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگرا اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیاہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے‘‘۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 349)

اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے ان بابرکت ایام میں دنیا کی آنکھیں کھولے وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے کو پہچان لیں اور اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن جائیں۔ (شیخ مجاہد احمد شاستری)

درخواستِ دُعا

خاکسار کی زوجہ محترمہ حفصہ بیگم صاحبہ ایک لمبے عرصے سے شوگر اور تھائیرائیڈ کے عوارض کے سبب مستقل فریش ہیں۔ تین ہفتہ قبل انہیں آریہ خامی ہسپتال میں داخل کروایا گیا تھا۔ لیکن وہاں سے افاقہ نہ ہونے کی صورت میں ایمرجنسی کی حالت میں کامینسی ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ ڈاکٹروں کے مطابق ان کی صحت تشویشناک ہے، وہ اس وقت I.C.U میں داخل ہیں۔ پورے جسم میں انفیکشن پھیل گیا ہے۔ اور نہایت درجہ کی کمزوری ہے۔ درویشان قادیان، قارئین بدر اور تمام احباب جماعت احمدیہ سے موصوفہ کی جلد از جلد کامل و عاجل شفایابی کیلئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (مرزا حسن احمد بیگ، ہمایت نگر۔ حیدر آباد)

ماہِ رمضان - عبادتوں کا مجموعہ

حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللّٰہ

حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 1969ء میں فرمایا:۔

ماہِ رمضان اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ رہا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس مہینے میں تمام قسم کی عبادتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کو قائم کرنے یا ادا کرنے پر بہت کچھ کہا گیا ہے۔ رمضان کا مہینہ پانچ بنیادی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔

پہلے تو روزہ ہے دوسرے نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر قیام اللیل یعنی رات کے نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ تیسرے قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت ہے چوتھے سخاوت اور پانچویں آفاتِ نفس سے بچنا ہے ان پانچ بنیادی عبادات کا مجموعہ عبادات ماہِ رمضان کہلاتی ہیں۔

جہاں تک روزہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حکم دیا اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ (بخاری کتاب الصّوم باب ھل یقول اِنّی صائم اذا شتم) یعنی روزہ گناہوں سے بچاتا اور عذابِ الٰہی سے محفوظ رکھتا ہے۔

انسان کی روحانی سیر کی ابتدا گناہوں سے بچنے سے شروع ہوتی ہے اور اس سیر روحانی کی انتہا اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچتے ہوئے اس کی رضا کی جنتوں میں داخل ہونے پر ختم ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چونکہ روزہ کا اور رمضان کے مہینے کی عبادتوں کا قیام اس غرض سے ہے کہ انسان ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے جس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بھی محفوظ رہے اور اس کی رضا کی جنتوں میں بھی داخل ہو جائے اس لئے ہم تمہیں اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ (بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم) یعنی نہ زبان سے کوئی گناہ کرے اور نہ ہاتھ سے کوئی گناہ کرے۔

حقوق العباد کا تعلق دو ہی چیزوں سے ہے اور دو ہی گناہوں سے حقوق تلف کئے جاتے ہیں۔ کبھی زبان سے حق تلفی کی جاتی ہے کبھی عمل سے حق تلفی کی جاتی ہے اور یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ یہ مہینہ خاص تربیت کا ہے جو بقیہ گیارہ ماہ بھی تمہارے کام آئے گا اس ماہ میں یہ عادت پختہ کرلو کہ نہ اپنی زبان سے تم نے کسی کو دکھ پہنچانا ہے اور نہ اپنے عمل سے کسی کی حق تلفی کرنی ہے۔

پس روزہ جو ہے یا صیام کا نظام جو ہے جسے قرآن کریم نے ماہِ رمضان کہا ہے پانچوں عبادتوں پر مشتمل ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ انسان گناہوں سے محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کو حاصل کرے اور اس کا طریق یہ ہے کہ زبان سے بھی کسی کی حق تلفی نہ ہو اور ہاتھ سے بھی کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے حق قائم کیا ہے اس حق کو قائم کیا جائے اور ادا کیا جائے۔ اس میں حق نفس بھی آ جاتا ہے اور جو شخص اس حکمت کو سمجھتا اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالتا اور رمضان کے مہینے میں سختی سے اس پر کاربند ہوتا ہے ۔اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان میں اس پر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (بخاری کتاب الصوم باب ھل یقال رمضان او شھر رمضان) اور دوسری جگہ فرمایا کہ اس پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس کا مفہوم یہی ہے کہ آسمان کے دروازے کھلتے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ آسمان کے دروازے کھلتے اور اعمالِ صالحہ بجالانے کی توفیق ملتی ہے اور انسان حسن قبول کی جزا حاصل کرتا ہے۔ انسانی اعمال کو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور اس سے بہتر بدلہ دیتا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور انسان کو اپنے ربّ کی طرف سے اعمال صالحہ بجالانے کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور پھر وہ اعمالِ صالحہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حسن قبول کا مقام پاتے ہیں تو اُس وقت فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ ہو ہی جاتے ہیں۔ جنت ہی کا دروازہ ہے جو اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے اندر وہ لوگ داخل ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اعمال صالحہ کی توفیق پائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان اعمال صالحہ کو قبول کیا۔

پس رمضان کے مہینے میں روزہ ہم پر اس لئے فرض نہیں کیا گیا کہ ہم تکلیف اُٹھائیں۔ اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ (بخاری کتاب الایمان باب الدین یسر) اللہ کے دین یعنی دین اسلام میں کسی پر کوئی ایسی تنگی نہیں ڈالی گئی جو اس کے جسمانی یا دیگر قویٰ کی نشو ونما میں روک بنے بلکہ سارا دین اور دین کے سب احکام کی غرض ہی یہی ہے کہ انسان سہولت سے اور آرام سے ارتقائی منازل طے کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کے قرب کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا چلا جائے اور اس سے ہمیں یہ بھی پتہ لگا جیسا کہ دوسری جگہ بھی اس کی وضاحت ہے کہ صرف بھوکا اور پیاسا رہنا ہم پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ صوم ہم پر فرض کیا گیا ہے اور ان دو میں بڑا فرق کیا ہے شریعت اسلامیہ نے۔ بھوکا تو ایک غریب بھی رہتا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں صائم نہیں ہوتا۔ بھوکا تو ایک بیمار بھی رہتا ہے۔ ڈاکٹر اسے کہتا ہے کہ تیری بیماری ایسی ہے کہ 24 گھنٹے یا بعض دفعہ 48 گھنٹے تیرے معدہ میں غذا نہیں جانی چاہئے لیکن خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ایسا شخص صائم یعنی روزے دار نہیں ہوتا۔ بھوکا تو وہ بھی رہتا ہے جو جنگل میں راہ گم کر دیتا ہے اور کئی کئی دن تک اسے کھانے کو نہیں ملتا لیکن وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں صائم نہیں ہوتا۔ پس محض بھوکا رہنا انسان کو روزہ دار نہیں بناتا بلکہ وہ بھوکا رہنا اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے جس میں انسان دو پہلو اختیار کرتا ہے۔ ایک شہوت نفس سے بچنے کا پہلو جو کہ ایک عام Symbol (سمبل) اور علامت ہے اور جس میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ ہر قسم کی آفات نفس سے بچنے کی کوشش کرو اور دوسرے یہ کہ وہ لوگ جو اس لئے اللہ تعالیٰ کی تدبیر نے بھوکے رکھے ہیں کہ وہ بھوکے رہ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں ان کے پیٹ بھرنے کے لئے سعی اور کوشش کی جائے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوسرے اصول کے متعلق بھی ہمارے لئے اپنی زندگی میں ایک بہترین اُسوہ اور کامل نمونہ قائم کیا چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے۔ کَانَ اَجْوَدُ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَةِ۔ (بخاری کتاب الصوم باب اجود ما کان النبی ﷺ یکون فی رمضان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ویسے بھی بڑے سخی تھے اور دوسروں کو سکھ پہنچانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے لیکن رمضان کے مہینے میں تیز ہوائیں اپنی تیزی میں آپ کی سخاوت کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھیں۔ اس قدر جود اور سخا پائی جاتی تھی پھر صرف پیسے کی نہیں بلکہ دوسروں کو خیر اور بھلائی پہنچانے کیلئے ایک سخاوت ہوتی ہے۔ سخی دل انسان صرف اپنے مال یا اپنی دولت ہی سے دوسرے کو فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ وہ اپنے اثر و رسوخ سے بھی دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ اپنے وقت سے بھی دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ اپنی دعاؤں سے بھی فائدہ پہنچا رہا ہوتا ہے۔ انسان اپنی اس فطرتی سخاوت کا مختلف طرق سے اظہار کر رہا ہوتا ہے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہی سخی تھے لیکن رمضان کے مہینے میں آپ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ تمہیں بھوکا اس لئے نہیں رکھا گیا کہ تم بھوک کی تکلیف اُٹھاؤ بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ دوسروں کی بھلائی کے کام کرو، نیکی کے کام کرو اور دوسروں کو سُکھ پہنچانے کی سعی کرو۔ اپنے پیسے سے بھی، اپنے اثر ورسوخ سے بھی اور اپنی دعاؤں سے بھی۔

پس رمضان کے مہینے میں دن کے وقت شہوت نفس سے بچا جاتا ہے اور دوسرے کھانے پینے کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ شہوت نفس سے بچنا اصولی طور پر ایک علامت ہے ایک سبق ہے کہ ہر قسم کی آفات نفس سے بچنا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ)

یعنی جو شخص صداقت کو چھوڑ کر جھوٹ اور زُوْرٌ اور باطل کی باتیں کرتا اور باطل اصول ہی پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے اور شہوت نفس کو چھوڑ دے کیونکہ خدا تعالیٰ کو وہ مقبول نہیں ہوگا۔ صرف وہ ترک مقبول ہوگا جس کے نتیجہ میں انسان اس حکمت اور اصول کو سمجھنے والا ہو جس حکمت اور اصول کا یہاں سبق دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نہ تو زبان ناپاکی اور گندگی کی راہوں کو اختیار کرے اور نہ جوارح باطل کے میدانوں میں کوشاں نظر آئیں بلکہ زبان پر حق وصداقت جاری ہو اور حق و صداقت کے چشمے انسان کے جوارح سے پھوٹنے والے ہوں تب خدا تعالیٰ اس وجہ سے کہ انسان نے روزے کی حکمت کو سمجھا اور اس حکمت کے سمجھنے کے بعد اس نے وہ اعمال بجالائے جو خدا تعالیٰ کو پیارے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس پر رجوع برحمت ہوگا اور نجات اور جنت کے دروازے آسمانوں پر کھولے جائیں گے اور قرب کی راہوں پر چلنا اس کے لئے آسان ہو جائے گا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینے میں قیام الیل کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

(بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان)

یعنی جو شخص راتوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی حمد کے لئے اور اس کے بندوں کے لئے دعائیں کرتے ہوئے جاگتا اور شب بیداری اختیار کرتا ہے اس لئے کہ وہ ایمان کے تضاضوں کو پورا کرنے والا ہو اور اس لئے کہ جب وہ اس دنیا میں ایمان کے تقاضوں کو پورا کرے تو اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھے کہ وہ ان کوششوں کو قبول کرے گا اور اس کے نتیجہ میں اس کو آخرت کی نعماء ملیں گی۔ جو ایسا کرے گا غُفِرَلَهٗ

ارشاد نبویؐ

اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ جو کوتاہیاں اور غفلتیں اس سے ہو چکی ہوں گی اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت کے جوش میں ان کوتاہیوں کو ڈھانپ لے گا اور کوئی جزائے بد جس کا وہ دوسری صورت میں مستحق ہوتا وہ اسے نہیں ملے گی۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان کے مہینے میں کثرت سے تلاوت قرآن کریم کرتا ہے اس کا بھی اُسے ثواب ملتا ہے۔ کثرت تلاوت قرآن کریم کا ثواب بھی اور دوسرے ثواب بھی محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتے ہیں۔ جب انسان اس فضل کو جذب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اس طرح جب اللہ تعالیٰ کے رحیم ہونے کی صفت جوش میں آتی ہے تب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی رضا کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے جزا دیتا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت نیکی تو ہے لیکن صرف اسی صورت میں کہ شرائط پوری ہوں۔ قرآن کریم کی تلاوت تو عیسائی بھی کرتے ہیں مگر وہ اس کی تلاوت اس نیت سے کرتے ہیں کہ قرآن کریم پر اعتراض کریں۔ قرآن کریم کی تلاوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کیا کرتے تھے مگر آپؐ نے اس پاک ترین نیت کے ساتھ تلاوت کی کہ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ فضل آپؐ پر نازل ہوا۔ پس کثرت تلاوت قرآن کریم ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ خلوص نیت بھی نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر تلاوت کی جو نعمتیں ہیں یا قرآن کریم کی جو نعمتیں ہیں وہ انسان کو حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اس کے لئے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے اور یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن کریم کے فیوض سے انسان تبھی حصہ وافر لے سکتا ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کو جوش میں لائے۔ اسی لئے رمضان کے مہینے میں کثرت تلاوت پر زور دیا گیا ہے حالانکہ اور بہت سی روحانی مشقّتیں (اگر دنیا کا محاورہ استعمال کیا جائے) اس پر ڈالی گئی تھیں۔ دن کو بھوکا پیاسا رہنا اور پابندیاں سہنا اور پھر لوگوں کا خیال رکھنا اور پھر یہ بھی دیکھنا کہ دوسروں کے دکھوں کو دور کرنے کے لئے رمضان کے دنوں میں اسے باہر جانا پڑے گا اور اسے جانا چاہئے اگر اس نے روزے کا حق ادا کرنا ہے۔ پھر رات کے نوافل ہیں لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود مثلاً قرآن کریم کی اس تلاوت اگر خود قاری ہو یا اس سماع کے علاوہ اگر وہ خود قاری نہ ہو تراویح پڑھ رہا ہو اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کی جائے۔

ہمارے بزرگ محدثین یعنی علم حدیث کے جو علماء تھے وہ تو رمضان کے مہینے میں اپنی حدیث کی کتب کے مسودات اور پوتھیاں وغیرہ کو بند کر دیتے تھے اور صرف قرآن کریم کو ہاتھ میں پکڑ لیتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ رمضان میں قرآنِ کریم کی کثرت سے تلاوت کی جائے۔

دوسرے بزرگ صحابہؓ بھی بڑی کثرت سے تلاوت کرتے تھے۔ بعض تو تین دن کے اندر سارے قرآن کریم کو ختم کر لیتے تھے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کو تین دن میں ختم کرنے کا ویسے ہی شوق ہوتا ہے کہ ہم نے قرآن کریم کو تین دن میں ختم کر لیا۔ دراصل اس طرح جلدی جلدی سمجھے بغیر تین دن میں قرآن کریم کو ختم کرنا ثواب نہیں ہے البتہ قرآن کریم پر جو شخص عبور رکھتا ہے وہ اگر قرآن کریم کو جلدی پڑھتا جائے تب بھی چونکہ اس نے قرآن کریم کو کثرت سے پڑھا ہوا ہوتا ہے اس لئے سارے معانی اس کو یاد آنے شروع ہو جاتے ہیں اور نئے معانی پر اس کا ذہن اللہ تعالیٰ کے فضل سے عبور حاصل کرتا چلا جاتا ہے یہ تو ٹھیک ہے کہ اس طرح تین دن کے اندر قرآن کریم کو پڑھ لیا لیکن جس شخص کو معمولی ترجمہ آتا ہے اگر وہ ریل گاڑی کی طرح تین دن میں قرآن کریم کو ختم کرنا چاہے تو یہ اس کے لئے ثواب کا کام نہیں ہے۔ قرآن کریم کوئی ٹونہ یا تعویذ یا جادو نہیں ہے۔ قرآن کریم تو حکمت اور انوار سے پُر اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی کتاب ہے جس کے علوم سے حصہ لینا چاہئے نہ یہ کہ محض جلدی جلدی تلاوت کر لی جائے جو دوسروں کو کیا خود اپنے آپ کو بھی سمجھ نہ آئے۔ پس اگر انسان پورے غور سے اور پوری طرح سمجھتے ہوئے قرآن کریم پڑھ سکتا ہے تو پھر جتنی تیزی سے وہ چاہے پڑھے اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر کوئی شخص صرف ایک سیپارہ غور سے پڑھ سکتا ہے تو اس کو ڈیڑھ سیپارہ نہیں پڑھنا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں اگر کوئی ایسا شخص ہو اور ضرور ایسے ہوں گے جن کو شروع سے پڑھنے کی توفیق نہیں مل سکی۔ ہم نے کئی ایک کو تعلیم بالغاں کے ذریعہ قرآن کریم پڑھوایا ہے جس طرح مثلاً اب بھی ہم تاکید کر رہے ہیں کہ قرآن کریم کو اس کے ترجمہ کے ساتھ لوگوں کو پڑھایا جائے۔ اگر کوئی آدمی صرف ایک ربع یعنی سیپارے کا چوتھا حصہ غور سے پڑھ سکتا ہے تو اس کو آدھا سیپارہ نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ ہم نے ایسا نہیں کرنا کہ ایک چکر بنایا اور اس کو چکر دے کر کہہ دیا کہ ایک کروڑ دفعہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی حمد یا اس کی تسبیح بیان کر دی ہے۔

قرآن کریم کو پورے غور سے پڑھنا اور اس نیت کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے سمجھنے کی توفیق دے اور پھر اللہ تعالیٰ اس بات کی بھی توفیق دے کہ ہم اس پر عمل کرنے والے ہوں تب تلاوت قرآن کریم کا فائدہ ہے اور تب اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے جلوے انسان دیکھتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے رحیم ہونے کی صفت کے ساتھ ماہِ رمضان کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سی باتیں مجھے چھوڑنی پڑیں گی۔ چند باتیں جو میں اس وقت بیان کرنا چاہتا ہوں ان میں تلاوتِ قرآن کریم کی کثرت بھی ہے۔ تلاوتِ قرآن کریم کا خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کا ایک پہلو اس کی صفت رحیمیت کی وجہ سے جوش میں آتا ہے اور قرآن کریم کے فیوض سے وہی شخص مستفید ہو سکتا ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت جوش میں آتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

”کسی فرد انسانی کا کلامِ الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہو جانا اور اس کی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزل مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی و کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے“۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ا صفحہ 420)

پس قرآن کریم پر غور کرنا اور یہ عہد اور یہ نیت کرنا کہ ہم اس کے احکام پر عمل کریں گے اور پھر عملاً سعی اور کوشش کرنا یہ ساری چیزیں اس وقت ثمر آور ہوتی ہیں جب انسان اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے اس کی صفت رحیمیت کو جوش میں لاتا ہے اور صفت رحیمیت کی برکت سے کلامِ الٰہی سیکھتا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بھی فرمایا ہے وہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہی ہے اس لئے آپ کی اس عبارت کی رو سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ میرے کلام کو، اس کلام عظیم یعنی اس قرآن کریم کو جو نور محض کے چشمہ سے ہمارے لئے نور محض بن کر نکلا ہے اس سے تم حقیقی فائدہ صرف اسی صورت میں اُٹھا سکتے ہو اور اس کی برکات اور اس کے انوار تمہیں صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں کہ تم اس کو غور سے پڑھو۔ قرآن کریم کے یہ برکات اور یہ انوار جن سے ہم نے متمتع ہونا ہے یہ فی ذاتہا ہمارا مقصود نہیں بلکہ یہ ذریعہ ہیں ایک اور مقصد کے حاصل کرنے کا یہ مقصد قربِ الٰہی کا حصول ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم قرآن کریم کے فیوض اور برکات اور اس کے انوار سے متمتع ہونے کے بعد قرب الٰہی کو صرف اس صورت میں حاصل کر سکتے ہو کہ خدائے رحیم کی رحمت جوش میں آنے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ۔

”جس قدر کسی کے دل میں خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جس قدر کوئی جدوجہد سے متابعت اختیار کرتا ہے اسی قدر کلامِ الٰہی کی تاثیر اس کے دل پر ہوتی ہے اور اسی قدر وہ اس کے انوار سے متمتع ہوتا ہے“۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 420، 421)

پس اس کے لئے کوشش اور مجاہدہ کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ کوشش اور مجاہدہ پانچ جہتوں سے محفوظ کر کے ماہِ رمضان میں رکھا ہے یعنی ایک یہ کہ روزہ رکھنا ہے جس کے معنی ہیں کہ نفسانی شہوات سے پوری مستعدی اور پوری بیداری اور جوش کے ساتھ محفوظ رہنے کی کوشش کرنا اور جو اعمالِ صالحہ ہیں جن کو قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل جوش مارتا ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے یہ اعمالِ صالحہ بجالانا اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرنا تلاوتِ قرآن کریم اور قیام اللیل کے ساتھ۔ میں تلاوت قرآن کریم اس لئے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ اگر کسی جگہ کوئی ایسی بات آتی یا کوئی ایسا مضمون بیان ہوتا جس سے خدا تعالیٰ کی بزرگی اور اس کی بڑائی اور اس کی رفعت ثابت ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ کی حمد میں لگ جاتے اور جس وقت وہ جگہ سامنے آتی جہاں خدا تعالیٰ کے غضب اور اس کے قہر کا بیان ہوتا تو آپ استغفار میں لگ جاتے دراصل قرآن کریم کی تلاوت کا یہی طریق ہونا چاہئے۔

پس رمضان میں ان ساری چیزوں کو اکٹھا کیا گیا ہے اور عبادات کا یہ مجموعہ عظیم مجاہدہ اور عظیم کوشش ہے اور یہ ایک ایسی کوشش ہے جس نے اس کے دن اور رات کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ایسی کوشش ہے جس میں نفس کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ تزکیہ نفس اور طہارتِ قلب کی طرف بہت توجہ کی گئی ہے اور ہر شخص کو سکھ پہنچانے اور ہر شخص کو دکھوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ مختلف کوششیں جن کا تعلق دن سے بھی ہے اور رات سے بھی ہے۔ جن کا تعلق ایثار اور قربانی سے بھی ہے یعنی شہوت سے بچنا اور کھانے پینے کو چھوڑنا اور جن کا تعلق مستعدی اور عزم و ہمت کے ساتھ غیروں سے حسن سلوک سے پیش آنے سے بھی ہے پھر ان کا تعلق حقوق اللہ سے بھی ہے۔ یعنی قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی ثناء اور اس کی تسبیح کو کثرت سے بیان کرنا۔ اسی طرح ان کا مجموعی طور پر حقوق العباد سے بھی تعلق ہے۔ پس قریباً تمام عبادات کے متعلق اصولی طور پر ہمیں اشارہ کر دیا گیا ہے۔ پس رمضان میں انسان خدا کی راہ میں گویا اپنی جدوجہد کو اس کے کمال تک پہنچا دیتا ہے اور جس وقت انسان اپنی کوشش کو اس کے کمال تک پہنچاتا ہے اس وقت اگر اللہ تعالیٰ کا فضل جو دراصل اس کی رحیمیت کا فضل ہے جوش میں آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو جزا دیتا ہے اور جس وقت اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت کے ماتحت کسی سے سلوک کرنا چاہتا ہے تو صرف اس کی کوشش ہی کی اسے جزا نہیں دیتا بلکہ ایک تو اس کا فضل ہمیں اس طرح نظر آتا ہے کہ انسان بہرحال کمزور ہے وہ کوشش تو کرتا ہے لیکن اس کی کوشش میں بہت سے نقائص رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت کے نتیجہ میں ان نقائص کو دور کرتا اور انسان کے اعمال کو ضائع ہونے سے بچا لیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ انسان کوشش کرتا ہے

(باقی صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں)

کیا ساری دنیا میں ایک ہی دن عید یا رمضان کا آغاز ہو سکتا ہے؟

چودہ سو سال قبل صحرائے عرب کے نبی اُمّی ؐ پر نازل ہونے والی فلکیاتی علوم پر مشتمل صداقتیں

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمه الله تعالیٰ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19؍جنوری 1996ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة:186)۔ شَهِدَ شَهْراً سے مراد ہے جو رمضان کو طلوع ہوتا دیکھے۔ یعنی رمضان کا چاند جس پر طلوع ہوگا وہ روزے رکھے۔

اب رمضان کا مہینہ اصل میں بیک وقت ہر جگہ اکٹھا طلوع نہیں ہوتا اور **یہ بحثیں عام اٹھ رہی ہیں کہ کیوں نہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ سب مسلمان بیک وقت روزے رکھیں**۔ اور یہ جو جھگڑے چل رہے ہیں آج اِن کا رمضان شروع ہوگیا، کل اُن کا رمضان شروع ہوگیا ان جھگڑوں کا قضیہ ہی چکا دیا جائے۔ مگر قرآن تو نہیں چکا تا۔ قرآن کریم نے تو اس مضمون کو کھلا چھوڑا ہوا ہے۔ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة:186) ہوسکتا ہے کہ ایک ہی ملک میں رہتے ہوئے اور اس ملک کے افق الگ الگ ہوں اور اگر ایک شخص نے ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ﴾ اس کے وقت کو پایا ہو تو اس پر فرض ہے کہ روزے رکھے۔ ایک وہ جس نے نہیں پایا اس پر فرض نہیں ہے بلکہ مناسب نہیں ہے کہ رکھے۔ اسے انتظار کرنا ہوگا جب تک اس آیت کا اطلاق اس پر نہ ہو۔

رمضان کا مہینہ ایک ہی تاریخ کو ہر جگہ شروع نہ ہوتا ہے، نہ ہو سکتا ہے۔ ممالک بدل جائیں تو پھر تو ویسے ہی ناممکن ہے کیونکہ اگر جب بھی رمضان کا چاند طلوع ہوگا اس وقت کسی جگہ گھپ اندھیرا، آدھی رات ہوگی، کسی جگہ صبح کا سورج طلوع ہو رہا ہوگا، کسی جگہ دوپہر ہوگی، کسی جگہ عصر کی نماز پڑھی جارہی ہوگی تو کیسے ممکن ہے کہ خدا نے جو نظام پیدا فرمایا ہے اس کے برعکس احکام جاری فرمائے۔ اس لئے مَنْ شَهِدَ کا مضمون جو ہے بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ ہرگز خدا کا یہ منشاء نہیں کہ سب اکٹھے روزے رکھیں، اکٹھے ختم کریں۔ ہرگز یہ منشاء نہیں کہ تمام دنیا میں ایک دن عید منائی جائے یا سارے ملک میں اگر وسیع ملک ہے ایک ہی دن عید منائی جائے ۔ چھوٹے ملک میں تو ممکن ہے مگر وسیع ممالک بعض ایسے ہیں جو شمال سے بہت دور تک جنوب کے ایک حصے میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اُن کے اُفق بدل جاتے ہیں یا شرقاً غرباً بہت وسیع ہیں۔ اب چلّی (Chilli) کو دیکھیں کہ کتنا اوپر سے امریکہ کے وسط سے قریباً شروع ہو کر اور جنوب میں وہاں تک چلا جاتا ہے کہ اس سے آگے کوئی اور ملک نہیں ہے جو قطب جنوبی کے قریب تر ہو اس سے۔ اور روس کی چوڑائی اتنی ہے کہ روس کے اندر تین گھنٹے کا فرق پڑ جاتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ امریکہ کی چوڑائی میں وسعت اتنی بڑی ہے کہ وہاں بھی کم وبیش اتنا ہی فرق پڑ جاتا ہے تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ایک ملک میں بھی بیک وقت رمضان شروع ہوسکتا ہے یا بیک وقت ایک ملک میں ایک عید کا دن طلوع ہوسکتا ہے۔ پس قرآن کریم کے جو الفاظ کا انتخاب ہے بہت ہی پر حکمت ہے اور اپنے مضمون کو خود کھول رہا ہے............۔

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة:186) س پر یہ مہینہ طلوع ہوگا اسی کو روزے رکھنے ہیں۔ دیکھا دیکھی سنی سنائی بات پر روزے نہیں رکھنے اور یہاں ’’مَنْ‘‘ میں صرف ایک فرد واحد مراد نہیں ہے بلکہ وہ قوم ہے جس کا افق ایک ہے۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس کا طریق یہ جاری فرمایا کہ **اگر ایک ہی افق کے لوگ کسی موسم کی خرابی کی وجہ سے اکثر نہ دیکھ سکتے ہوں تو ان میں دو قابل اعتماد یا چار قابل اعتماد، کچھ قابل اعتماد لوگ اٹھ کھڑے ہوں اور وہ کہیں، گواہی دیں کہ ہم نے دیکھا ہے تو اگر افق مشترک ہے تو سب کا ہی رمضان شروع ہوجائے گا اور اگر افق مشترک ہے تو سب ہی کی عید ہوجائے گی۔**

تو مَنْ کا لفظ واحد پر بھی آتا ہے اور جمع پر بھی۔ یہ مراد نہیں ہے کہ ہر ایک جب تک آنکھ سے دیکھ نہ لے رمضان شروع نہ کرے۔ یہ تو ناممکن ہے۔ جو ہلال ہے، خصوصاً پہلے دن کا ہلال وہ تو آنی جانی چیز ہے دیکھتے دیکھتے ہی غائب ہوجاتا ہے۔ انگلیاں اٹھ رہی ہوتی ہیں اتنے میں وہ مطلع سے غائب ہو چکا ہوتا ہے۔ پس ہلال کا مطلع بھی چھوٹا ہوتا ہے اس لئے مَنْ شَهِدَ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم میں سے جو اپنی آنکھوں سے دیکھے صرف وہی شخص روزے رکھے۔ مراد ہے وہ لوگ جن کا افق ایک ہے، جن کے ہمیشہ سے ہی چاند اکٹھے طلوع ہوتے ہیں۔ جب طلوع ہوتے ہیں سب پر ہی طلوع ہوتے ہیں۔ جب غروب ہوتے ہیں تو سب پر ہی غروب ہوتے ہیں۔ پس وہ لوگ جن کا افق مشترک ہو ان میں سے کوئی بھی دیکھے تو سب قوم کے دیکھنے کا حکم ان پر صادق آجائے گا گویا ساری قوم نے دیکھ لیا‘‘۔

سائنسی ذرائع سے چاند کے طلوع کے بارہ میں معلوم کرنا

اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

’’ اب اس مضمون میں ایک پہلو رہ جاتا ہے جس کی عموماً آپ بحثیں سنتے ہیں اور پڑھتے بھی ہیں وہ یہ ہے کہ کیا مشینی ذرائع سے چاند کا علم پانا مَنْ شَهِدَ مِنْكُم کے تابع ہوگا یا نہیں ہوگا؟ اگر ہو تو پھر دیکھنا متروک ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مشینوں کے ذریعہ چاند دکھائی دے جاتا ہو لیکن نظر سے نہ دکھائی دیتا ہو۔ تو کیا قرآن کریم کا پہلا عمل یعنی پہلے دور کا عمل اس مشینی عمل کے مقابل پر رد ہو جائے گا۔ یا پہلے دور کا عمل جاری رہے گا اور مشینی دور کا عمل متروک سمجھا جائے گا؟۔

یہ بحث ہے جو بہت سے لوگوں کو الجھن میں مبتلا رکھتی ہے حالانکہ اس میں ایک ادنیٰ، ذرہ برابر بھی کوئی الجھن نہیں۔ الجھن لوگوں کی نافہمی اور ناسمجھی میں ہے ورنہ امر واقعہ یہ ہے کہ نئے دور میں مشینوں کے حوالے سے یا برقیاتی آلوں کے حوالے سے اگر آپ چاند کے طلوع کا علم حاصل کریں تو وہ مَنْ شَهِدَ مِنْكُم کے تابع رہتا ہے اور جہاں مَنْ شَهِدَ مِنْكُم سے ہٹتا ہے وہاں اس کا عمل درآمد نہیں ہوگا، وہاں بے اعتبار ہو جائے گا۔ جو لوگ نہیں سمجھتے وہ ٹھوکر کھاتے ہیں اور پھر آپس میں خوب ان کی لڑائیاں ہوتی ہیں۔

اس لئے میں آپ کو سمجھا رہا ہوں آگے عید بھی آئے گی یہ بحثیں چلیں گی۔ بچوں سے سکول میں بھی گفتگو ہوگی دوسرے بچوں کی۔ کالجوں میں یہ معاملہ زیر بحث آجائے گا ۔ بزنس پر، کاموں پر زیر بحث آئے گا۔ اس لئے سب احمدیوں کو اچھی طرح ہر ملک کے احمدی جو یہ خطبہ سن رہے ہیں ان کو اچھی طرح اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہئے

چاند جو طلوع ہوتا ہے وہ جب زمین کے کنارے سے اوپر آتا ہے تو اگرچہ سائنسی لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ زمین کے افق سے چاند ذرا سا اوپر آ چکا ہے لیکن وہ چاند لازم نہیں کہ نظر سے دیکھا جاسکتا ہو۔ اس لئے سائنس دانوں نے بھی ان چیزوں کو تقسیم کر رکھا ہے۔ اگر آپ اچھی طرح ان سے جستجو کر کے بات پوچھیں تو وہ آپ کو بالکل صحیح جواب دیں گے کہ دیکھو ہم یہ تو یقینی طور پر معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ چاند کس دن کتنے بجے طلوع ہوگا یعنی سورج غروب ہوتے ہی اوپر ہو چکا ہوگا لیکن اس کا مطلب یہ نہ سمجھو کہ اگر موسم بالکل صاف ہو اور کوئی بھی رستے میں دھند نہ ہو تب بھی تم اس کو اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہو۔ کیونکہ چاند کو طلوع ہونے کے بیس منٹ یا کچھ اوپر مزید چاہئے اور ایک خاص زاویہ سے اوپر ہونا چاہئے۔ اگر وہاں تک پہنچے تو پھر آنکھ دیکھ سکتی ہے ورنہ نہیں دیکھ سکتی۔ اس لئے ہوسکتا ہے جیسا کہ پچھلے سال مولویوں نے یہاں کیا کہ آبزرویٹری (Observatory) سے یہ تو پوچھ لیا کہ چاند کب نکلے گا اور انہوں نے وہی سائنسی جواب دے دیا کہ فلاں دن یہ اتنے بجے طلوع ہو جائے گا اور سورج ڈوبنے کے معاً بعد کا وقت تھا۔ تو مولویوں نے فتویٰ دے دیا کہ اس دن رمضان شروع ہو جائے گا یا عید جو بھی تھی۔ اور بعض دوسرے جو اُن میں سے سمجھ دار تھے، تعلیم یافتہ مسلمان یہاں موجود ہیں، احمدی نہیں ہیں مگر وہ ان باتوں پر غور کرتے ہیں انہوں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو ایسی عید نہیں کریں گے یا ایسا رمضان نہیں شروع کریں گے اور وہ سچے تھے۔ کیونکہ اگر وہ مولوی صاحبان ان لیبارٹریز سے یا جو ان کے مراکز ہیں آسمانی سیاروں وغیرہ کو دیکھنے کے، ان سے پوچھتے تو وہ صاف بتا دیتے کہ نکلے گا تو سہی لیکن تم اس کی شہادت نہیں دے سکتے۔ تم اپنی آنکھ سے اس کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ جتنا نکل کے وہ اونچا جاتا ہے اس طلوع سے کوئی آنکھ بھی اس کو اسلئے نہیں دیکھ سکتی کہ وہ زمین کے بہت قریب ہوتا ہے اور زمین کے قریب کی فضا اس کی شعاعوں کو نظروں تک پہنچنے سے پہلے پہلے جذب کر چکی ہوتی ہے۔ اس لئے عین نشانے پر پتہ ہو کہ وہاں چاند طلوع ہو رہا ہے آپ نظر جما کے دیکھیں آپ کو ایک ذرہ بھی کچھ دکھائی نہیں دے گا۔ تو ’’شَهِدَ‘‘ کا مضمون اس پر صادق نہیں آئے گا۔

’’شَهِدَ‘‘ کا مطلب ہے جو گواہ بن جائے، جو دیکھ لے، جو پالے۔ مگر سائنس دان ہی یہ بھی آپ کو بتاتے ہیں اور قطعیت سے بتاتے ہیں کہ اگر اتنے منٹ سے اوپر چاند ہو چکا ہو یعنی سورج ڈوبنے کے بعد مثلاً پندرہ منٹ کی بجائے بیس منٹ تک رہے تو پہلے پندرہ منٹ میں اگر دکھائی نہیں دے سکتا تو آخری پانچ منٹ میں دکھائی دے سکتا ہے۔ یا اس کا زاویہ اتنا ہو کہ وہ زمین کے ایسے افق سے اونچا ہو چکا ہو جو افق چاند اور ہماری راہ میں حائل رہتا ہے اس سے جب اونچا ہوگا تو لازماً دیکھ سکتے ہو۔ پھر بادل ہوں تو الگ مسئلہ ہے لیکن اگر بادل نہ ہوں تو لازماً ننگی آنکھ سے دیکھ سکتے ہو تو پھر ’’شَهِدَ مِنْكُم‘‘ کا حکم صادق آگیا۔ کیونکہ ’’شَهِدَ‘‘ میں ساری قوم کا دیکھنا تو فرض تھا ہی نہیں۔ کچھ بھی دیکھ سکتے ہوں لیکن اس طرح دیکھ سکتے ہوں جیسے انسان کی توفیق ہے کہ ننگی آنکھ سے دیکھ سکے وہ فتویٰ لازماً ساری قوم پر برابر صادق آئے گا اور وہ لوگ جن کا افق ایک ہے وہ سائنسی ذرائع سے معلوم کر کے پہلے سے فیصلہ کر سکتے ہیں‘‘۔

غیر معمولی دنوں والے علاقوں میں روزے

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

’’ **اب ایک بحث یہ ہے کہ رمضان کو سورج سے کیوں نہیں باندھا؟** اس میں بہت سی حکمتیں ہیں مثلاً ہر ملک کا موسم الگ الگ ہے۔ بعض ممالک ایسے ہیں جن میں سردیوں میں دن بالکل چھوٹے رہ جاتے ہیں اور گرمیوں میں بے انتہا لمبے ہو جاتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جہاں شدید گرمی ہے اور دن برابر ہیں۔ بعض ایسے ہیں جہاں شدید گرمی ہے اور پھر دن برابر نہیں ہیں۔ تو اگر

سورج کے حساب سے ایک ہی مہینہ مقرر کردیا جاتا تو وہ مہینہ ہر جگہ ایک ہی طرح، ایک ہی موسم میں رہتا۔ کبھی اس میں تبدیلی نہ ہوتی۔ ناروے کے لوگوں کے لئے مثلاً اگر وہ مہینہ سردیوں میں ہوتا تو ناروے کے لوگوں کے لئے ادھر روزہ رکھا ادھر کھولنے کا وقت آگیا۔ اور جو جنوبی قطب کے پاس رہتے ہیں ان کا روزہ ختم ہی نہ ہوتا۔ جو زیادہ قریب ہیں وہ تو سال بھر روزہ چلتا لیکن جو ذرا فاصلے پر ہیں ان کا بھی ہوسکتا ہے تئیس (۲۳) گھنٹے کا روزہ ہو۔ ایک گھنٹے کے اندر نمازیں بھی پڑھنی ہیں، تہجد بھی پڑھنی ہے، کھانا بھی کھانا ہے اور پھر تئیس (۲۳) گھنٹے کے روزے کے لئے تیاری کرنی ہے۔ اول تو جو تئیس (۲۳) گھنٹے والا واقعہ ہے وہ احادیث کے مضمون کی روشنی میں حقیقت میں ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ بھی میں آپ کو اچھی طرح سمجھادوں۔ اس لئے یہ قرآن کریم میں جو فرمایا ہے علامتیں جاری فرمائی ہیں دو طرح سے۔ ایک علامتیں وہ ہیں جن کا تعلق چاند سے ہے، ایک علامتیں وہ ہیں جن کا تعلق سورج سے ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں عبادتیں دونوں طرح اکٹھی ہوگئی ہیں۔ کسی اور مہینے میں اس طرح عبادتیں اکٹھی نہیں ہوئیں جس طرح رمضان کے مہینے میں عبادتیں ہر پہلو سے جڑ گئی ہیں **یعنی سورج کے سال کا بھی تعلق ہے اور چاند کے سال کا بھی تعلق ہے۔**

جہاں تک قرآن کریم کی عبادات کا تعلق ہے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ روزانہ نمازیں بھی تو مغرب کے بعد آتی ہیں۔ آتی تو ہیں مگر وہ سورج کے حوالے سے آتی ہیں، چاند کے حوالے سے نہیں۔ پانچ نمازیں جو فرض ہیں اور تہجد کے وقت یہ سارے کے سارے سورج کی علامتوں سے تعلق رکھے ہوئے ہیں۔ چاند کے تعلق سے جو عبادت آتی ہے وہ صرف رمضان کی ہے یا پھر حج ہے جو چاند سے تعلق رکھتا ہے مگر اس کے علاوہ تمام عبادتیں سورج سے تعلق رکھتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورج کے ساتھ نمازوں کو باندھ کر یہ بات ناممکن بنا دی ہے کہ ایک انسان علامتوں کے مطابق ایسی جگہ پانچ نمازیں ادا کر سکے جو شمالی قطب یا جنوبی قطب کے بہت قریب ہو۔ اور یہ ناممکن بنا کر آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع فرما دی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے، دجال کا زمانہ جب کہ دن دنیا میں بعض جگہ روزمرہ کے چوبیس گھنٹے کے دن ہونگے، اکثر جگہ تو یہی ہوگا، لیکن بعض ایسی جگہیں بھی ہونگی جہاں لمبے بھی ہوں، کہیں چھ مہینے کا دن بھی ہوگا، کہیں سال کا دن بھی ہوگا۔ یہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مطلع فرمایا تا کہ آئندہ زمانے کے انسان کے لئے مشکل نہ رہے۔ اس کے ساتھ ہی **صحابہ میں سے کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیا جب ایک سال کا دن آئے گا تو ہم اس ایک سال میں پانچ نمازیں پڑھیں گے؟۔ آپ نے فرمایا بالکل نہیں، اندازہ لگا کر اپنے ویسے ہی دن تقسیم کرنا جیسے روزمرہ کے معمول کے دن ہیں اور جب وہ دن گزرے تو اس کے مطابق اپنی پانچ نمازیں پوری کیا کرنا۔**

تو جہاں سورج کی ظاہری علامتیں قاصر رہ جائیں کہ وہ ایک دن کے خدوخال کو نمایاں کرسکیں، جہاں سورج کی ظاہری علامتیں عاجز آجائیں کہ دن کو چوبیس گھنٹے کے اندر باندھے رکھیں وہاں نمازوں کے احکامات بدل گئے، وہاں اندازے شروع ہوگئے اور اندازوں کی شریعت نے اجازت دی۔ اور اس میں حکمت ظاہر و باہر ہے۔ اول تو یہ کہ لمبے روزے میں تو سارے ہی شہید ہو جاتے ایک ہی روزے میں۔ اور چھوٹے روزے کا پتہ ہی نہ لگتا کہ کیسے رکھیں۔ وہ ایک تماشا سا بن جاتا۔ مگر جہاں بھی یہ اجنبی دن چڑھتے ہیں خواہ وہ ایک دن کے چوبیس گھنٹے کے دائرے میں بھی رہیں تو قرآن کریم کا کمال یہ ہے۔ عبادت کی علامتیں ایسی بتائی ہیں کہ وہاں علامتیں عبادت کو ان دنوں کے اندر ساکت کر دیتی ہیں اور اندازہ شروع ہوجاتا ہے۔ یعنی غیر معمولی دن کے لئے ضروری نہیں کہ چوبیس گھنٹے سے لمبا ہو۔ چوبیس گھنٹے سے قریب دن پہنچا ہوا ہو تب بھی وہ ناممکن دن بن جائے گا اور جہاں وہ ناممکن دن بنے گا وہیں اندازہ شروع ہوجائے گا............

بات یہ ہے کہ اگر دن فرض کریں اٹھارہ گھنٹے کا ہو یعنی سورج نکلنے سے (روزے کی بات نہیں کررہا)۔ دن سورج نکلنے سے سورج غروب ہونے تک اٹھارہ گھنٹے ہوں تو پیچھے چھ گھنٹے کی جو رات رہ جائے گی اس رات میں صبح اور شام کی شفق اتنی پھیل چکی ہوگی کہ ان کے درمیان سیاہی آئے گی ہی نہیں۔ پس جب سیاہی غائب ہوگئی تو نمازوں کی تقسیم ممکن نہ رہی۔ مغرب کس وقت پڑھیں گے، عشاء کس وقت پڑھیں گے، تہجد کس وقت ہوگی، صبح کس وقت طلوع ہوگی یہ ایک ہی چیز ہوجاتی ہے۔ چنانچہ ہم نے خود یہ ایسے دن دیکھے ہیں۔ جب ہم گرمیوں میں ایک دو سال پہلے ناروے گئے تھے شمال کی طرف تو جہاں چوبیس گھنٹے کا دن شروع ہو چکا تھا وہاں تو بالکل ہی معاملہ اور ہے۔ وہاں تو صبح بھی سورج، دوپہر کو بھی، رات کو بھی، آدھی رات کو بھی، اور سورج نکلے ہوئے میں تہجد پڑھنی پڑتی تھی مگر اندازے کرکے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اصدق الصادقین ہیں، سب سچوں سے بڑھ کر سچے اور یہ ایک بات بھی آپ کی سچائی پر سورج سے بڑھ کر زیادہ روشن گواہ بن جاتی ہے۔ اس اندھیرے زمانے میں اتنی روشنی سے چودہ سو سال بعد کے حالات معلوم کئے اور ان پر روشنی ڈالی۔ اتنی دور تک روشنی ڈالنے والا نبی اس شان کا کوئی دکھاؤ تو سہی۔ فرمایا وہ دن ہونگے جب بھی وہ دن عام عادت سے بدل چکے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہے روزمرہ کے عادی دنوں کے مطابق اندازے کرنا۔ عادی دن وہ ہیں جن میں پانچ نمازیں سورج کی علامتوں کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز کی جاسکتی ہیں۔ جہاں وہ نمازیں ممتاز نہیں ہوسکتیں وہاں اندازہ شروع۔ اور پھر کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔

تو اس لئے **یہ قرآن کریم کا کمال ہے کہ رمضان مبارک کو چاند کے ساتھ جو باندھا ہے** اب میں اس طرف واپس آرہا ہوں۔ **اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ مہینہ جگہ جگہ بدلتا رہتا ہے۔ کبھی یہ جنوب والے لوگوں کے لئے آسان ہوجاتا ہے، کبھی شمال والوں کے لئے**۔ پس ایسے موقع پر اگر یہ سورج والا مہینہ ہوتا تو بعض لوگوں پر ہمیشہ بہت ہی سخت رہتا۔ لمبے سے لمبا دن اور پُر آزار دن جس میں گرمی سے لوگوں کی زبانیں سوکھ جاتیں اور تڑپ تڑپ کے بعض جان دے دیتے۔ ہمیشہ مسلسل ایسی ہی تکلیف لے کر ان کے لئے آتا۔ اور بعض جگہ اتنا چھوٹا ہوتا اور موسم بھی ٹھنڈا کہ ان کو پتہ بھی نہ لگتا بلکہ ان کے لئے یہ مصیبت ہوتی کہ کھائیں کیسے۔ ایک روزہ افطار بھی کریں اور سحر بھی کریں، بیچ میں تہجد بھی پڑھیں۔ چند گھنٹوں کے اندر یہ ممکن نہیں ہے۔ پس کتنے گھنٹے کے لئے ممکن ہے اس کی علامتیں ساتھ بیان فرما دی گئیں کہ **جہاں سورج کی علامتوں سے عبادتیں کھل کے واضح ہوں، جہاں رمضان پر یہ بات صادق آئے کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے ممتاز ہوسکے وہ دن معمول کے دن ہیں۔ جہاں ان میں سے کوئی علامت اطلاق نہ پائے وہاں تم نے اندازے کرنے ہیں۔** .... معمول کے دن قرآن کی تعریف سے یہ بنیں گے کہ جن دنوں میں صبح کی سفیدی اور شام کی شفق کے درمیان ایک اندھیرا حائل ہوتا کہ قرآن کریم کی یہ بات پوری اتر سکے کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے الگ ہوجائے۔ اور اگر دونوں دھاگے ہی سفید ہوں تو پھر الگ کیسے ہونگے۔

اس لئے **تمام جماعتوں میں علماء کے ایسے بورڈ بنانے چاہئیں ان تمام جماعتوں میں جو یا جنوب کے زیادہ قریب ہیں یا شمال کے زیادہ قریب ہیں تا کہ اپنی اپنی جماعتوں کی راہنمائی کرسکیں**۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ایک ہی ملک میں بعض دفعہ ایک رمضان ایک جگہ غیر معمولی ہوجاتا ہے، دوسری جگہ معمولی رہتا ہے اور جتنا شمال کی طرف یا جنوب کی طرف جائیں گے اتنا ہی ایک ملک کے اندر رہتے ہوئے بھی تفریق کرنی پڑتی ہے۔ پس بجائے اس کے کہ آپ ہر بات مرکز سے لکھ کر ہم سے حساب کروائیں آبزرویٹری (Observatory) جو بھی ہے، جو بھی ان کی رصدگاہیں بنی ہوئی ہیں جہاں سے وہ زمین و آسمان کا مطالعہ کرتے ہیں یعنی موسمیات کے دفتر اور ان کے محکمے ان سے مشورہ کرکے **تو مختلف جماعتوں کے لئے رمضان سے پہلے ہی ان کے شیڈول (Schedule) بنانے چاہئیں**۔ اور بتانا چاہئے کہ فلاں جماعت کا معمول کا رمضان فلاں دن سے فلاں دن تک ہے اور فلاں دن سے فلاں دن تک کا جو رمضان کا حصہ ہے وہ معمول سے نکل گیا ہے اس لئے وہاں آپ کو قرآن کریم اختیار دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے جو قرآن کا مفہوم سمجھا، اور وہی درست ہے، وہ آپ کو اختیار دیتا ہے کہ اندازے کے مطابق اپنی نمازوں کو بھی تقسیم کریں اور روزوں کے وقت بھی مقرر کریں۔

اور ایسی صورت میں دو طریق ہیں۔ دونوں میں سے ایک آپ اختیار کرسکتے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ معمول کے دن کے روزوں سے مراد بارہ گھنٹے کا دن بارہ گھنٹے کی رات لے لی جائے جو وسطی ہے۔ لیکن اگر یوں کریں گے تو ان دنوں کا ملک کے باقی دنوں سے بہت زیادہ فرق ہوجائے گا۔ اور جہاں بھی معمول کے دنوں کا غیر معمولی دنوں سے جوڑ ہوگا وہاں تفریق بہت بڑی ہو جائے گی۔ اس لئے **دوسرا جو طریق ہے جو میرے نزدیک زیادہ مناسب ہے** وہ یہ ہے کہ اپنے سے قریب تر معمول کے دنوں کے مطابق عمل کریں۔ یعنی اگر ساٹھ یا ستّر ڈگری شمال پر ایک ملک کا کوئی شہر آباد ہے اور اس ملک کا ایک حصہ پچاس ڈگری یا چالیس ڈگری شمال پر بھی ہے اگر ایک سال میں جو جنوبی حصہ ہے اس کا سارا رمضان معمول کا رمضان ہے یعنی سورج کی علامتیں اور چاند کی علامتیں پوری اس پر صادق آرہی ہیں اور شمالی حصے پر صادق نہیں آرہیں تو بجائے اس کے کہ وہ چھلانگ لگا کر خط استواء تک پہنچے اور وہاں کا معمول پکڑے، **عقل تقاضا کرتی ہے کہ اپنے ہی ملک میں جو قریب تر جگہ ہے جہاں معمول کے روزے چل رہے ہیں ان کے اندازے کے مطابق اپنے روزوں کے اندازے کرلیا کرے۔ تہجد کا وقت بھی اس کے مطابق کرے اور سحری کا وقت بھی اور افطاری کا وقت بھی**۔ اور اس طریق پر انشاء اللہ تمام جماعت اسلامی کو وقت کے اختلاف کے باوجود بھی ایک وحدت ضرور نصیب ہوگی۔ اور وحدت کے مختلف رنگ ہیں۔

ایک وحدت یہ ہے کہ ایک ہی اصول کے مطابق سب چلیں۔ نئے اصول اپنی اپنی جگہ الگ نہ گھڑیں۔ قرآن کریم نے جو اصول بنایا ہے وہ بڑا واضح اور قطعی ہے جو میں آپ کے سامنے کھول چکا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علی وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اس کا مطلب سمجھا اور دنیا پر خوب کھول دیا اس کے بعد آپ اس اصول پر عمل کریں۔ پھر خواہ کسی کا رمضان کسی اور دن شروع ہو اور کسی کا اور دن شروع ہو وحدت میں فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ **وحدت توحید کی اطاعت سے وابستہ ہے**۔ انسانی گھڑیوں کے حساب سے وحدت نہیں بنائی جاسکتی۔ اتنا فرق پڑ جاتا ہے زمین کے دَور کی وجہ سے کہ ایک دن یہاں جمعہ ہے تو ایک ایسی جگہ ہے جہاں جمعرات ہے۔ اور اسی وقت ایک جگہ ایسی ہے جہاں ہفتہ طلوع ہو چکا ہے۔ تو زبردستی وحدت کیسے آپ بنائیں گے۔ توحید کے خلاف چل کر وحدت بنائی جاسکتی ہے؟ **جس خدا نے پیدا کیا ہے اس کی غلامی میں وحدت بنے گی، اس سے ہٹ کر نہیں بن سکتی۔ پس اس کے قوانین کو سمجھنا اور ان پر ایک اصول کے مطابق تمام دنیا میں یکساں عمل کرنا۔ پھر اگر وقت تبدیل بھی ہوں تو وحدت نہیں ٹوٹ سکتی**۔ کیونکہ اللہ کے احکام کے تابع آپ منسلک رہیں گے، ایک لڑی میں منسلک رہیں گے۔ کوئی آپ کو الگ نہیں کرسکتا''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 19/جنوری 1996ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن جلد 3 شمارہ 10، مورخہ 8/مارچ 1996ء)

قرآن کریم، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات وارشادات میں سے بعض دعاؤں کا تذکرہ

سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10 ستمبر 2010 کے خطبہ جمعہ میں قرآن کریم احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات وارشادات میں سے بعض دُعاؤں کا تذکرہ فرمایا جس کا کچھ حصہ قارئین کے افادہ کیلئے پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ۔اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (الاحقاف:16)

اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ مَیں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کرسکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی، اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریت کی بھی اصلاح کردے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلا شبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہ دعا ایک دوسری سورت، سورۃ نمل میں بھی ہے اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں یا متبادل ہیں کہ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ (النمل: 20) اور تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھائی کہ: رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا(سورۃ الفرقان آیت :75) کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کا ترجمہ اپنے الفاظ میں اس طرح فرمایا ہے کہ :

”مومن وہ ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا! ہمیں اپنی بیویوں کے بارے میں اور فرزندوں کے بارے میں دل کی ٹھنڈک عطا کر اور ایسا کر کہ ہماری بیویاں اور ہمارے فرزند نیک بخت ہوں اور ہم ان کے پیش رَو ہوں“۔(یعنی نمونہ قائم کرنے والے ہوں)۔

(آریہ دھرم روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 23)

پس یہ چیز ہے جس سے گھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنتے ہیں اور افراد بھی جماعت کا فعال حصہ بن کر نسلاً بعد نسلٍ جماعتی ترقی میں حصہ دار بنتے چلے جاتے ہیں۔

پھر ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایک دعا سکھائی کہ: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202) اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

پس آخرت کی بھی ہمیشہ ایسی حسنات تلاش کریں۔ دنیا کی حسنات وہ ہوں جو آخرت کی حسنات کا وارث بنائیں جس میں حقوق اللہ بھی ادا ہوتے ہوں اور حقوق العباد بھی ادا ہوتے ہوں۔

پھر اگلی دعا ہمیں یہ سکھائی: رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ ۔وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۔ (الاعراف:152) اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے بھائی کو بھی اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تُو رحمت کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

فرمایا: رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ

(آل عمران 148) اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے میں ہماری زیادتی بھی، اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

پھر یہ دعا ہمیں سکھائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ (الاعراف:156) تُو ہی ہمارا ولی ہے۔ پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، اور تو بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّا ھُدْنَآ اِلَیْکَ۔

(الاعراف:157)

اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی حسنہ لکھ دے اور آخرت میں بھی، یقیناً ہم تیری طرف (توبہ کرتے ہوئے) آ گئے ہیں۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ (ابراھیم:41) اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی اے ہمارے رب!۔ اور میری دعا قبول کر۔

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراھیم: 41) اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی، جس دن حساب برپا ہوگا۔

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ ۔اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَامًا (الفرقان:66) اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے۔ یقیناً اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔

اِنَّھَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (الفرقان: 67) یقیناً وہ عارضی ٹھکانے کے طور پر بھی بہت بُری ہے اور مستقل ٹھکانے کے طور پر بھی۔

پھر یہ دعا ہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ (المومنون: 119) اے میرے رب! بخش دے اور رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ (المومنون:110) اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے۔ پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَھْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ۔ (الشعراء:170)

اے میرے ربّ! مجھے اور میرے اہل کو اس سے نجات بخش جو وہ کرتے ہیں۔

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِہٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (سورۃ التحریم:12) اے میرے رب! میرے لئے اپنے حضور جنت میں ایک گھر بنا دے، اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچالے اور مجھے ان ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

اللہ تعالیٰ ہمیں وہ مومن بنائے جو نیکیوں کو حاصل کرنے والے ہوں اور اس رمضان میں جو نیکیاں ہم نے حاصل کرنے کی کوشش کی ہے ان میں دوام حاصل کرنے والے بنتے چلے جائیں اور تقویٰ اور طہارت میں ہمارے قدم ہر آن آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ نیز اللہ تعالیٰ ظالم گروہوں اور ظالم حکمرانوں سے بھی ہمیں نجات بخشے۔ ایسے فرعونوں سے ہمیں نجات بخشے جو طاقت کے نشے میں آج احمدیوں پر ظلم روا رکھے ہوئے ہیں اور ان کی خود پکڑ فرمائے۔

پھر سورۃ قمر کی ایک آیت میں یہ دعا ہے۔ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (سورۃ القمر:11) کہ مَیں یقیناً مغلوب ہوں۔ پس میری مدد کر۔

رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (القصص:22)

اے میرے رب! مجھے ظالم قوم سے نجات بخش۔

رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ (الشعراء:118)۔ اے میرے ربّ! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَھُمْ فَتْحًا وَ نَجِّنِیْ وَ مَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورۃ الشعراء:119) پس میرے درمیان اور ان کے درمیان واضح فیصلہ کردے اور مجھے نجات بخش اور ان کو بھی جو مومنوں میں سے میرے ساتھ ہیں۔

انبیاء اور ان کی جماعتوں کا اصل ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس زمانے میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے واضح فرما دیا ہے کہ ہماری کامیابی، ہماری فتوحات دعا کے ذریعے سے ہونی ہیں۔ نہ کہ کسی ہتھیار سے، نہ کسی احتجاج سے نہ کسی اور ذریعے سے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 36 جدید ایڈیشن ربوہ)۔

پس دعاؤں کو مستقل مزاجی سے کرتے چلے جانا یہی ہمارا فرض ہے اور یہی ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔

پھر یہ دعا سکھائی۔ فرمایا کہ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ(سورۃ المومنون:98)۔ اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ وَ اَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ (سورۃ المومنون:99)۔ اور اس بات سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اے میرے رب! کہ وہ میرے قریب پھٹکیں۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ (سورۃ الاعراف:127)۔

اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل اور ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”اے خدا! اس مصیبت میں ہمارے دل پر وہ سکینت نازل کر جس سے صبر آ جائے اور ایسا کر کہ ہماری موت اسلام پر ہو۔ جاننا چاہئے کہ دکھوں اور مصیبتوں کے وقت میں خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے دل پر ایک نور اتارتا ہے جس سے وہ قوت پا کر نہایت اطمینان سے مصیبت کا مقابلہ کرتے ہیں اور حلاوتِ ایمانی سے ان زنجیروں کو بوسہ دیتے ہیں جو اس کی راہ میں ان کے پیروں میں پڑیں“۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 420,421)

پھر یہ دعا ہے کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (سورۃ الاعراف :24) اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

”شیطان پر آدمِ اوّل کو فتح دعا ہی سے ہوئی تھی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا......الخ(الاعراف:24) ۔ اور آدمِ ثانی (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام) کو بھی جو آخری زمانہ میں شیطان سے آخری جنگ کرتا ہے اسی طرح دعا ہی کے ذریعہ فتح ہوگی“۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ نمبر 190,191 جدید ایڈیشن ربوہ)

پھر ایک دعا سکھائی: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا

بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ (آل عمران 9) اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے، بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تُو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

پھر یہ دعا ہے کہ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔ رَبَّنَا وَلَاتَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَابِهٖ۔ وَاعْفُ عَنَّا۔ وَاغْفِرْلَنَا۔ وَارْحَمْنَا۔ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ:287) اے ہمارے ربّ! ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے۔ اور اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا (ان گناہوں کے نتیجہ میں) ہم سے پہلے لوگوں پر تُو نے ڈالا۔ اور اے ہمارے رب! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو۔ اور ہم سے درگزر کر، اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم کر۔ تُو ہی ہمارا والی ہے، پس ہمیں کافر قوم کے مقابل پر نصرت عطا کر۔

پھر ایک دعا ہے۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (الاعراف:48) اے ہمارے رب! ہمیں ظالم لوگوں میں سے نہ بنا۔

رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (المائدہ آیت 84)۔ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے۔ پس ہمیں گواہی دینے والوں میں تحریر کر لے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دعائیں احادیث سے ملتی ہیں جو مَیں نے لی ہیں۔ فرمایا کہ:

اے اللہ! میں تجھ سے سستی، بڑھاپے، گناہوں، چٹی اور فتنہ قبر اور عذابِ قبر، آگ کے فتنہ اور آگ کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ تُو مجھے دولت کے فتنے کے شر سے اپنی پناہ میں لے لے۔ مَیں تجھ سے غربت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ تو میری خطائیں برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے۔ اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑے کو تو میل سے صاف کر دیتا ہے۔ اور تو میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اس طرح دوری فرما دے جس طرح تو نے مشرق و مغرب میں دوری پیدا فرمائی ہے۔

(صحيح بخاری كتاب الدعوات باب التعوذ من المأثم و المغرم۔ حديث نمبر6368)

پھر ایک دعا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہ مجھے بخش دے اور میرے گھر کو میرے لئے وسیع کر دے اور میرے لئے میرے رزق میں برکت ڈال دے۔

(السنن الكبرى لنسائى كتاب عمل اليوم والليلة باب ما يقول اذا توضأ حديث نمبر9908)

پھر ہے: اے اللہ! مَیں بے بسی، سستی، بزدلی اور تھکا دینے والے بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اے خدا! میں تجھ سے زندگی اور موت کے فتنے سے بچنے کے لئے پناہ مانگتا ہوں۔ (صحيح بخاری كتاب الدعوات باب التعوذ من فتنة المحيا والممات۔ حديث نمبر6367)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ۔ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ۔ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ۔ وَمِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ۔ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ۔ اے اللہ! مَیں تجھ سے ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں عاجزی اور انکساری نہیں، اور ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو مقبول نہ ہو۔ اور ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو اور ایسے علم سے جو کوئی فائدہ نہ دے۔ میں ان چاروں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(سنن الترمذی كتاب الدعوات باب 68/68 حديث نمبر3482)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغُفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کئے ہیں۔ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔ تُو اپنی جناب سے مجھے مغفرت عطا فرما دے اور مجھ پر رحم فرما۔ اور اے خدا یقیناً تو ہی بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء فی الصلاۃ حدیث نمبر 6326)

اے اللہ! مجھے میری خطائیں معاف فرما دے اور میرے سب معاملات میں میری لاعلمی (جہالت) اور میری زیادتی کے شر سے مجھے بچا لے۔ اور ہر اس (نقصان اور شر) سے بچا لے جسے تو مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! میری خطائیں بخش دے، میری دانستہ، نادانستہ اور ازراہِ مذاق کی ہوئی ساری خطائیں مجھے بخش دے کہ یہ سب میرے اندر موجود ہیں۔ جو خطائیں مجھ سے سرزد ہو چکیں اور جو ابھی نہیں ہوئیں اور جو مخفی طور پر مجھ سے سرزد ہوئیں اور جو کھلم کھلا میں نے کیں وہ سب مجھے بخش دے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا اور پیچھے ہٹا دینے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب قول النبی ﷺ اللهم اغفرلی...... حدیث نمبر 6398)

اے اللہ! میں اپنا آپ تیرے سپرد کرتا ہوں، تجھ پر توکل کرتا ہوں اور تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ تیری طرف جھکتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ مدّ مقابل سے بحث کرتا ہوں اور تیرے ہی حضور اپنا مقدمہ پیش کرتا ہوں۔ تو مجھے میرے اگلے پچھلے، اعلانیہ، پوشیدہ سب گناہ بخش دے۔ تو ہی مقدم اور مؤخر ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا انتبہ من الیل حدیث نمبر 6317)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَعَنْ يَمِيْنِیْ نُوْرًا وَعَنْ يَسَارِیْ نُوْرًا وَفَوْقِیْ نُوْرًا وَ تَحْتِیْ نُوْرًا وَاَمَامِیْ نُوْرًا وَخَلْفِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا۔

اے اللہ! تو میرے دل میں نور پیدا فرما دے، میری آنکھوں میں نور پیدا فرما دے، میرے کانوں میں نور پیدا فرما دے، میرے دائیں میرے بائیں، اوپر اور نیچے اور آگے اور پیچھے نور پیدا فرما دے۔ اور مجھے نورِ مجسم بنا دے۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا انتبہ من الیل۔ حدیث نمبر 6316)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ يُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔

اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور میں تجھ سے ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ میرے دل میں اپنی اتنی محبت ڈال دے جو میری اپنی ذات، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔

(سنن الترمذی كتاب الدعوات باب 73/000 حديث نمبر3490)

يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰى طَاعَتِكَ۔ اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنی اطاعت پر قائم رکھ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد نمبر3 صفحہ نمبر 499 مسند ابی هريرة حديث نمبر 9410 عالم الكتب بيروت طبع اول 1998)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں سے جو مَیں نے کی ہیں استفادہ کرنے کی ہمیشہ توفیق دیتا چلا جائے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچھ دعائیں پیش کرتا ہوں۔ یہ بعض الہامی دعائیں ہیں۔

پہلی دعا ہے رَبِّ كُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے ربّ پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

(حقيقة الوحی روحانی خزائن جلد نمبر22 صفحہ نمبر224)

پھر آپؑ نے ایک دعا لکھی ہے کہ: اے میرے قادر خدا! اے میرے پیارے رہنما! تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہلِ صدق وصفا۔ اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ، یا بغض، یا دنیا کی حرص وہوا"۔

(پیغام صلح روحانی خزائن جلد نمبر23 صفحہ نمبر439)

"مَیں گناہگار ہوں اور کمزور ہوں۔ تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو آپ رحم فرما اور مجھے گناہوں سے پاک کر۔ کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا اور کوئی نہیں ہے جو مجھے پاک کرے"۔

(بدر جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 41)

يَااَحَبَّ مِنْ كُلِّ مَحْبُوْبٍ اِغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ اَدْخِلْنِیْ فِیْ عِبَادِكَ الْمُخْلَصِيْنَ۔ اے محبوبوں سے محبوب ذات! میرے گناہ مجھے بخش دے اور مجھے اپنے مخلص بندوں میں شامل فرما۔

(مکتوبات احمد جلد دوم مکتوب بنام منشی رستم علی صاحب صفحہ 539 ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

کسی سوال کرنے والے نے آپؑ سے یہ سوال کیا کہ نماز میں حصولِ حضور کا کیا طریقہ ہے؟ کس طرح توجہ پوری طرح پیدا کی جا سکتی ہے؟ تو آپ نے یہ دعا اسے لکھ کر بھجوائی کہ:

"اے خدا تعالیٰ قادر و ذوالجلال مَیں گناہگار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضورِ نماز حاصل نہیں۔ تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش۔ اور میری تقصیرات معاف کر۔ اور میرے دل کو نرم کر دے۔ اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے۔ تا کہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہو کر حضورِ نماز میسر آوے۔

(فتاوی حضرت مسیح موعودؑ صفحہ نمبر37)

رَبِّ ارْحَمْنِیْ اِنَّ فَضْلَكَ وَرَحْمَتَكَ يُنْجِیْ مِنَ الْعَذَابِ۔ اے میرے رب! مجھ پر رحم فرما۔ یقیناً تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب سے نجات دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ نمبر 621 ایڈیشن چہارم ربوہ)

رَبِّ اَرِنِیْ كَيْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ۔ اے میرے رب! تُو مجھے دکھا کہ تو مردہ کیونکر زندہ کرتا ہے اور آسمان سے اپنی بخشش اور رحمت نازل فرما۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر1 صفحہ نمبر266)

رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَّكَاذِبٍ۔ اے میرے خدا! صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے؟

(تذکرہ صفحہ نمبر532 ایڈیشن چہارم ربوہ)

رَبِّ اَرِنِیْ اَنْوَارَكَ الْكُلِّيَّةَ۔ اے میرے رب! مجھے اپنے تمام انوار دکھلا۔

(تذکرہ صفحہ نمبر534 ایڈیشن چہارم ربوہ)

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی باشندہ نہ چھوڑ۔ (تذکرہ صفحہ

نمبر576ایڈیشن چہارم ربوہ)

رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ فَاِنَّ الْقَوْمَ یَتَّخِذُوْنَنِیْ سُخْرَۃً۔اے میرے رب! میری حفاظت کر۔کیونکہ قوم نے تو مجھے ٹھٹھے ہنسی کی جگہ ٹھہرالیا۔ (تذکرہ صفحہ نمبر578جدید ایڈیشن ربوہ)

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔اے میرے رب! مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔اے میرے رب! مجھے اکیلا مت چھوڑ۔اور تو خیرالوارثین ہے۔اے میرے رب! امت محمدیہ کی اصلاح کر۔اے ہمارے رب! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے۔اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر1 صفحہ 266)

وَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیَّ۔ یعنی انسانوں کے بہت سے دلوں کو میری طرف جھکادے۔ یہ ایک الہام تھا۔آپ نے فرمایا کہ یہ ایک بشارت ہے سلسلہ کی ترقی کے متعلق۔ (تذکرہ صفحہ نمبر660ایڈیشن چہارم ربوہ)

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَصَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلِّمْ وَتَوَفَّنَا فِیْ اُمَّتِہٖ وَابْعَثْنَا فِیْ اُمَّتِہٖ وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّ لِاُمَّتِہٖ رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا فِیْ عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان مومن بھائیوں کو بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے، اور اپنے نبی اور حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر رحمتیں بھیج اور ہمیں آپ کے امتی ہونے کی حالت میں موت دے اور ہمیں آپ کی اُمّت میں ہی اٹھانا اور تُو نے ان اُمّت سے جو وعدہ کیا ہے وہ ہمیں عطا فرما۔اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے۔ پس ہمیں اپنے مومن بندوں میں لکھ لے۔

(مکتوبات احمد جلد اوّل صفحہ627۔ایڈیشن 2008ء مطبوعہ قادیان)

رَبِّ سَلِّطْنِیْ عَلَی النَّارِ۔اے میرے خدا! مجھے آگ پر مسلط کردے۔

(تذکرہ صفحہ نمبر518ایڈیشن چہارم ربوہ)

ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے،تو ہم کو معاف فرما اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔ (بدر جلد 2نمبر 30)

اے ربّ العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔میرے دل میں اپنی خاص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔میں تیری وجہِ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔آمین ثم آمین

(الحکم۔21رفروری1898ءجلدنمبر2نمبر1)

پھر آپ کا ایک الہام ہے:۔رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِئِیْنَ۔اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش،ہم خطا پر تھے۔

(حقیقۃ الوحی،روحانی خزائن جلد نمبر22 صفحہ نمبر104)

ایک جگہ آپ تحریر فرماتے ہیں: ”اے ہمارے رب العزت! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری بلاؤں کو دور فرما اور تکالیف کو بھی دور فرما، اور ہمارے دلوں کو ہر قسم کے غموں سے نجات بخش اور کفیل ہو ہماری مصیبتوں کا۔اور ہمارے ساتھ ہو جہاں پر بھی ہم ہوں۔اے ہمارے محبوب اور ڈھانپ دے ہمارے ننگ کو اور امن میں رکھ ہمارے خطرات کو۔اور ہم نے توکل کیا تجھ پر اور ہم نے تیرے سپرد کیا اپنا معاملہ،تو ہی ہمارا آقا ہے۔دنیا میں اور آخرت میں اور تُو ارحم الراحمین ہے قبول فرما۔اے ربّ العالمین“۔ (تحفہ گولڑویہ۔روحانی خزائن جلد نمبر17صفحہ نمبر182)

پھر ایک جگہ فرمایا:”اے خداوند قادر و مطلق اگرچہ قدیم سے تیری یہی عادت اور یہی سنت ہے کہ تو بچوں اور امیوں کو سمجھ عطا کرتا ہے اور اس دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کی آنکھوں اور دلوں پر سخت پردے تاریکی کے ڈال دیتا ہے مگر میں تیری جناب میں عجز اور تضرع سے عرض کرتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے بھی ایک جماعت ہماری طرف کھینچ لا جیسے تو نے بعض کو کھینچا بھی ہے اور ان کو بھی آنکھیں بخش اور کان عطا کر اور دل عنایت فرما تا وہ دیکھیں اور سنیں اور سمجھیں اور تیری اس نعمت کا جو تو نے اپنے وقت پر نازل کی ہے قدر پہچان کر اس کے حاصل کرنے کے لئے متوجہ ہو جائیں۔اگر تو چاہے تو تُو ایسا کر سکتا ہے کیونکہ کوئی بات تیرے آگے انہونی نہیں“۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر3صفحہ نمبر120)

آئینہ کمالات اسلام میں یہ لکھا ہے۔فرماتے ہیں کہ:”اے میرے ربّ! اپنے بندہ کی نصرت فرما۔اور اپنے دشمنوں کو ذلیل اور رسوا کر۔اے میرے ربّ! میری دعا سن۔اور اسے قبول فرما۔کب تک تجھ سے اور تیرے رسول سے تمسخر کیا جاتا رہے گا۔اور کس وقت تک یہ لوگ تیری کتاب کو جھٹلاتے اور تیرے نبی کے حق میں بدکلامی کرتے رہیں گے۔اے ازلی ابدی خدا! میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تیرے حضور فریاد کرتا ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد نمبر5صفحہ نمبر569۔ترجمہ)

فرمایا کہ: آج میں اپنی جماعت کے لئے اور پھر قادیان کے لئے دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا کہ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔ فَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا۔پس پیس ڈال ان کو خوب پیس ڈالنا۔فرمایا کہ: میرے دل میں خیال آیا کہ اس پیس ڈالنے کو میری طرف کیوں منسوب کیا گیا ہے۔اتنے میں میری نظر اس دعا پر پڑی جو ایک سال ہوا بیت الدعا پر لکھی ہوئی ہے۔اور وہ دعا یہ ہے۔

یَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَائِیْ وَمَزِّقْ اَعْدَائَکَ وَاَعْدَائِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْ عَبْدَکَ وَاَرِنَا اَیَّامَکَ وَشَھِّرْلَنَا حُسَامَکَ وَلَا تَذَرْمِنَ الْکَافِرِیْنَ شَرِیْرًا۔

اے میرے رب تو میری دعا سن اور اپنے دشمنوں اور میرے دشمنوں کو پیس ڈال۔ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنے وعدہ کو پورا فرما اور اپنے بندے کی مدد فرما اور ہمیں اپنے دن دکھا اور ہمارے لئے اپنی تلوار سونت لے۔

اس دعا کو دیکھنا اور اس الہام کے ہونے سے معلوم ہوا کہ میری دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔

(تذکرہ صفحہ نمبر426,427ایڈیشن چہارم ربوہ)

اللہ تعالیٰ آج بھی ہمیں خارق عادت نشان دکھائے۔

یہ بھی الہامی دعا ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ۔پاک ہے اللہ جو بہت عظیم ہے۔اے اللہ رحمتیں بھیج آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔ (تذکرہ صفحہ نمبر25ایڈیشن چہارم ربوہ)

☆☆☆

بقیہ: مولوی واحد احمد صدیقی الپوروی،از صفحہ 22

اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَرَزَقَنِیْ مِنْہُ رِزْقًا حَسَنًا۔ (سورہ ہود رکوع ۸، آیت ۸۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ۔ (سورہ ہود رکوع ۹ آیت ۹۹)

ان آیات بینات سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کسی نبی نے اپنا دعویٰ بلا دلیل پیش نہیں کیا بلکہ سب نے اپنے دعوے کی تائید میں بینہ، سلطان اور آیات پیش کیں، اور تمام انبیاء کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنے دعووں کو بلا دلیل ہی پیش نہیں کیا بلکہ انہیں مدلل پیش کیا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ کَذَّبُوْکَ فَقَدْ کُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ۔ (سورہ آل عمران رکوع ۱۹ آیت ۱۸۵)

خلاصہ یہ کہ جتنے بھی انبیاء گذرے ہیں سبھی نے واضح دلائل پیش کئے اور چھوٹے رسالے اور بڑی کتابیں بھی شائع کیں۔قریشی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قلمی کاوشوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنی مدحت کے ضمن میں قلم کا مقام بیان فرماتا ہے۔

اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ۔

(سورہ علق آیت ۴ تا ۶)

یعنی آسمانی اولین آواز جو آنحضرت ﷺ کے گوش مبارک میں پہنچی وہ یہی تو تھی کہ تیرا صاحب اکرام خدا وہ ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور قلم کے ذریعہ ہی انسان کو وہ چیزیں سکھائیں جن کا اسے علم نہ تھا۔جب قلم کو سب سے پہلی وحی میں علم آموزی کا ذریعہ قرار دیا گیا اور جب قلم ایسی چیز ہے تو کیا ضروری نہ تھا کہ اس علم و ہنر کے زمانہ میں جو کہ نشر صحف کا زمانہ ہے مسیح موعود علیہ السلام بھی قلم کے ساتھ ظاہر ہوتے اور قلم ہی کے ذریعہ دنیا کو تعلیم دیتے اور دعاوی کی صداقت کے دلائل سے روشناس کراتے۔چنانچہ آپ علیہ السلام نے اس کام کو بخوبی انجام دیا بایں طور کہ آپ علیہ السلام نے عرب وعجم کے متعدد شرفاء کو تبلیغی خطوط لکھے، اخبارات میں اشتہارات شائع کروائے،اسی سے زائد کتب تصنیف کیں اور خطبہ الہامیہ کا املا کروایا۔

قریشی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالوں اور قلمی کاوشوں پر اعتراض شاید اس لئے ہے کہ ان کو ایسا خونی مہدی چاہئے تھا جو تلوار لیکر آتا اور تمام منکرین اسلام کے سر قلم کر دیتا۔یہ سلطان القلم مہدی کیسے پیدا ہو گیا؟

قریشی صاحب کے اعتراض کا جواب

آنحضرت ﷺ کے خطوط اور جمع قرآن کریم اسی طرح قرآن و حدیث کی پیشگوئیوں سنن انبیاء اور الہام کی روشنی میں دے دیا گیا ہے کہ کتاب نویس نبی ہو سکتا ہے اور کتابت مانع نبوت نہیں۔حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء المہدیین یعنی میری سنت اور خلفائے کرام کی سنت کو لازم پکڑو۔قریشی صاحب کے زعم کے مطابق کسی نبی نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔اور اس سنت کے برخلاف تمام مکتب فکر کے علماء نے بیشمار کتابیں لکھی ہیں جو کہ ان کے مطابق سنت انبیاء کے خلاف ہے لہٰذا قریشی صاحب اور ان کے دینی بھائیوں کو چاہئے کہ اپنی جملہ کتب جلا ڈالیں اور شعبہ کتابت کو مدارس سے خارج کر دیں اور آئندہ ہمیشہ کیلئے یہ عہد کرلیں کہ ان کی برادری کا کوئی بھی فرد نہ کتاب لکھے گا اور نہ ہی کتابت سیکھے گا۔اللہ تعالیٰ قریشی صاحب کو اپنی راہ رضا پر چلائے۔آمین۔

☆☆☆

آیت قرآنی فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِیُسْرًا کے حوالہ سے ہر تنگی کے بعد کامیابیوں کی عظیم الشان نوید کا تذکرہ

ہر تنگی کے بعد جو کامیابی مقدر ہونے کا وعدہ دو مرتبہ فرمایا ہے وہ اس لئے ہے کہ جو نظارے دورِاول والوں نے دیکھے تھے وہ آپ کی نشأۃِ ثانیہ میں بھی ظاہر ہوں گے۔

نام نہاد مولوی چاہیں یا نہ چاہیں، اسلام کی سرسبزی کا دور مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کی جماعت کے ساتھ مقدر ہے۔

ہر احمدی پاکستان میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پھر رہا ہے اور جانتا ہے کہ اگر میری جان جائے گی تو ایک عظیم مقصد کے لئے جائے گی۔

گو ہمارے شہداء نے بہت بڑی قربانی دی ہے لیکن اس قربانی کے پیچھے جس عظیم انقلاب کی تاریں ہل رہی ہیں وہ آج کے دن ہمیں اس طرف متوجہ کر رہی ہیں کہ حقیقی عید تو اس دن آئے گی جب ان قربانیوں کے صدقے دنیا اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرے گی۔ جب دنیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوگی۔

آئندہ جب احمدیت اور حقیقی اسلام کی فتح کی خوشی منائی جائے گی یا فتح کی خوشی میں عید منائی جائے گی تو شہدائے احمدیت کو تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔

عُسر کا عارضی دور یُسر کے وسیع دور میں تبدیل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

(دنیا بھر کے احمدیوں کو عید مبارک کا پیغام۔ پاکستان اور بعض دیگر ممالک کے احمدیوں کے لئے جو عُسر کے دور سے گزر رہے ہیں خصوصی دعاؤں کی تحریک)

خطبہ عید الفطر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ مؤرخہ 11 ستمبر 2010ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

(خطبہ عید الفطر کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ (الانشراح:7-6)

پس یقیناً ہر تنگی کے بعد آسائش ہے۔ یقیناً ہر تنگی کے بعد بڑی آسائش ہے۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں سورہ انشراح کی ہیں۔ بہت سوں کو زبانی یاد ہوں گی۔ مکہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی تھی اور مکہ میں آنحضرت ﷺ کے تیرہ سال جن سختیوں، زیادتیوں اور ظلموں کو برداشت کرتے ہوئے گزرے اس سے ہم سب واقف ہیں۔ غریب صحابہؓ پر جو ظلم ہوتے، انہیں دیکھ کر آنحضرت ﷺ ہمیشہ صبر کی تلقین کرتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔ ایسے ہی ایک ظلم کا ذکر حضرت یاسرؓ کے اور ان کے گھر والوں کے بارے میں ملتا ہے۔ ان پر ظلم ہو رہا تھا تو آنحضرت ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپؐ نے یہ ظلم دیکھ کر فرمایا صَبْرًا آلَ يَاسِر فَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّة۔ (مستدرک جلد 4 کتاب معرفة الصحابة ذکر مناقب عمار بن یاسرؓ صفحہ 99 حدیث 5732)۔ اے آلِ یاسر صبر کا دامن نہ چھوڑنا کہ خدا تمہاری انہی تکلیفوں کے بدلے میں تمہارے لئے جنت تیار کر رہا ہے یا تمہارے لئے جنت تیار کی ہوئی ہے۔ اور پھر اس ظلم کے دوران ہی ان دونوں میاں بیوی نے شہادت کا رتبہ پایا۔ اب دیکھیں ایک طرف تو ظلموں کا یہ حال ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی چیز ان ظلموں سے نجات نہیں دلا سکتی۔ نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا اور صبر کی تلقین بھی کی جارہی ہے۔ اور دوسری طرف ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دی جارہی ہے کہ ہر تنگی کے بعد ایک بہت بڑی کامیابی مقدر ہے۔ اور یقیناً ہر تنگی کے بعد ایک اور کامیابی مقدر ہے۔ یہ تنگیاں تو ہیں، یہ جانوں کی قربانیاں تو ہیں، یہ ظلموں کے خوفناک حالات تو ہیں لیکن اس ایک ایک ظلم کے پیچھے کامیابیوں کا ایک سلسلہ شروع ہونے والا ہے۔ اور پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ وہی کمزور اور مظلوم نہ صرف تمام عرب پر چھا گئے بلکہ عرب سے باہر نکل کر بڑی بڑی حکومتوں کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں لا ڈالا اور صدیوں مسلمان دنیا میں ایک طاقت بن کر رہے۔ آج مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کی غلامی پر فخر ہے اور یقیناً یہ بجا فخر ہے۔ آج روئے زمین پر اس سے بڑا اعزاز کوئی نہیں کہ ہم نبی آخرالزمان اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں میں سے ہیں۔ لیکن جس طرح یہ قرآنی آیت بھی ظاہر کرتی ہے کہ تنگی کا زمانہ بھی آتا ہے، آنا ہے اور آیا اور آنحضرت ﷺ نے بھی پیشگوئی فرمائی کہ میری امت پر بھی ایک اندھیرا زمانہ آئے گا جس میں وہ جاہ و حشمت اور ساکھ نہیں رہے گی جو ایک دفعہ قائم ہو چکی تھی تو آج ہم دیکھتے ہیں کہ کس سچائی سے یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ باوجود اس کے کہ اسلامی حکومتیں تو ہیں لیکن اپنا امتیاز اور اپنی ساکھ گنوا بیٹھے ہیں۔ آج ہر چیز ہم غیروں سے لینے کے محتاج ہیں۔ ہمارے اپنے وسائل غیروں کے تصرف میں ہیں۔ تیل نکالنا ہو یا کسی دولت سے فائدہ اٹھانا ہو جب تک ہم غیروں کی طرف نہ دیکھیں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ تو ہے دنیوی حالت۔ اور دین کا کیا حال ہے؟ وہ دین کہ نام نہاد علماء نے اس دین کو بگاڑ کر اس میں بدعات پیدا کر دی ہیں۔ آج کا اسلام وہ اسلام نہیں رہا جو آنحضرت ﷺ کا اسلام تھا۔ وہ اسلام جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے اور وہ اسلام جو آج کل کے نام نہاد علماء پیش کر رہے ہیں اس میں مشرقین کی دوری ہے۔ جذبہ ایمان کے اظہار بیشک کئے جاتے ہیں لیکن عمل اس سے کوسوں دور ہیں۔ جہاد کے نام کی غلط تشریح کر کے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور پھر نام نہاد جہاد کے ہتھیاروں کے لئے مسلمان پھر غیر مسلموں کے محتاج ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہتھیاروں کے جہاد یا جنگوں کی اجازت دی ہوتی تو مسلمانوں کو ہتھیاروں کے معاملے میں غیروں کا محتاج نہ کرتا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد سوم صفحہ 190 مطبوعہ ربوہ)

پس دین کے لئے اب اگر کوئی ہتھیار اٹھائے گا کیونکہ آج کل کی دین کے نام پر جنگیں تو عموماً غیر مسلم بھی نہیں کرتے۔ اس لئے دین کے نام پر اگر ہتھیار اٹھاؤ گے تو ہزیمت اٹھاؤ گے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ جہاد کے نام اور اسلام کے نام پر جہاد کا اس قدر غلط استعمال کیا جارہا ہے جس سے ظلم و بربریت کی داستانیں رقم ہو رہی ہیں۔ اسلام وہ خوبصورت مذہب ہے جس کو دفاعی جنگ کی اجازت بھی اس لئے ملی تھی کہ اگر اب کفار کے ہاتھ کو نہ روکا تو نہ کوئی گرجا سلامت رہے گا، نہ یہودیوں کی عبادت گاہیں سلامت رہیں گی، نہ کوئی اور معبد سلامت رہے گا، نہ مساجد سلامت رہیں گی لیکن یہ جہادی ایسے جہادی ہیں جو خدا کے نام پر خدا کے گھروں میں ظلم و بربریت کی داستانیں رقم کر رہے ہیں۔ کلمہ گوؤں کو بلا امتیاز قتل کرتے چلے جارہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ باقاعدہ جنگ کی صورت میں بھی کسی بوڑھے کو قتل نہیں کرنا، کسی عورت کو قتل نہیں کرنا، کسی بچے کو قتل نہیں کرنا، پادریوں، راہبوں کو جو اپنی عبادت گاہوں میں عبادت میں مصروف ہیں اور اس کی تلقین کرتے ہیں انہیں کچھ نہیں کہنا۔ قومی دولت، درختوں وغیرہ کو برباد نہیں کرنا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی دعاء المشرکین حدیث 2613-2614)(مسند احمد بن حنبل جلد 1 مسند عبد اللہ بن عباسؓ صفحہ 768 حدیث نمبر 2728 عالم الکتب بیروت 1998ء)(مؤطا امام مالک کتاب الجہاد باب النہی عن قتل النساء و الولدان فی الغزو حدیث 982)

لیکن آج کے جہادی تو اپنے ہم قوموں اور کلمہ پڑھنے والوں کے ساتھ وہ بہیمانہ اور ظالمانہ سلوک کرتے ہیں کہ جس کو دیکھ کر بھی اور سن کر بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر خدا اور رسول ﷺ کے نام پر۔ یقیناً اس بات پر اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی مول لے کر اس کی پکڑ میں آئیں گے اور آرہے ہیں۔ اور صرف دہشتگرد تنظیمیں ہی نہیں جن کی عموماً ہر جگہ مذمت کی جاتی ہے بلکہ احمدیوں پر تو خاص طور پر اس قسم کے ظلموں کو روا رکھنے کی مخالف احمدیت علماء بھی اجازت دیتے ہیں۔ اور نہ صرف علماء بلکہ بعض حکومتیں اس ظلم میں ملوث ہیں اور ظالموں کی پشت پناہی کرتی ہیں۔ کیا یہ یُسر کا وہ دور ہے جس کی خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی تھی کہ آج اگر مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے تو کل مسلمان بھی یہی ظلم طاقت حاصل کرنے پر کریں گے؟ یقیناً نہیں۔ یقیناً نہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ وہ مکّی دور عُسر کا تھا جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یسر کے حالات پیدا کئے اور پھر ایک زمانہ کے بعد عُسر کا دور دوبارہ آیا جس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے یُسر کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور وہ یُسر کا دور دینی ترقی کے

لحاظ سے مسیح موعود کی بعثت کے بعد شروع ہونا تھا اور ہو گیا ہے۔ لیکن جو مسیح موعود کو نہ ماننے والے ہیں وہ ابھی بھی اندھیروں میں بھٹکنے والے ہیں اور مسیح موعود کے ماننے والوں پر تنگی وارد کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اسی کوشش میں دن رات مصروف ہیں کہ کس طرح اور کس طریقے سے ان پر تنگیاں وارد کی جائیں۔ اس سے بڑا امت کے لئے اور کیا المیہ ہوگا کہ جن اندھیروں سے نکالنے اور مسلمانوں کی ساکھ دوبارہ قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو بھیجا ہے، مسلمان اس مسیح موعود کی جماعت پر ہی ظلم کر کے اپنے عُسر کی حالت کو لمبا کرتے چلے جارہے ہیں۔ مخالفین احمدیت تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ احمدیوں پر یہ تنگیاں وارد کررہے ہیں۔ احمدیوں پر تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ہر تنگی کے بعد کامیابیوں کے دروازے کھولتا چلا جارہا ہے۔ ہر مخالفت اور ظلم اور بربریت جو مخالفین اپنے زعم میں احمدیت ختم کرنے کے لئے کرتے ہیں ایسی ہر مخالفت کے بعد جماعت ترقی کی ایک اور سیڑھی پر قدم رکھتی ہے۔ اور مخالفین پر اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں اپنی ناراضگی کا ضرور اظہار فرماتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ پھر بھی لوگوں کو سمجھ نہیں آتی اور نام نہاد مذہبی جبّہ پوشوں کے ہاتھوں کھلونا بنتے چلے جارہے ہیں۔ عامۃ المسلمین میں سے کوئی اپنی عقل سے کام لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ ہمارے مخالف علماء کے حال پر رحم فرماوے کہ وہ جو کارروائی کررہے ہیں وہ دین کے لئے اچھا نہیں بلکہ نہایت خطرناک ہے۔ وہ زمانہ ان کو بھول گیا جب وہ منبروں پر چڑھ چڑھ کر تیرھویں صدی کی مذمت کرتے تھے کہ اس صدی میں اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے اور آیت فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا پڑھ کر اس سے استدلال کیا کرتے تھے کہ اس عُسر کے مقابلے پر چودھویں صدی یُسر کی آئے گی۔ لیکن جب انتظار کرتے کرتے چودھویں صدی آ گئی اور عین صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک شخص بدعویٰ مسیح موعود پیدا ہو گیا اور نشان ظاہر ہوئے اور زمین و آسمان نے گواہی دی تو اوّل المنکرین یہی علماء ہو گئے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 327 حاشیہ)

پس علماء کا طریق اور رویہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے شروع ہو کر اب تک یہی ہے۔ اب تو یہ بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ کسی مسیح موعود کے آنے کی ضرورت نہیں۔ اور ہم جو رہنما ہیں ہم ہی کافی ہیں یعنی یہ نام نہاد علماء۔ جن کو خدا تعالیٰ رہنما بنائے اصل رہنما وہی ہوتے ہیں نہ کہ خود ساختہ رہنما ورنہ دنیا داری کی عقل تو ایسے جاہلانہ بیان دلواتی ہے جس سے فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں خدائی رہنمائی کے نور کا کوئی بھی حصہ نہیں۔ گزشتہ دنوں ایک خبر نظر سے گزری۔ ایک بڑے سکالر کہلانے والے، ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی ہے ان کے پاس، بہرحال ڈاکٹر کہلاتے ہیں۔ پاکستان کے وفاقی وزیر بھی ہیں اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر بھی رہے ہیں۔ ان کے بارہ میں اخبار میں ایک خبر آئی۔ انہوں نے ایک بیان دیا کہ اگر صدر اوباما گراؤنڈ زیرو پر دو رکعت عید کی نماز پڑھ لے کیونکہ آج کل گراؤنڈ زیرو کی جو controversy ہے جو مسئلہ ہے بڑا چل رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر گراؤنڈ زیرو پر مسلمانوں کے ساتھ دو رکعت پڑھ لیں تو مسلم اُمّہ ان کو خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین تسلیم کرلے گی۔ جو بھی سوچ ہو اور جس سیاق و سباق کے ساتھ بھی انہوں نے یہ بیان دیا ہے ان کی عقل پر حیرت ہوتی ہے کہ ان مومنین کی فراست کا یہ حال ہے؟ ایسے مومنین پر ایسا ہی خلیفۃ المسلمین ہونا چاہئے۔ امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کے لئے یہ کس قسم کے معیار انہوں نے بنا لئے ہیں اور کس قسم کے معیار رکھ کر یہ بنانا چاہتے ہیں۔ پس مسیح موعود کو نہ مان کر ان کی آنکھ بھی ہر معاملے کو دنیا کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اندھیروں کی کیا کیفیت ہو چکی ہے۔ اور کہتے یہ ہیں کہ ہمیں اب کسی مسیح و مہدی کی ضرورت نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کی حالتوں پر رحم کرے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ پر فرماتے ہیں کہ:

’’اسلام نے بڑے بڑے مصائب کے دن گزارے ہیں۔ اب اس کا خزاں گزر چکا ہے اور اب اس کے واسطے موسم بہار ہے۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا تنگی کے بعد فراخی آیا کرتی ہے مگر مُلّاں لوگ نہیں چاہتے کہ اسلام اب بھی سرسبزی اختیار کرے۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 165 مطبوعہ ربوہ)

پس مسیح موعود کے آنے سے اسلام پر تنگی کا دور گزر گیا ہے۔ مسیح الزمان نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو روشن کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ تمام تر روکوں کے باوجود جو اپنوں اور غیروں کی طرف سے کھڑی کی جارہی ہیں احمدیت کا قافلہ آگے بڑھتا چلا جارہا ہے۔ مختلف مذاہب کے ماننے والے آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو رہے ہیں۔ اور مسلمانوں میں سے بھی سعید فطرت امام الزمان کے ہاتھ پر جمع ہو کر اس اسلام کی تعلیم کو اپنا رہے ہیں جو فرقوں کی تفریق سے آزاد قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اپنے اوپر لاگو کی تھی اور جو حقیقی اسلام کی تعلیم ہے۔ یہ احمدی مسلمان وہ نمونے دکھا رہے ہیں جن کے عملی نمونے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے ہمارے سامنے رکھے تھے جنہوں نے قربانیاں دیں اور جانوں کی قربانیاں دیں اور اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھا۔ جنہوں نے عبادتوں کے معیار قائم کرنے کی کوشش کی اور جان اور مال کو بھی خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے بے دریغ خرچ کیا۔ جنہوں نے خدا اور اس کے رسول کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

پس آج احمدی ہیں جو اس عملی نمونے کی تصویر ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے نہ صرف تیار ہیں بلکہ دے رہے ہیں۔ یہ نمونے ہمیں ہر اس مسلمان ملک میں نظر آتے ہیں جہاں احمدیت کے مخالفین احمدیت کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں اسلام کے نام پر زہر بھر رہے ہیں۔ یا بعض حکومتیں ہیں جو اپنے غلط مفادات کے حصول کے لئے ان غلط حرکات کرنے والوں کا ساتھ دے رہی ہیں۔ لیکن یہ سب تنگیاں احمدیوں کو ان قربانیوں کی یاد دلا دیتی ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے دکھائی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عُسر بھی تھا اور یُسر کی پیشگوئی بھی تھی اور اس پیشگوئی کو دنیا نے دیکھا بھی۔ مدینہ آ کر بھی یہ تنگی کا دور ختم نہیں ہو گیا۔ مخالفتوں اور فتنوں کا دور ختم نہیں ہو گیا۔ مسلمانوں پر جنگیں ٹھونسیں گئیں۔ دھوکے سے شہید کئے گئے۔ بیئر معونہ کا مشہور واقعہ ہے جب ستر صحابہ کو جو حفاظ تھے دھوکے سے ایک قبیلے نے شہید کیا۔ ایک واقعہ رجیع کے نام سے مشہور ہے اس میں بھی دس صحابہ کو دھوکے سے شہید کیا گیا اور روایات کے مطابق ان دونوں واقعات کی اطلاع ایک ہی وقت میں آنحضرت ﷺ کو ہوئی (شرح علامہ زرقانی علی المواہب اللدنیۃ جلد 2 صفحہ 476 ’’بعث الرجیع‘‘۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) جس سے آپ کو شدید غم پہنچا (شرح علامہ زرقانی علی المواہب اللدنیۃ جلد 2 صفحہ 503 ’’بئر معونۃ‘‘۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) اور روایات کے مطابق آپ تیس دن تک ان ظالموں کے خلاف صبح کی نماز کے قیام میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے میرے آقا! تُو ہماری حالت پر رحم فرما اور دشمنانِ اسلام کے ہاتھ کو روک جو تیرے دین کو مٹانے کے لئے اس بے رحمی اور سنگدلی کے ساتھ بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔ (بحوالہ سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 521)۔ تو تنگی اور آسانی کا دور ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ اگر مسلمانوں کے خون بہتے رہے تو نئے شامل ہونے والے اسلام میں مضبوطی پیدا کرتے رہے اور ہر تنگی کے بعد ایک بڑی کامیابی مسلمانوں کی تقدیر بنتی رہی۔ اب آنحضرت ﷺ کے غلام صادق اور عاشق صادق کی صورت میں آپ کی بعثت ثانی میں بھی یہی وعدے پورے ہونے ہیں اور آپ کی بعثت ثانی یہی وعدے لے کر آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر تنگی کے بعد کامیابی مقدر ہونے کا جو وعدہ دو مرتبہ فرمایا ہے وہ اس لئے ہے کہ جو نظارے دورِ اول والوں نے دیکھے تھے وہ آپ کی نشأۃ ثانیہ میں بھی ظاہر ہوں گے۔ نام نہاد مولوی چاہیں یا نہ چاہیں اسلام کی سرسبزی کا دور مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کی جماعت کے ساتھ مقدر ہے۔ اگر دشمن کی طرف سے تنگیاں وارد کی جاتی ہیں تو کامیابیاں بھی پہلے سے بڑھ کر اپنی شان کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ 1883ء میں ابھی آپ نے بیعت بھی نہیں لی تھی بلکہ دعویٰ بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا بَعْدَ الْعُسْرِ یُسْرًا یعنی تنگی تو ہے لیکن تھوڑی۔ اس کے بعد فراخی بھی ہے، کامیابیاں بھی مقدر ہیں۔ یہ تفسیری ترجمہ مَیں نے اس لئے کیا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس طرف نشاندہی فرمائی ہے کہ عربی دانوں کے نزدیک اَلْعُسْر کہہ کر تنگی کو محدود کیا گیا ہے اور یُسر کو اس پابندی سے آزاد کر کے وسعت دی گئی ہے۔ یعنی تنگیاں تو ہیں، مشکلات میں سے گزرنا تو پڑے گا لیکن ہر مشکل، ہر تنگی بے شمار کامیابیوں کا مقدر بن کر آئے گی اور یہی الٰہی جماعتوں کا خاصہ ہے اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اپنی شان و شوکت کے ساتھ قائم رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اور تمام نشانیاں بھی ہم پوری ہوتے دیکھتے ہیں اور ترقی کے قدم بھی آگے بڑھ رہے ہیں تو پھر ہم کیوں نہ اس بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہوں کہ مخالفین اور علماء کی مخالفتیں ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں۔ افراد کی جانیں قربان کرنے سے قومیں تباہ نہیں ہوا کرتیں بلکہ جب جذبے اور جوش اور عزم کے ساتھ قربانی کرنے کے عہد کئے جائیں اور جانیں قربان کی جائیں تو وہ قوموں اور جماعت کی زندگیوں کو لمبا کرتی ہیں، ان کی طاقت کو مضبوط کرتی ہیں اور جب خدا تعالیٰ کے وعدے ان قربانیوں اور ان عزموں کو روشن تر کر کے ایمانوں کو مضبوط کررہے ہوں تو پھر قربانیاں اور تنگیاں بالکل معمولی لگتی ہیں اور ترقیاں ایک نئی شان کے ساتھ نظر آتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا اور مختلف انداز میں مختلف موقعوں پر فرمایا ہے۔ دعویٰ سے بہت پہلے ہی خدا تعالیٰ نے آپ کو تسلیاں دی ہیں اور دیتا رہا کہ مَیں جس کام کے لئے تمہیں کھڑا کرنے والا ہوں وہ چاہے جیسا بھی مشکل کام ہو مَیں تمہارے ساتھ ہوں اور فتح اور غلبہ تم دیکھو گے۔ ایک موقعہ پر اس آیت کے الفاظ میں جیسا کہ آیت ہے الہاماً بھی آپ کو فرمایا کہ ’’اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَأَخَّرَ‘‘ اس کی وضاحت میں براہین احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ہم نے تجھ کو کھلی کھلی فتح عطا فرمائی ہے یعنی عطا فرمائیں گے اور درمیان میں جو بعض مکروہات اور شدائد ہیں وہ اس لئے ہیں تا خدائے تعالیٰ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ معاف فرماوے۔ یعنی اگر خدائے تعالیٰ چاہتا تو قادر تھا کہ جو کام مدنظر ہے وہ بغیر پیش آنے کسی نوع کی تکلیف کے اپنے انجام کو پہنچ جاتا اور بآسانی فتح عظیم حاصل ہو جاتی لیکن تکالیف اس جہت سے ہیں کہ وہ تکالیف موجب ترقی مراتب و مغفرت خطایا ہوں۔‘‘ فرمایا: ’’آج اس موقعہ کے اثناء میں جبکہ یہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا‘‘ (جب براہین احمدیہ لکھ رہے تھے تو) ’’بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دیئے گئے اور ان پر لکھا ہوا تھا کہ فتح کا نقارہ بجے۔ پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی اور کہا کہ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری۔ جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اس عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی مگر نہایت رعبناک جیسے سپہ سالار اور مسلح فتح یاب ہوتے ہیں اور تصویر کے یمین و یسار میں‘‘ (یعنی کہ دائیں اور بائیں

میں)’’ حجۃ اللہ القادر وسلطان احمد مختار لکھا تھا۔‘‘

(براہین احمدیہ چہار حصص۔روحانی خزائن جلد اول صفحہ 615 بقیہ حاشیہ نمبر 3)

پس ہمیں تو ان خوشخبریوں کی روشنی میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ مخالفین احمدیت کی طرف سے جو تنگیاں ہم پر وارد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یا ظلموں کا نشانہ بنایا جاتا ہے اس سے جماعت احمدیہ کو کوئی نقصان پہنچ سکے گا۔دشمنوں کے مکروں کا ناکام ہونا یا جو مقصد وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کا حاصل نہ ہونا یہ فتح کی نشانی ہے اور فتح کی طرف لے جانے والی نشانیوں کی رہنمائی کر رہی ہے۔لیکن فتح کا نقارہ کیا ہے؟ وہ تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے ایک عظیم الشان فتح ہوگی اور وہ جو دنیا کو نظر آئے گا، وہ بجے گا اور وہ ضرور بجے گا۔دشمن جو وقتاً فوقتاً احمدیوں کو تکالیف پہنچاتے ہیں چاہے وہ مصر میں ہیں یا انڈونیشیا میں ہیں، ملیشیا میں ہیں یا سری لنکا میں ہیں، ہندوستان میں ہیں یا بنگلہ دیش میں یا پاکستان میں، ابھی گزشتہ دنوں بنگلہ دیش میں ہماری ایک چھوٹی سی جماعت جو ایک دور دراز کے قصبے میں ہے جس کا نام چاندتارا ہے وہاں کی مسجد کو وسیع کر رہے تھے تو مسجد کی تعمیر کے دوران بلوائیوں نے جن میں مولوی شامل تھے نہ صرف یہ کہ حملہ کر کے لوگوں کو زخمی کیا بلکہ مسجد بھی گرادی۔احمدیوں کے گھروں کو بھی نقصان پہنچایا۔ان غریبوں کے سامانوں کو جلا دیا۔مردوں کو شدید زخمی کیا جیسا کہ مَیں نے کہا۔جب ہمارا وفد ڈھاکہ مرکز سے وہاں گیا تو جب عورتوں سے حال احوال پوچھا جا رہا تھا، عورتیں عموماً تو کمزور ہوتی ہیں لیکن ایک عورت نے ہنس کر کہا یہ چاہے جتنا بھی نقصان پہنچا لیں ہمارا ایمان نہیں چھین سکتے۔اس عورت کو صدمہ تھا جس کی وجہ سے وہ روئی بھی کہ ہم ابھی مسجد کی تعمیر نہیں کر سکتے۔ہمارے کام کچھ رک گئے ہیں۔اور پاکستان کا جہاں تک سوال ہے وہاں تو ظلم و بربریت کی وہ داستانیں رقم ہو رہی ہیں کہ لگتا ہے ان لوگوں کا خدا تعالیٰ کی طاقتوں اور قدرتوں پر معمولی سا بھی ایمان نہیں۔اگر ایمان ہوتا تو خدا تعالیٰ کے نام پر یہ ظلم روا نہ رکھتے۔گزشتہ رمضان کی اگر شامل کریں تو رمضان سے اب تک ننانوے شہادتیں ہو چکی ہیں۔اور چھیاسی شہادتیں تو ظالموں نے ایک دن میں کی ہیں۔ان ظالموں کے خیال میں احمدی کا خون اتنا ارزاں ہے کہ جس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔اور ان کے خیال میں نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو بھی اس خون کے بہنے کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔لیکن ان خون بہانے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں سے خون کے ہر ہر قطرے کا حساب لے گا اور ضرور لے گا۔اور اس خون کے ہر قطرے کو قبول کر کے اس طرح نوازے گا اور نواز رہا ہے کہ جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدے فَتۡحًا مُّبِیۡنًا کے ہر دم قریب تر لے جاتے چلے جا رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا جو تعارف لاہور کے واقعہ کے بعد دنیا میں ہوا ہے۔تعارف تو شاید پہلے بھی تھا لیکن توجہ نہیں تھی، تو جو توجہ جماعت کی طرف ہوئی ہے وہ توجہ اور تعارف کروانے میں اگر ہم پہلے اپنے وسائل کے ذریعہ سے کرتے رہتے تو شاید کئی دہائیاں لگ جاتیں۔پس اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ان شہداء نے نہ صرف شہادت کا رتبہ پا کر اگلے جہان میں ہمیشہ کی زندگی پالی ہے بلکہ اس دنیا میں بھی اپنی جان کی قربانی دے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا ذریعہ بن گئے ہیں۔پیغام تو اللہ تعالیٰ نے پہنچانا ہے اور پہنچا رہا ہے اور پہنچائے گا لیکن ذرائع اللہ تعالیٰ بناتا ہے۔تو ان شہداء کو بھی اس پیغام کو پہنچانے کا ایک بڑا تیز ذریعہ بنا دیا۔پس خوش قسمت ہیں یہ قربانیاں کرنے والے۔پاکستان میں آج کل درجنوں غیر از جماعت دوسرے مسلمان اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی دہشتگردوں کے ظلم کا نشانہ بن کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور کئی معصوم جانیں ضائع ہو رہی ہیں، بچے یتیم ہو رہے ہیں، عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں، بوڑھے ماں باپ اپنے جوان بچوں کے سہاروں سے محروم ہو رہے ہیں لیکن نہ ان مرنے والوں کو پتہ ہے کہ ہمیں کیوں مارا گیا ہے نہ ان کے لواحقین کو پتہ ہے کہ ہمارے پیاروں کو کیوں مارا گیا ہے اور کیوں مارا جا رہا ہے۔لیکن ہر احمدی پاکستان میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پھر رہا ہے اور جانتا ہے کہ اگر میری جان جائے گی تو ایک عظیم مقصد کے لئے جائے گی۔اور شہداء کے لواحقین، بچے، بیوائیں، ماں باپ جانتے ہیں کہ ہمارے پیاروں نے جو قربانیاں دی ہیں وہ ایک عظیم مقصد کے لئے دی ہیں اور دے رہے ہیں۔اور جہاں انہوں نے جان کے نذرانے دے کر اپنی زندگی ابدی کر لی وہاں پیچھے رہنے والوں کے بھی سر فخر سے اونچے کر دیئے ہیں۔مجھے اس مضمون کے کئی خط آئے ہیں، آتے ہیں اور اکثر آ رہے ہیں کہ ہمیں تو علم ہی نہیں تھا کہ ہمارے پیارے ہم سے جدا ہونے والے ہمارے مقام کو بھی کتنا بڑھا گئے ہیں۔اور یہ تو ذاتی فائدے ہیں لیکن جو جماعتی فائدے ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ، جن میں احمدیوں کے ایمان کی مضبوطی بھی شامل ہے اس مضمون کے بھی کئی خط مجھے آتے ہیں کہ ان قربانیوں سے ہمارے خوف دور ہو گئے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی خواہش پیدا ہو رہی ہے۔پہلے جو سستیاں تھیں ان کو دور کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔اور پھر جیسا کہ میں نے کہا جماعتی تبلیغ کے میدان تو مزید کھلے ہی ہیں۔پس گو ہمارے شہداء نے بہت بڑی قربانی دی لیکن اس قربانی کے پیچھے جس عظیم انقلاب کی تاریں ہل رہی ہیں وہ آج کے دن ہمیں اس طرف متوجہ کر رہی ہیں کہ حقیقی عید تو اس دن آئے گی جب ان قربانیوں کے صدقے لوگ اپنے اندر، دنیا اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے گی۔جب دنیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوگی۔یہ احمدیوں پر تنگ حالات بتا رہے ہیں کہ عُسر کی حالت ہے جس کے پیچھے مسیح محمدی سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جو یُسر کے حالات پیدا ہونے ہیں ان میں ان قربانیوں کے روشن باب رقم ہوں گے۔انشاء اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان فتح کا نقارہ بجے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے۔آئندہ جب احمدیت اور حقیقی اسلام کی فتح کی خوشی منائی جائے گی یا فتح کی خوشی میں عید منائی جائے گی تو شہدائے احمدیت کو تاریخ یاد رکھے گی، ہمیشہ یاد رکھے گی۔دنیا کو بتایا جائے گا کہ آج جو تم فتح کی خوشیاں اور عید منا رہے ہو یہ ان قربانیوں کی مرہون منت ہیں جو شہداء نے اپنے خون بہا کر دیں۔پس دشمن سمجھتا ہے کہ احمدی کا خون ارزاں ہے۔یہ خون تو ہر دن اپنی قیمت بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔قرونِ اولیٰ کے شہداء کی قربانیوں کو تاریخ نے آج تک نہیں بھلایا تو ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنے والوں کی قربانیوں کو بھی تاریخ کبھی نہیں بھلائے گی۔پس شہیدوں کے بیوی بچے، ماں باپ، بھائی بہن بلکہ ہم سب کو اس بات پر اپنے پیارے شہداء کا شکرگزار ہوتے ہوئے عید منانی چاہئے کہ انہوں نے زمانے کے امام کی فکروں کو دور کرتے ہوئے جہاں اپنے خون سے جماعت کی تاریخ رقم کی ہے وہاں ہمیں عید منانے کے نئے اسلوب بھی سکھا گئے ہیں۔

چند سالوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ جہاں نفس کی پاکیزگی کی خاطر ہم رمضان میں جائز چیزوں کی قربانی دیتے ہیں جس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہم عید مناتے ہیں وہاں ہم میں سے ایسے بھی ہیں جو رمضان میں اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر جنتوں کی بشارت پا کر حقیقی عید منانے والے بن گئے ہیں۔اور اس مقام کو پا گئے ہیں جو خدا تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے۔گو پیچھے رہنے والوں کے لئے یہ بڑی تکلیف دہ صورتحال ہے۔اپنوں کا غم تو بھلایا ہی نہیں جا سکتا اور جب کوئی ظاہری خوشی کا موقعہ آئے، جب عیدیں آئیں تو یہ جدائی کا غم زیادہ ابھر کر سامنے آتا ہے۔اور اس سال تو جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ پچھلے رمضان سے اب تک 97 شہادتیں ہوئی ہیں۔کئی بیوائیں ہیں جو اپنی عدت کا عرصہ پورا کر رہی ہیں۔اور عید کے باوجود ایک غم کی کیفیت میں ہیں۔کئی بچے ہیں جو اس سال عید پر اپنے باپوں کی شفقت سے محروم ہیں۔کئی مائیں ہیں جو اپنے جگر گوشوں کو سینے سے لگا کر عید مبارک دیا کرتی تھیں۔لیکن اس سال ان کے مزاروں پر دعا کر کے اپنے دل کی ٹھنڈک کا سامان پیدا کریں گی۔کئی باپ ہیں جو اپنے شہید بیٹوں کے سہارے عید پڑھنے جایا کرتے تھے اب کسی اور کے سہارے ان کی قبروں پر دعا کے لئے جا رہے ہوں گے۔یہ ایسی صورت ہے جو خونی رشتوں کو بلکہ قریبی دوستوں کو بھی آج بے چین کر رہی ہے اور بے چین کر رہی ہوگی۔اور عید کی خوشی کی بجائے غم کی حالت پیدا کر رہی ہوگی۔لیکن اگر ہم سوچیں تو رمضان میں اور عید کے دن دنیا میں کتنی ہی موتیں واقعہ ہو جاتی ہیں اور صبر کرنا پڑتا ہے۔ان شہداء کی موت تو جماعت کو زندگی بخشنے کے لئے ہوئی ہے۔ان شہداء نے تو اپنی جان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے ان سے اپنی وفا کے عہد نبھاتے ہوئے دی ہے۔اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دی ہے۔اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آج عید نہ منائیں۔جب ہم عید منائیں گے اور اس عید کے دن دل کے غموں کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کریں گے تو یہ دعائیں جہاں ان شہداء کے درجات مزید بلند کرنے کا باعث ہوں گی وہاں ہمارے لئے بھی تسکین کے سامان پیدا کریں گی۔عُسر کا عارضی دور یُسر کے وسیع دور میں تبدیل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عید کے متعلق تمام الہامات ہمیں عید کی خوشیوں کی خبر دیتے ہیں۔اس لئے یہ تو سوال نہیں پیدا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ظاہری عیدوں کے سامان فرمائے ہیں وہ ہم نہ منائیں اور ان خوشیوں میں شامل نہ ہوں جو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے امام کے ساتھ وابستہ فرمائی ہیں۔آپ کا ایک الہام ہے ’’آمدن عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔‘‘(تذکرہ صفحہ 626 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ) پہلے فارسی حصے کا مطلب یہ ہے کہ عید کا آنا تیرے لئے مبارک ہو۔پس عید کا آنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مبارک ہے اور پھر آپ کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے لئے اور پھر امت مسلمہ کے لئے بھی مبارک ہو سکتا ہے اور ہے۔امت مسلمہ کے لئے بھی حقیقی عید تبھی ہوگی جب وہ آپ علیہ السلام کو مان لیں ورنہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے اور اس کی وضاحت ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی ہے اور وہ بڑی دل کو لگتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے عید کے سامان تو پیدا فرما دیئے، یُسر کے ساتھ جو کامیابیاں مقدر کی ہیں ان کے سامان تو ہو گئے۔اب جو ماننے والے ہیں ان کے لئے تو یہ عید مبارک ہے جو نہیں مانتے وہ محروم ہیں۔اور پھر عید کے ساتھ فتح کی نوید سناتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلۡعِیۡدُ الۡآخرُ تَنَالُ مِنۡہُ فَتۡحًا عَظِیۡمًا (تذکرہ صفحہ 586 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ) یعنی ایک اور عید ہے جس میں تُو ایک بڑی فتح پائے گا۔پس اللہ تعالیٰ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فتوحات کی خوشخبریاں دے رہا ہے اور خوشخبریاں بھی عید کے ساتھ اور عید کے حوالے سے دے رہا ہے تو پھر ہم کیوں نہ اپنے غموں کو بھول کر زمانے کے امام کے ساتھ عظیم تر خوشیوں میں شامل ہوں۔ہمارے اس غم کی حالت میں خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر نکلے ہوئے آنسو ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور تو بہتے ہیں لیکن دشمن پر اپنی کمزوری ظاہر نہیں کرتے۔کوئی شکوہ اور شکایت نہیں کرتے۔یقیناً یہ آنسو ہمیں فتوحات کے قریب تر کرنے کا باعث بنائیں گے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پاکستان میں احمدیوں پر زندگی تنگ سے تنگ تر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔اور جو ظلم ان پر ہو رہا ہے اور جس بہادری اور ثابت قدمی سے وہ اس کا مقابلہ کر رہے ہیں یقیناً تمام دنیا کے احمدیوں کو چاہئے اور یہ ان کا فرض ہے کہ ان کے لئے دعائیں کریں۔تمام تر خوفوں کو سامنے دیکھنے کے باوجود جس جرأت

سے وہ لوگ عید منا رہے ہیں اصل عید تو انہی کی ہے۔ شاید باہر کی دنیا کے ہر احمدی کو پتہ نہ ہو کہ دشمن کے جو خوفناک منصوبے ہیں اس کی ایک تازہ مثال مردان کی مسجد میں خودکش حملہ کر کے بڑی تباہی لانے کی کوشش تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور اس کو ہم نے یہاں دیکھ لیا کہ یہ لوگ کس طرح کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا مسجدوں میں آنا یقیناً ایک جرأت مندانہ کام ہے۔ اور جان کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنے کے عہد کی یہ ایک عملی شکل ہے۔ بہرحال مرد تو مسجد میں آتے ہیں لیکن عورتوں، بچوں کو اس خطرے کے پیش نظر مسجد میں آنے اور ایک جگہ جمع ہونے سے آج کل روکا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے بعض عورتوں کے بے چینی کے اظہار کے خط بھی آتے ہیں۔ یہ شاید پہلا موقع ہے جب پاکستان میں عورتوں، بچوں کو عید پڑھنے کے لئے ایک جگہ جمع ہونے سے کلیۃً منع کر دیا گیا ہے۔ دشمن کے ظالمانہ منصوبوں کی وجہ سے یہ قدم اٹھانا پڑا اور جس کی وجہ سے میں نے کہا کہ بچوں اور عورتوں میں شدید بے چینی بھی پائی جاتی ہے۔ پس ان عورتوں اور بچوں کو میں کہتا ہوں کہ اگر دشمنوں کے ان منصوبوں کی وجہ سے تمہیں مسجد میں آنے سے روکا گیا ہے اور عیدگاہ میں جا کر عید پڑھنے سے روکا گیا ہے تو تمہاری جانوں کی حفاظت کی خاطر منع کیا گیا ہے کیونکہ ظاہری اسباب اور احتیاطی تقاضے پورے کرنا بھی عقلاً اور شرعاً ضروری ہیں۔ اگر آپ لوگ مسجدوں اور عیدگاہوں میں عید نہیں منا سکتے تو اپنے گھروں کو آہ و بکا اور گریہ وزاری سے تو بھر سکتے ہیں۔ پس اپنے گھروں کو آہ و بکا اور گریہ وزاری سے اس قدر بھر دیں کہ خدا تعالیٰ خود آپ کے دلوں کو تسلیاں دے کر کہے کہ میری بندیو! میرے بچو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا یقیناً سچا ہے۔ پس یہ یُسر آئے گا اور یقیناً آئے گا اور تمہاری تنگی اور گھٹاؤ کے دن یقیناً فراخی اور کامیابی میں بدل کر مسیح موعود کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو سچا کر دکھائیں گے۔ پس تم اپنے خدا کے حضور جھکنے اور گڑگڑانے سے کبھی نہ تھکو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام یہ ہے کہ ''لڑکے کہتے ہیں عید کل تو نہیں پر پرسوں ہے۔''

(تذکرہ صفحہ 161 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پس ہمیں دعا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ حقیقی عید جس نے کل نہیں تو پرسوں تو آنا ہی آنا ہے وہ ہماری زندگیوں میں آجائے۔ ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے وہ وعدے آگے نہ ٹل جائیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو غلبہ عطا فرمانا ہے۔ جو فتح مبین ہوگی، کب ہوگی؟ یہ وہ بہتر جانتا ہے۔

جرمنی جلسے پر ایک سیشن میں میرا جرمنوں سے بھی خطاب تھا۔ جرمن غیر از جماعت، غیر مسلم جرمن آئے ہوئے تھے تو مَیں نے انہیں کہا کہ تم میری بات کو ایک دیوانے کی بڑ سمجھو گے لیکن ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ جو نظام اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے قائم فرمایا ہے، اسی نے اب دنیا میں رائج ہونا ہے اور کوئی نہیں جو اس تقدیر کو بدل سکے۔ لیکن پیار اور محبت سے، نہ حکومتوں پر قبضہ کر کے، نہ دہشت گردی کر کے، نہ معصوموں کو قتل کر کے، نہ کسی کی اقتصادیات پر قبضہ کر کے، نہ کسی کی زمین پر قبضہ کر کے، نہ سیاسی جوڑ توڑ کر کے۔ غرض کہ خالص ہو کر دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنی ہے۔ یہی ہمارا مقصود ہے اور یہ بڑ نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے گا اور جب دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم ہوگی تو وہی دن ہمارے لئے حقیقی عید کا دن ہوگا۔ احمدی اگر شہید ہو رہے ہیں، قربانیاں دے رہے ہیں، اپنے گھر بار چھوڑ کر گھر سے بے گھر ہو رہے ہیں تو اس عید کے استقبال کے لئے جو جماعت احمدیہ کا مقدر ہے۔ جماعت احمدیہ پر یہ راتیں جو بظاہر نظر آ رہی ہیں یہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قدر کی راتیں ہیں جو عید کی خوشیوں سے پہلے ہر رمضان میں بھی آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں اور فرستادوں کے زمانے میں بھی آتی ہیں۔ جس کی تفصیل میں اپنے خطبے میں بھی بیان کر چکا ہوں۔ یہی راتیں ہیں جو قبولیت کا درجہ پا کر انقلاب پیدا کر دیتی ہیں۔ اور ان کے بعد ایک عید نہیں بلکہ عیدوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پس کیا ہوا اگر آج پاکستان میں یا بعض اور جگہوں پر جماعت عُسر کے دور سے گزر رہی ہے۔ جس دور سے یہ گزر رہی ہے یہ عُسر تو ہمیں یُسر اور فتوحات کے راستوں کی نشان دہی کر رہا ہے۔ پس اس سوچ کو سامنے رکھتے ہوئے صبر اور دعا سے اللہ تعالیٰ کی مدد، اس کی نصرت، اس کا لقا مانگتے چلے جانا ہمارا کام ہے۔ ہمارے پیاروں نے جو قربانیاں دی ہیں اور جن کی وجہ سے بظاہر گھروں میں ایک صدمے کی کیفیت ہے۔ اسی طرح عورتوں اور بچوں کو عید کی خوشیوں میں شامل نہ ہونے کا جو غم ہے اس صدمے اور غم کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنا لیں۔ یہ دعا کریں کہ ہمارا صبر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل قدر بن جائے۔ پھر دنیا دیکھے گی کہ قربانیوں اور شہیدوں کے خون کے رنگ لانے کا کیا مطلب ہے۔ آئیں۔

آج ہم یہ دعا کریں کہ ہمارے صبر اور ہمارے حوصلے اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والے بن جائیں۔ اس کے فضلوں کی بارش کے پہلے سے بڑھ کر برسنے کا باعث بن جائیں اور خدا تعالیٰ ہمیں حقیقی عید کی خوشیاں، جو خدا تعالیٰ کی نظر میں حقیقی عید ہے، عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سب کو آج عید کی مناسبت سے عید مبارک بھی دیتا ہوں۔ آپ جو میرے سامنے بیٹھے ہیں آپ کو بھی اور دنیائے احمدیت میں جہاں جہاں بھی جو احمدی خطبہ سن رہے ہیں یا نہیں بھی سن رہے سب کو بہت بہت عید مبارک ہو۔ اب ہم دعا کریں گے اور دعا میں شہدائے احمدیت کے درجات کی بلندی، ان کے پسماندگان کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیک تمنائیں پوری فرمائے۔ حفاظت میں رکھے۔ پاکستان میں رہنے والے ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ ان کے غم کو خوشیوں میں بدل دے۔ اسیرانِ راہ مولیٰ ہیں ان کی رہائی کے اللہ تعالیٰ سامان پیدا فرمائے۔ مالی قربانیاں کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہاء برکت ڈالے۔ پاکستان میں آج کل افراد جماعت جو جماعت کی حفاظت کے لئے، جو جماعتی عمارات کی حفاظت کے لئے قربانی کر رہے ہیں ان کے جان و مال کی حفاظت کے لئے بھی دعا کریں۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے خاص طور پر جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے اور دنیا کے احمدیوں کے لئے عموماً بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے اور اپنے لئے سب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا خالص عبد بنا لے۔

(خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کرائی۔ اس کے بعد فرمایا)

ایک اعلان مَیں معذرت کے ساتھ یہ بھی کرنا چاہتا ہوں بلکہ معذرت کرنا چاہتا ہوں کہ عموماً اس عید پر میں ہر ایک سے مصافحہ کرتا ہوں۔ لیکن گزشتہ چار پانچ دن سے میری بازو میں بڑی شدید درد شروع ہوئی ہے۔ اور ڈاکٹر کا مشورہ بھی یہی ہے کہ مصافحہ نہ ہی کیا جائے تو اچھا ہے۔ بڑی strong pain killer کھا کر ابھی تک میں گزارا کر رہا ہوں۔ اللہ کے فضل سے کام میں تو کوئی حرج نہیں آیا لیکن بہرحال میرا خیال ہے چار پانچ ہزار آدمیوں سے جب مصافحہ ہوگا تو کچھ نہ کچھ تکلیف شاید بڑھ جائے۔ اس لئے احتیاطاً بلکہ جو مجھے احساس ہے اس کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں اور ڈاکٹر کا بھی یہ مشورہ ہے کہ نہ کیا جائے تو یہ معذرت ہے۔ تاہم بہرحال تمام ہالوں میں جا کر میں سب کو عید مبارک ضرور کہوں گا۔ آپ سب کو عید مبارک ہو۔ جو جہاں بیٹھے ہوئے ہیں بیٹھے رہیں اور آپ لوگوں نے میرا خیال ہے کہ بیٹھنے کی مرضی سے یا کسی انتظامی معاملے کی وجہ سے بیٹھنا ہو تو بیٹھیں ویسے ضرورت نہیں ہے۔ اللہ سب کا حافظ ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

☆......☆......☆

ہم اپنے مدنی آقا کا اسوہ ہی فقط اپنائیں گے

ثاقب زیروی۔ پاکستان

لکھیں گے لہو سے افسانے تاریخ کو پھر دہرائیں گے
رکھے گا زمانہ یاد جسے وہ نقش وفا بن جائیں گے
ہم پر ہے خدا کا فضل و کرم ہنس ہنس کے سہیں گے جو رو ستم
ہم اپنے پیار کی شبنم سے نفرت کی آگ بجھائیں گے
ہم شام کا پہلا تارا ہیں ہم لوگ ہیں صبح کی پہلی کرن
تنویر کی صورت پھیلیں گے خوشبو کی طرح چھا جائیں گے
بدخواہ نگاہیں گھات میں ہیں منزل بھی صدائیں دیتی ہیں
سوئے تو بہت کچھ کھوئیں گے جاگے تو بہت کچھ پائیں گے
جذبوں کی سلگتی آگ کبھی سینوں میں نہ کم ہونے دیں گے
جتنا بھی دبائے گی دنیا اتنا ہی ابھرتے جائیں گے
تعمیر بشارت تو ہے فقط آغاز سفر اے ہم سفرو
توحید کا پرچم یورپ کے ہر قریے پر لہرائیں گے
بے نور دلوں کے ویرانے سیراب کریں گے اشکوں سے
ہم اپنی آبلہ پائی سے کانٹوں کی پیاس بجھائیں گے
اے ناصر دیں تیری یادیں ہیں قلب و نظر کا سرمایا
ان یادوں سے ہم جیتے جی روحوں کے چمن مہکائیں گے
ہم اہل وفا ہیں غلبہ دیں کی تیری ساری امنگوں کو
طاہر کی قیادت میں اک دن زرّیں جامے پہنائیں گے
یہ دنیا والے اے ثاقب جتنے بھی ستم چاہیں ڈھالیں
ہم اپنے مدنی آقا کا اسوہ ہی فقط اپنائیں گے

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ

حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443

قبولیت دعا کے خاص اوقات

سید شمشاد احمد ناصر۔امام مسجد بیت الحمید، امریکہ

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے وہ اپنے بندوں کی پکار ہر وقت سنتا ہے۔ رمضان المبارک میں اس کی رحمت اور قبولیتِ دُعا کے دروازے زیادہ وا ہوجاتے ہیں۔ بعض خاص ایسی گھڑیاں ہوتی ہیں جن میں دُعائیں خاص طور پر قبولیت کا شرف پاتی ہیں۔ذیل میں ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(1)

بعض لوگ نماز تو جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں اور پھر بعد میں لمبی لمبی دُعائیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ دُعا کا بہترین وقت نماز ہے۔آنحضرت ﷺ ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

اَقْرَبَ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءِ۔

(مسلم کتاب الصلوۃ مایقول فی الرکوع والسجود)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اُس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے۔ اس لئے سجدہ میں بہت دُعا کیا کرو۔

ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ رکوع اور سجدہ میں قرآنی دُعائیں نہ پڑھی جائیں۔ ہاں آنحضرت ﷺ سے جو دُعائیں ثابت ہیں وہ پڑھی جاسکتی ہیں۔

پس نماز پوری تسلی سے ٹھہر ٹھہر کر آہستہ آہستہ پڑھنی چاہئے اور رکوع وسجود میں کثرت سے دُعا مانگنی چاہئے۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگنی چاہئیں اس سے رقّت اور حضورِ قلب پیدا ہوتا ہے۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’نماز کے اندر اپنی زبان میں دُعا مانگنی چاہئے۔ کیونکہ اپنی زبان میں دُعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے۔سورۃ فاتحہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ اسی طرح عربی زبان میں پڑھنا چاہئے اور قرآن شریف کا حصہ جو اس کے بعد پڑھا جاتا ہے وہ بھی عربی زبان میں ہی پڑھنا چاہئے اور اس کے بعد مقررہ دُعائیں اور تسبیح بھی اسی طرح عربی زبان میں پڑھنی چاہئیں۔لیکن ان سب کا ترجمہ سیکھ لینا چاہئے اور ان کے علاوہ پھر اپنی زبان میں دُعائیں مانگنی چاہئیں تا کہ حضورِ دل پیدا ہو جاوے۔ کیونکہ جس نماز میں حضورِ دل نہیں وہ نماز نہیں۔آج کل لوگوں کی عادت ہے کہ نماز تو ٹھونگے دار پڑھ لیتے ہیں۔جلدی جلدی نماز کو ادا کر لیتے ہیں جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کرتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ حدیث شریف میں کسی جگہ اس کا ذکر نہیں آیا کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پھر دُعا کی جاوے۔نادان لوگ نماز کو تو ٹیکس جانتے ہیں اور دُعا کو اس سے علیحدہ کرتے ہیں۔ نماز خود دُعا ہے۔ دین و دنیا کی تمام مشکلات کے واسطے اور ہر ایک مصیبت کے وقت اِنسان کو نماز کے اندر دُعائیں مانگنی چاہئیں۔نماز کے اندر ہر موقعہ پر دُعا کی جاسکتی ہے۔رکوع میں بعد تسبیح، سجدہ میں بعد تسبیح، التحیات کے بعد کھڑے ہوکر، رکوع کے بعد بہت دُعائیں کرو تا کہ مالا مال ہوجاؤ۔ چاہئے کہ دُعا کے واسطے روح پانی کی طرح بہہ جاوے۔ ایسی دُعا دِل کو پاک وصاف کردیتی ہے۔ یہ دُعا میسّر آوے تو پھر خواہ اِنسان چار پہر تک دُعا میں کھڑا رہے ۔گناہوں کی گرفتاری سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دُعائیں مانگنی چاہئیں۔

دُعا ایک علاج ہے جس سے گناہ کی زہر دور ہو جاتی ہے۔بعض نادان لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنی زبان میں دُعا مانگنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ غلط خیال ہے۔ ایسے لوگوں کی نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد نمبر 9 صفحہ 54-55)

(2)

دُعا کی قبولیت کے لئے سب سے اہم وقت تہجد کا وقت ہے۔آدھی رات گزرنے کے بعد جب انسان خدا تعالیٰ کے حضور روئے، گڑگڑائے، دُعا کرے تو خدا تعالیٰ خاص طور پر اس کی سنتا ہے۔

ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ہمارا ربّ ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے۔جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو مَیں اس کو جواب دوں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو مَیں اس کو دوں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو مَیں اس کو بخش دوں؟۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تہجد کی نماز بڑی لمبی پڑھا کرتے تھے۔قیام اتنا لمبا ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے پاؤں متورم ہوجاتے۔ آپ ﷺ کا قیام، آپ کا رکوع، آپ کے سجود سب لمبے ہوتے۔ آپ امت کے لئے دُعاؤں میں مصروف رہتے۔

اگر چہ لوگ نمازِ تراویح میں شامل ہوتے ہیں پھر بھی تہجد کے وقت اٹھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اصل وقت دُعاؤں کا اور قبولیتِ دُعا کا تہجد کا وقت ہے۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کرلیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دُعا کرنے کا موقعہ بہر حال مل جائے گا۔ اس وقت کی دُعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 245)

(3)

رمضان المبارک میں قبولیتِ دُعا کا ایک اور وقت اِس حدیث نبوی ﷺ میں درج ہے۔آپ نے فرمایا:

اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِہٖ لَدَعْوَۃً مَّا تُرَدُّ۔

(ابنِ ماجہ)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا، روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی دُعا رَدّ نہیں کی جاتی۔

روزہ افطار کرنے سے قبل کا وقت قبولیتِ دُعا کا بہترین وقت ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور وہ اس طرح کہ کم از کم دس پندرہ منٹ قبل از افطار انسان تنہائی میں بیٹھ کر خدا کے حضور روئے، گڑگڑائے، دُعا کرے۔لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر اوقات یہی وقت گپوں میں اور فضول باتوں میں ضائع کردیا جاتا ہے۔ کیا گھروں میں اور کیا مساجد میں لوگ اس وقت کو باتوں میں ضائع کردیتے ہیں۔ اس وقت کی قدر کریں۔خود بھی دعائیں کریں اور اپنے بھائیوں کو اور دوستوں کو، اپنی مستورات کو اور اپنے بچوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ اس سے ان کا خدا سے تعلق بھی مضبوط ہوگا، روحانیت بڑھے گی، خدا پر یقین میں بھی اضافہ ہوگا اور دُعائیں بھی مقبول ہونگی۔

(4)

ایک اور وقت جو قبولیتِ دُعا کا خاص وقت ہے وہ مساجد سے تعلق رکھتا ہے۔لوگ خدا تعالیٰ کے فضل سے رمضان میں کثرت سے مساجد میں جاتے ہیں۔ یہ طریق رمضان کے بعد بھی جاری رہنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ اَلدُّعَآءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ کہ اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دُعائیں ردّ نہیں ہوتیں۔یعنی جب آپ مسجد میں ہوں اور اذان ہو جائے اس وقت سے لے کر جب تک اقامت کہی جائے دُعاؤں کی قبولیت کا خاص وقت ہے۔ اس وقت سے بھی پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔قبولیتِ دُعا کا وقت رمضان میں بھی ہے اور رمضان گزرنے کے بعد بھی۔اس دوران ایک انسان نفل پڑھ سکتا ہے، ذکرِ الٰہی کرسکتا ہے، تلاوت قرآن کریم کرسکتا ہے۔

(5)

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تین اشخاص کی دُعا کبھی رد نہیں کی جاتی۔ ایک امام عادل کی دُعا۔ دوسرے روزہ دار کی دُعا یہاں تک کہ وہ افطار کرے اور تیسرے مظلوم کی دُعا۔

پھر ایک اور حدیث میں جو حضرت انسؓ سے مروی ہے، ذکر ہے کہ تین اشخاص کی دُعائیں عنداللہ قبولیت کا شرف پاتی ہیں۔ والدین کی اولاد کے حق میں دُعا، روزہ دار کی دُعا، مسافر کی دُعا۔

ہر دو احادیث میں روزہ دار کی دُعا کا خاص طور پر ذکر ہے۔اسی لئے حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ کے دوران لغو باتیں نہ کی جائیں۔ جھوٹ نہ بولا جائے، گالی گلوچ نہ کی جائے، بے ایمانی نہ کی جائے تا کہ روزہ کا تقدس قائم رہے اور روزہ دار کی دُعا قبولیت کا شرف پائے۔

(6)

حدیث میں آتا ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ اس کے راوی ہیں۔آنحضرت ﷺ نے جمعہ کا ذکر کیا اور فرمایا اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ جب مسلمان کو ایسی گھڑی ملے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دُعا مانگے وہ قبول کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ یہ گھڑی بہت ہی مختصر ہوتی ہے۔

پس جمعہ کا دن بھی بہت مبارک، اہم اور قبولیتِ دُعا کا دن ہے۔اس لئے جمعہ کے دن کثرت سے دُعائیں کی جائیں خصوصاً جمعہ کی ادائیگی کے وقت بلکہ سارا دن ذکرِ الٰہی اور درود شریف پڑھنے میں گزارنا چاہئے۔ ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے حضرت اوس بن اوس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دِنوں میں سے بہترین دِن جمعہ کا دِن ہے اس دِن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ اس دِن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی خاص برکتوں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق بخشے اور ہماری عاجزانہ التجاؤں اور دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

☆......☆

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۱۱ء

روحانی ترّقی کی راہ میں حائل رکاوٹیں اور ان کا حل

حیدرعلی ظفر۔مبلغ انچارج جرمنی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بعض ایسی صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے جن میں اس کی ہر قسم کی ظاہری اور باطنی ترقیات کا راز پنہاں ہے۔ ان میں سے فہم و ادراک، اچھے بُرے، نیکی بدی اور نفع و نقصان کی پہچان وغیرہ سرِ فہرست ہیں۔ انسانی فطرت میں ودیعت کی گئی ان اہم ترین صلاحیتوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَاوَتَقْوٰهَا۔قَدْاَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا۔وَقَدْخَابَ مَنْ دَسّٰهَا

(الشمس ۹تا۱۱)

ترجمہ۔اس (اللہ) نے نفس پر اس کی بدکاری (کی راہوں کو بھی) اور اس کے تقوی (کے راستوں) کو بھی اچھی طرح کھول دیا ہے۔جس نے اس (نفس) کو پاک کیا وہ تو (سمجھو کہ) اپنے مقصود کو پا گیا اور جس نے اسے (مٹی میں) گاڑ دیا (سمجھ لو کہ) وہ نامراد ہو گیا۔

اصل میں یہ آیات خلاصہ ہیں انسانی فطرت کے اس اصول کا جس کا خاکسار نے ذکر کیا ہے۔اگر تو انسان ان خداداد صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے اس کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے تو وہ زندگی کے اصل مقصد کی راہوں پر گامزن ہو کر ترقی کی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے۔بصورتِ دیگر اس جہان میں بھی خائب و خاسر رہتا ہے اور اگلے جہان میں بھی سزا کا مستحق قرار پاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے نے جب انسان کو پیدا کیا تو ساتھ ہی اس کی جسمانی اور روحانی زندگی کی بقا کے انتظامات بھی کر دیئے۔جسمانی زندگی کی بقا کے لئے مناسب خوراک، لباس، پانی ہوا وغیرہ کا انتظام کیا اور روحانی زندگی کی بقا اور ترقی کے لئے انبیاء کا سلسلہ جاری کر دیا۔ انبیاء کا یہ پاکیزہ گروہ اپنے اپنے وقت پر لوگوں کے حالات اور ظرف کے مطابق ان کی ایسی راہوں کی طرف رہنمائی کرتا چلا آیا ہے جن پر چل کر ایک طرف تو وہ اپنے پیدا کرنے والے کے حقوق پہچاننے اور ادا کرنے کے قابل ہوں اور دوسری طرف ایک دوسرے کے ساتھ پیار محبت، اخوت اور امن وسلامتی کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے بنیں۔ وہ اُنہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتے رہے اور اُن کو نقصان دہ باتوں سے آگاہ کرتے اور روکتے اور فائدہ مند باتوں کے کرنے کا حکم دیتے تا کہ وہ اپنی پیدائش کے مقصد کے حصول کی راہوں پر کامیابی سے گامزن رہ سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے سب سے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے بارے میں قرآن شریف میں فرماتا ہے: يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط فَالَّذِيْنَ آمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ لا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (الاعراف ۱۵۸)

ترجمہ: اور وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے۔اور سب پاک چیزیں ان پر حلال کرتا ہے اور سب بری چیزیں ان پر حرام کرتا ہے۔اور ان کے بوجھ (جو ان پر لادے ہوئے تھے) اور طوق جو ان کے گلوں میں ڈالے ہوئے تھے وہ ان سے دور کرتا ہے۔ پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے اور اس کو طاقت پہنچائی اور اس کو مدد دی اور اس نور کے پیچھے چل پڑے جو اس کے ساتھ اتارا گیا تھا وہی لوگ بامراد ہوں گے۔

میرے بھائیو اور بہنو! سب سے پہلے یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ روحانی سفر ہے کیا اور روحانی ترقی سے کیا مراد ہے؟ کیونکہ بسا اوقات انسان کو پوری طرح علم ہی نہیں ہوتا کہ کن راہوں پر چل کر وہ روحانی مدارج حاصل کر سکتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ روحانی ترقیات کے حصول کے ذرائع کو ہی منزل قرار دے دیتا ہے۔مثال کے طور پر ہر قسم کی قربانیاں اور عبادات روحانی ترقیات کے ذرائع ہیں جبکہ منزل قربِ الٰہی اور رضائے الٰہی ہے۔

خدا کے پاک نبیوں کی معرفت خالقِ حقیقی کے بتائے ہوئے راستوں پر قدم بہ قدم چلتے ہوئے اس منزل کی طرف آگے بڑھتے چلے جانے کا نام روحانی ترقی ہے اور یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ ہر انسان اپنی اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں کے مطابق ان راہوں پر چلتا اور روحانی ترقی کی منازل طے کرتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’اسلام ایک کامل دین ہے اور کسی منزل کو آخری منزل قرار نہیں دیتا بلکہ مسلمان کو ایک جاری جدوجہد کے اندر مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کو بتاتا ہے کہ جس کو تم نے منزل سمجھ لیا اپنے سفر حیات میں، وہی تمہاری موت کا پیغام بن جائے گی ۔تمہاری منزل مسلسل سفر ہے‘‘۔

(خطبہ عید الفطر 22 جولائی 1982ء)

پس ایک تو ہمیں روحانی ترقی کی راہوں کا حقیقی علم ہونا چاہئے دوسرے ان پر چلنے کے اصول وضوابط کا فہم و ادراک ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ پھر ہمیں ان امور کا علم بھی ہونا چاہئے جو اس سفر میں ہمارے سدّ راہ ہو سکتے ہیں اور مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ بالفاظ دیگر ہمیں حقیقی نیکی کی بھی پہچان ہو اور جن امور سے اس نیکی کے حصول میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں یا پھر کی ہوئی نیکی ضائع ہو سکتی ہے ان کا بھی علم ہونا چاہئے تا کہ ان سے بچتے ہوئے اور روحانی ترقی کی منازل کی طرف کامیابی سے اپنا سفر جاری رکھتے ہوئے ان لوگوں میں شامل ہو سکیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں مفلحون قرار دیتا ہے۔

معزز سامعین! روحانی ترقی کی راہ اور اس میں درپیش رکاوٹوں کا خاتم الکتب قرآن شریف میں کم وبیش سات سو احکامات خداوندی کی صورت میں تفصیل سے ذکر موجود ہے اور پھر ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ ﷺ نے خود اس راہ پر چل کر دکھایا جو آپ کی سنّت کی شکل میں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔اسی طرح آپ ﷺ کے روحانی فرزند اور اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء نے اپنی کتب اور خطابات میں ان راہوں میں کامیابی سے چلنے کے بارے میں ہماری راہنمائی کی ہے۔اب خاکسار اس عظیم روحانی خزائن میں سے روحانی ترقی کی راہوں، ان میں درپیش رکاوٹوں اور ان کے حل کو کسی قدر تفصیل سے پیش کرتا ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ المومنون میں فلاح پانے والے مومنوں کی دو قسم کی صفات بیان کی گئی ہیں۔یعنی جہاں وہ نیکیاں بجالاتے ہیں وہاں ساتھ ہی منکرات سے بھی پرہیز کرتے ہیں جو دراصل روحانی ترقی کی راہ کی رکاوٹیں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قَدْاَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَo الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَo وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِمُعْرِضُوْنَ o وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَo وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ o

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

’’ قَدْاَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ میں مومنوں کے متعلّق فلاح کے لفظ کا استعمال بتا رہا ہے کہ مومن کا اصل مقام نجات حاصل کرنا نہیں بلکہ فلاح حاصل کرنا ہے......اور فلاح یہ ہے کہ انسان اس مقصد کو حاصل کر لے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان اس غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بن جائے اور خدا تعالےٰ سے ملنے کی جو تڑپ انسانی فطرت میں رکھی گئی ہے اس کے مطابق وہ اپنے محبوبِ حقیقی کا قرب حاصل کر لے۔یہی وہ مقصد ہے جسے اللہ تعالےٰ نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (سورۃ زاریات ع ۲) میں بیان فرمایا ہے ...... چنانچہ اس سورۃ میں اللہ تعالےٰ روحانی اور جسمانی پیدائشوں کو بیان کر کے پہلے روحانی پیدائش کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ مومن کامیاب ہو گئے جو اوّل اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔ اور پھر اس سے ترّقی کر کے وہ اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں کہ ہر قسم کی فضول اور بے فائدہ باتوں سے پرہیز کرنے لگ جاتے ہیں یعنی وہ ان تمام کاموں سے اجتناب اختیار کرتے ہیں جن کا کوئی عقلی فائدہ نظر نہ آتا ہو......مثلاً مجالس میں بیٹھ کر گپّیں ہانکنا ہے یہ بھی لغو ہے۔ یا مثلاً بے کار زندگی بسر کرنا ہے یہ بھی لغو ہے......پھر مومن اس سے بھی آگے ترقّی کرتے ہیں اور اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ اپنے سب سوراخوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی کانوں، آنکھوں، منہ اور اپنی شرمگاہوں کی بھی۔ نہ غیبت سنتے ہیں اور نہ دوسروں کے اموال کو لالچ سے دیکھتے ہیں اور نہ بدکاری کرتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۹)

حضرات! جب انسان اپنی تخلیق کے مقصد یعنی عبادت پر عمل پیرا ہوتا ہے اور اس راہ پر اپنی خداداد صلاحیتوں کے ساتھ قدم مارنے لگ جاتا ہے تو پھر وہ روحانی ترّقی حاصل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’روحانی حالتوں کی نشوونما اپنے کمال کو تب پہنچتی ہے جب بندہ کا اپنے رب سے زندہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ بندہ ایک عاجز بندہ ہے اور ہمارا رب شہنشاہوں کا بھی شہنشاہ۔ اس رفعت، اس بلندی تک کوئی انسان پہنچ نہیں سکتا ۔ یہ اپنی جگہ درست ۔لیکن اپنی مہربانی سے اس نے یہ انتظام کیا کہ اس کا یہ عاجز بندہ اس کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کر سکتا ہے جس کے نتیجے میں وہ ہر آن اس کے فضلوں کو حاصل کر سکتا ہے اور ہر لحظہ رحمتیں اس پر نازل ہو سکتی ہیں اللہ تعالیٰ کی۔ جب یہ زندہ تعلق پیدا ہو جائے تو ایک نئی زندگی ملتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اعلان کیا گیا نبی کریم ﷺ کے متعلق کہ محمدؐ کی آواز پر لبیک کہو کہ وہ اس لئے تمھیں بلا رہا ہے کہ وہ تمھیں زندہ کرے۔ جو خدا میں فانی ہو جاتا ہے وہ نئی زندگی پاتا ہے‘‘۔

(مشعلِ راہ جلد دوم صفحہ ۵۶۹)

انسان کی روحانی ترّقی کی راہ میں بالعموم جو مشکلات حائل ہوتی ہیں ان میں سب سے پہلے شرک ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بیعت کی پہلی شرط ہی یہ مقرر فرمائی کہ۔

’’بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو شرک سے مجتنب رہے گا‘‘۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

’’اسی طرح خدا تعالےٰ نے قرآن میں فرمایا ﴿وَيَغْفِرُمَا دُوْنَ ذٰلِكَ......الخ﴾

یعنی ہر ایک گناہ کی مغفرت ہو گی مگر شرک کو خدا نہیں بخشے گا پس شرک کے نزدیک مت جاؤ اور اس کو

حرمت کا درخت سمجھو"۔
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔روحانی خزائن۔ج۱۷۔صفحہ ۳۲۳، ۳۲۴۔حاشیہ)

شرک کے بعد روحانی ترقّی کی راہ میں آنے والی ایک اور بڑی رکاوٹ تکبّر ہے۔اس حوالے سے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنی بیعت کی ساتویں شرط کے الفاظ اس طرح مقرّر فرمائے ہیں۔" یہ کہ تکبّر اورنخوت کوبکلّی چھوڑ دے گا۔اورفروتنی اورعاجزی اور خوش خلقی اورحلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا"۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔

"میں اپنی جماعت کونصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔مگرتم شایدنہیں سمجھوگے کہ تکبرکیا چیز ہے۔پس مجھ سے سمجھ لوکہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں ...... ہرایک شخص جواپنے بھائی کواس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یازیادہ عقلمند یازیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے......ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ وحشمت کا تصوّر کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے......ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحتِ بدنی پرغرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوّت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزا سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اوراس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبّر ہے ایسا ہی وہ شخص بھی جواپنی طاقتوں پربھروسہ کر کے دعامانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے.......سوتم اے عزیزوان تمام باتوں کو یادرکھوایسا نہ ہوکہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبّر ٹھہر جاؤاورتم کوخبر نہ ہو۔......سو کوشش کروکہ کوئی حصہ تکبّر کاتم میں نہ ہوتا کہ ہلاک نہ ہوجاؤاورتاتم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔"
(نزول المسیح۔ روحانی خزائین۔جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳۔۴۰۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے منظوم کلام میں کیاخوب فرمایاہے:

تقوٰی یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کوچھوڑ دو
اے کرم خاک ! چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غیور کو
بد تر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقوٰی اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضی مولا اسی میں ہے
(براھین احمدیہ جلد ۵ ر۔خ جلد ۲۱ صفحہ ۱۸۔۱۷)

روحانی ترقی کی راہ میں ایک رکاوٹ کا نام ریا ہے چنانچہ اس مضمون کوقرآن کریم کی سورۃ الماعون میں یوں بیان فرمایا گیاہے۔

فَوَيْلُ لِّلْمُصَلِّيْنَ.الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَا هُوْنَ. الَّذِيْنَ هُمْ يُرَا ءُوْنَ (الماعون ۵تا ۷) پس ان نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہو۔جواپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔وہ لوگ جودکھاوا کرتے ہیں۔لہٰذاایسی نمازیں پڑھنے والاشخص بھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ وہ نمازیں تو خدا کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لئے پڑھتا ہے۔پس ریاکاری سے کئے گئے اعمال اکارت جاتے ہیں اورانسان کوکوئی فائدہ نہیں دیتے۔

ریا کے بارے میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔

"عُجب اور ریا بہت مہلک چیزیں ہیں ان سے انسان کو بچنا چاہئے۔انسان ایک عمل کر کے لوگوں کی مدح کے خواہاں ہوتا ہے۔بظاہر وہ عمل عبادت وغیرہ کی صورت میں ہوتا ہے جس سے خداتعالیٰ راضی ہومگر نفس کے اندر ایک خواہش پنہاں ہوتی ہے کہ فلاں فلاں لوگ مجھے اچھا کہیں۔اس کا نام ریا ہے۔
(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۶۷)

روحانی ترقی کی راہ میں غیبت بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔یہ ایک ایسی بیماری ہے جو انسان کی نیکیوں کوکھاجاتی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا طاَ يُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا (الحجرات۔۱۳)

یعنی تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں کیاتم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔

حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : "تمھیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اوراس کا رسول بہتر جانتے ہیں" آپ ﷺ نے فرمایا "اپنے بھائی کا اس کی پیٹھ پیچھے اس رنگ میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہیں کرتا"۔عرض کیا گیا کہ "اگر وہ بات جوکہی گئی ہے سچ ہواور میرے بھائی میں وہ موجود ہو تب بھی یہ غیبت ہو گی" آپ ﷺ نے فرمایا۔"اگر وہ عیب اس میں پایا جاتا ہے جس کوتونے اس کی پیٹھ پیچھے ذکر کیاتو یہ غیبت ہے اوراگر وہ بات جو تونے کہی ہے اس میں پائی ہی نہیں جاتی تو یہ اس پر بہتان ہے۔"
(مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الغیبۃ)

روحانی ترقی کی راہ میں ایک اور رکاوٹ بدظنّی ہے۔چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ......الحجرات۔۱۳۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایاہے۔

"بدظنّی ایک سخت بلا ہے جوایمان کوایسی جلدی جلا دیتی ہے جیسا کے آتش سوزاں خس و خاشاک کو اوروہ جو خدا کے مرسلوں پر بدظنّی کرتا ہے خدا اس کا خود دشمن ہوجاتا ہے۔(الوصیت صفحہ ۲۶ حاشیہ)

پھر فرمایا:"بدظنی انسان کو تباہ کر دیتی ہے ۔یہاں تک لکھا ہے کہ جس وقت دوزخی لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے یہی فرمائے گا کہ تم نے اللہ تعالیٰ پر بدظنّی کی۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۵۶)

معزز سامعین !تمام منکرات جنکا قرآن و حدیث میں ذکر ہے روحانی ترقی کی راہ کی رکاوٹیں ہیں۔اس سے نہ بچنے والوں کے نیک اعمال بھی انہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتے اور خدا کے حضور سے دھتکار دیئے جاتے ہیں ان میں سے بعض کا ذکرایک حدیث مبارکہ میں اس طرح آیا ہے ۔ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی ﷺ نے ایک دفعہ حضرت معاذؓ سے فرمایا۔اے معاذ! میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں،اگرتو نے اسے یادرکھا تو یہ تجھے نفع پہنچائے گی اور اگرتم اسے بھول گئے تو اللہ تعالیٰ کا فضل تم حاصل نہیں کرسکو گے۔اور تمھارے پاس نجات حاصل کرنے کے بارے میں اطمینان حاصل کرنے کے لئے کوئی دلیل باقی نہیں رہے گی۔......آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اورزمین پیدا کرنے سے پہلے سات دربان فرشتوں کو پیدا کیااوران میں سے ایک ایک کو ہرآسمان پر بطور بوّاب یعنی دربان کے مقرّر کیا۔

پہلے آسمان کا دربان فرشتہ غیبت کرنے والے بندے کے اعمال کو اپنے دروازے سے گزرنے نہ دیتا تھا۔

دوسرے آسمان کا دربان فرشتہ خدا تعالیٰ کے حکم سے فخر و مباہات کی آمیزش والے اعمال کو اپنے دروازے سے آگے نہ جانے دینے پر مامور تھا۔

تیسرے آسمان کے دربان فرشتے کوتکبراور اِباء کی ملونی والے اعمال واپس لوٹادینے کا حکم تھا۔

چوتھے آسمان کا دربان فرشتہ خود پسندی والے اعمال کواپنے دروازے سے واپس کردینے کا پابند تھا۔

پانچویں آسمان کا دربان فرشتہ ہر حسد کرنے والے کے اعمال کودھتکاردیتا تھا۔

چھٹے آسمان کا دربان فرشتہ ایسے اعمال کو اپنے دروازے سے گزرنے نہ دیتا جوکسی بے رحم انسان نے بجالائے ہوتے۔

ساتویں آسمان کا دربان فرشتہ ایسے اعمال کوردکر دیتا جوخالصتاً خدا تعالےٰ کی رضاء کے حصول کی بجائے کسی غیراللہ کی خاطر کئے گئے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بعض اعمال ایسے بھی ہوتے ہیں جوان ساتوں دروازوں سے گزرنے کے بعدبھی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتے ۔فرشتے ان اچھے اعمال کے گواہ ہوتے ہیں،لیکن اللہ تعالےٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تمھیں تو میں نے اعمال کی حفاظت اورانہیں تحریر کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔تم صرف انسان کے ظاہری اعمال دیکھتے ہواور انہیں لکھ لیتے ہو۔اور میں اپنے بندے کے دل کودیکھتاہوں اِس بندہ نے یہ اعمال بجا لاکر میری رضانہیں چاہی تھی، بلکہ اس کی نیت اورارادہ کچھ اور ہی تھا۔وہ میرے علاوہ کسی اورکوخوش کرنا چاہتا تھا۔اس پر میری لعنت ہو۔تو تمام فرشتے پکار اٹھیں گے اے ہمارے رب اس پر تیری بھی لعنت ہے اور ہماری بھی لعنت ہے۔اوران پر ساتوں آسمان اوران میں رہنے والی ساری مخلوق لعنت کرنی شروع کردے گی۔

خدا تعالیٰ کے قرب اوراس کی رضا کا حصول ہی روحانی ترقی کی اصل منزل ہے۔اس منزل تک پہنچنے میں جوامور مددگار بنتے ہیں یارکاوٹ بنتے ہیں ان میں سے متعدد کا ذکر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنی کتاب کشتی نوح میں یکجائی صورت میں کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اورغیور ہے۔بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔متکبراس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔خائن اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا اور ہرایک جواس کے نام کے لئے غیرت مندنہیں اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدّوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بےخبر ہے"۔
(روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۳)

معزز سامعین!اب خاکسار آپ کی خدمت میں چندایسے ذرائع پیش کرتا ہے جوروحانی ترقیات کی منازل طے کرتے ہوئے قربِ الٰہی حاصل کرنے میں ممدومعاون ثابت ہو سکتے ہیں۔اس سلسلہ میں ہمیں یہ بات ہمیشہ یادرکھنی چاہئے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور مدد کے بغیر ہم کوئی مقام حاصل نہیں کرسکتے چنانچہ سب سے زیادہ اس بات پر زور دینے کی ضرورت ہے کہ دعا کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔خود اللہ تعالےٰ اس سلسلے میں فرماتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبُ ط اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْن O (البقرۃ آیت ۱۸۷)

اور جب پوچھیں تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں تو (کہدے) یقیناً میں قریب ہی ہوں۔ میں جواب دیتا ہوں پکارنے والے کی پکار کا جب وہ مجھے پکارے۔پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات مانیں اور مجھ پرایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں ۔سورۃ العلق میں ارشاد باری تعالےٰ ہے وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (۲۰)اور سجدہ کراوراس کا قرب حاصل کراس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کا سب سے اچھا مقام سجدہ ہے۔اور سجدہ

نماز ادا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور انسانی تذلّل کی انتہائی کیفیت کا نام ہے۔لہٰذہ ایک انسان جس قدر توجہ اور پابندی سے شرائط کے ساتھ نمازوں کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں ترقّی کی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''نماز کو خوب سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے۔اسی لئے کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے۔اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ، راستباز، ابدال، قطب گزرے ہیں۔انہوں نے یہ معراج اور مراتب کیوں حاصل کئے۔اسی نماز کے ذریعہ سے، خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں قرۃ عینی فی الصلوۃ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجہ پر پہنچتا ہے تو اس کیلئے اکمل اتم لذّت نماز ہی ہوتی ہے اور یہ معنے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے ہیں۔پس کشاکش نفس سے انسان نجات پا کر اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۳۱۰)

میرے بھائیو اور بہنو! نماز روحانیت کا سر چشمہ، ہدایت کا منبع، معرفت الٰہیہ کا ذریعہ اور برکات سماویہ اور انوار روحانیہ کا مہبط ہے۔نماز سے انسان پر رؤیاے صالحہ، الہامات و مکاشفات اور مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ تبتّل تام ہو کر انسان خدا کا ہو جاتا ہے۔اور خُدا میں جا ملتا ہے۔نماز انسان کو روحانیت کے اعلیٰ معراج تک پہنچا دیتی ہے۔حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ معراج المومن۔اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ وافل کو بھی قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔قرآنِ مجید میں حضور ﷺ کے مقامِ محمود تک اُٹھائے چلے جانے کا ذکر ہے اور یہ وہ روحانی ارتقاء ہے جس تک کسی دوسرے کی رسائی نہیں ہوئی مگر یہ مقام یونہی نصیب نہیں ہوا کرتا اس کے لئے فرما دیا کہ راتوں کو اُٹھ کر تہجد پڑھا کرو۔جیسا کہ فرمایا وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۰)۔

حدیث شریف میں نمازِ تہجّد کی فضیلت کے بارے میں آیا ہے۔حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ہمارا رب جو بڑی برکت اور بڑی شان والا ہے ہر رات جب اس کا ایک تہائی حصّہ باقی رہتا ہے اس دنیاوی آسمان پر نازل ہوتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے۔کون ہے کہ جو مجھے پکارے کہ میں اسے جواب دوں۔کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تا میں اسے عطا کروں۔اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تا میں اسے بخش دوں۔

(صحیح مسلم و بخاری کتاب التہجد)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق)

حضرت مسیح موعودؑ نوافل کی اہمیت اس طرح بیان کرتے ہیں۔''پس یاد رکھو کہ خدا سے محبتِ تام نفل ہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فرماتا ہے کہ پھر مَیں ایسے مقرّب اور مومن بندوں کی نظر ہو جاتا ہوں یعنی جہاں میرا منشاء ہوتا ہے وہیں اُن کی نظر پڑتی ہے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۳۷)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ نومبر ۲۰۰۳ء میں جماعت کو قربِ الٰہی کی طرف توجّہ دلاتے ہوئے ایک حدیثِ قدسی بیان فرمائی۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو شخص کوئی نیکی کرتا ہے اس کو دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب میں دوں گا۔اگر برائی کرتا ہے تو اس کو اس برائی کے برابر سزا دوں گا یا اسے بخش دوں گا اور جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں ایک گز اس کے قریب ہوتا ہوں جو ایک گز میرے قریب ہوتا ہے میں دو گز اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو میرے پاس چلتے ہوئے آتا ہے میں اس کی طرف دوڑتے ہوئے جاتا ہوں۔

(مسلم کتاب الذکر باب فضل الذکر والدعا)

پھر قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے تزکیہ نفس بہت ضروری ہے۔پاک روحانی تبدیلیاں ''قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰہَا'' کے سنہری اصول پر عمل پیرا ہو کر حاصل ہو سکتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام تزکیہ نفس کے بارے میں فرماتے ہیں

''دنیا میں انسان کو جو بہشت حاصل ہوتا ہے قد افلح من زکھا پر عمل کرنے سے ملتا ہے جب انسان عبادت کا اصل مفہوم اور مغز حاصل کر لیتا ہے تو خدا تعالےٰ کے انعام و اکرام کا پاک سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور جو نعمتیں آئندہ بعد مُردن ظاہری، مرئی اور محسوس طور پر ملیں گی وہ اب روحانی طور پر پاتا ہے''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۳ صفحہ ۳۹۳۔۳۹۵۔۲۶ جون ۱۹۰۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ سے جماعت کی ترقیات کا وعدہ ہے اور وہ سچے وعدوں والا خدا ہے اور اس کے وعدے پورے ہوتے ہوئے ہم نے ماضی میں بھی دیکھے، آج بھی دیکھ رہے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ دیکھیں گے۔لیکن ہر فرد جماعت کو ہمیشہ یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اس کی ذات وعدوں کے پورا ہونے کی مصداق تب بنے گی جب اپنے تزکیہ کی طرف توجہ دے گا.....اللہ تعالیٰ نے تزکیہ نفس کے لئے برائیوں سے بچنے کے لئے نماز کو ایک بہت بڑا ذریعہ قرار دیا ہے........پس نماز کی طرف توجہ ہر احمدی کی بنیادی ذمہ داری ہے''۔

(خطبہ جمعہ ۱۵ فروری ۲۰۰۸ء الفضل ۱۸ اپریل ۲۰۰۸ء)

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حضرت سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب کی وفات پر ۱۱ مارچ ۲۰۱۱ کو جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے تزکیہ نفس حاصل کرنے کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہؓ نے بھی اپنے اندر غیر معمولی تبدیلیاں پیدا کیں اور پھر آگے اپنی نسلوں میں منتقل کرنے کی کوششیں کیں نیز فرمایا کہ تزکیہ نفس کی جن خصوصیات کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے وہ اِس بزرگ یعنی حضرت سیّد داؤد مظفّر شاہ صاحب میں ہمیں نظر آتی ہیں۔

حضرات! خاکسار عاجز کو بھی بعض صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے اور ملنے کا موقع ملا ہے۔ ان کی اولاد سے نہ صرف ملنے کا موقع ملا بلکہ ان سے بہت فیض بھی حاصل کیا۔اس حوالہ سے حضرت سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب مرحوم کے اوصافِ حمیدہ سے بھی خاکسار کو ذاتی طور پر فیضیاب ہونے کا موقع مِلا ہے۔

۱۹۵۰ء کی دہائی کے ابتدائی سالوں میں خاکسار کو اِس بزرگ کو دیکھنے کا کئی بار موقع ملا۔آج بھی جب مجھے ناصر آباد اسٹیٹ میں گزرے ہوئے ایام کی یاد آتی ہے تو وہ فرشتہ سیرت، جاذبِ نظر وجود، پروقار لباس زیبِ تن کئے ہوئے آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔پھر نصرت آباد اسٹیٹ میں اُن کے قیام کے دوران ۱۹۶۳ء میں اُن کی مہمان نوازی سے بھی فیض یاب ہونے کا ایک روح پرور نظارہ آج بھی خاکسار کے تحت الشعور میں ایک حسین یاد کی طرح محفوظ ہے۔میرا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا میں روحانی تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔آج شاذ ہی کوئی احمدی گھرانہ دنیا میں ایسا ہوگا جس نے انتشارِ روحانیت سے حصہ نہ پایا ہو۔انتشارِ روحانیت سے فیضیاب ہونے والوں میں سے ایک مکرم ھدایت اللہ ھبش صاحب بھی تھے۔جن کا امسال 4 جنوری کو انتقال ہوا اور 7 جنوری کو حضورِ انور نے خطبہ جمعہ میں اُن کا ذکرِ خیر بھی فرمایا۔

پس یہ اصل مقصد ہے جس کے لئے اِس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ آئے کہ انسانوں میں پاک تبدیلیاں لا کر روحانی نعمتوں کو پانے والے بنائیں۔پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اِس حقیقت کو جانا اور نفسوں کا تزکیہ کیا اور اللہ کا قرب پانے والے بنے۔قرآن شریف کی رُو سے روحانی حالتوں کا منبع اور سر چشمہ نفسِ مطمئنہ ہے جو انسان کو با اخلاق ہونے کے مرتبہ سے با خدا ہونے کے مرتبہ تک پہنچاتا ہے۔جیسا کہ اللہ جلّشانہ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ یعنی اے نفس خدا کے ساتھ آرام یافتہ۔اپنے رب کی طرف واپس چلا آ۔وہ تجھ سے راضی اور تُو اُس سے راضی۔پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری بہشت کے اندر آجا۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''پس یاد رکھنا چاہئے کہ اعلیٰ درجہ کی روحانی حالت انسان کی اس دنیوی زندگی میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ آرام پا جائے ۔ اور تمام اطمینان اور سرور اور لذّت اس کی خدا میں ہی ہو جائے یہی وہ حالت ہے جس کو دوسرے لفظوں میں بہشتی زندگی کہا جاتا ہے۔اس حالت میں انسان اپنے کامل صدق اور صفا اور وفا کے بدلہ میں ایک مکمل بہشت پا لیتا ہے اور دوسرے لوگوں کی بہشت موعود پر نظر ہوتی ہے اور یہ بہشت موجود میں داخل ہوتا ہے۔اسی درجہ پر پہنچ کر انسان سمجھتا ہے کہ وہ عبادت جس کا بوجھ اس کے سر پر ڈالا گیا ہے درحقیقت وہی ایک ایسی غذا ہے جس سے اس کی روح نشو و نما پاتی ہے اور جس پر اس کی روحانی زندگی کا بڑا بھاری مدار ہے''

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۷۸۔۳۷۹)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں ہمارے لئے روحانی ترقی کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کرنے کا سامان کر دیا ہے۔اگر ہم اب بھی روحانی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور نہ کر سکیں تو ہم سے زیادہ بد بخت کون ہو سکتا ہے اور اگر ہم روحانی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو اِسی طرح دور کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کامیاب ہوئے تو ہمارا خوش نصیب و خوش بخت ہونا مسلّم ہے پس ہمارے لئے خدا تعالیٰ کا قرب پانے اور اس کی رضا حاصل کرنے کی راہیں آسان کر دی گئی ہیں۔ہم سب کا فرض ہے کہ ہم عاجزانہ راہیں اختیار کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور جو راہیں ہمارے لئے کھولی گئی ہیں ان پر قدم بہ قدم آگے بڑھیں اور بڑھتے چلے جائیں اور قرب اور رضائے الٰہی حاصل کرنے والے بنیں اور دنیا پر آشکار کر دیں کہ آج اگر عافیت کے حصار میں ہیں تو ہم ہی وہ غلامانِ مسیح موعود علیہ السلام ہیں جنہوں نے اس زمانے کے حسنِ حسین کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے ہیں۔یہی ہمارا امتیاز ہے اور کسی دنیادار مخالف کی یہ مجال نہیں کہ وہ قربِ خداوندی اور رضائے الٰہی کا یہ مقام حاصل کر سکے۔یہ رفیع الشان مقام صرف اور صرف ہم غلامانِ مسیح موعود علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے اور اس مقام کی لاج رکھنا ہمارا اوّلین فرض ہے۔ ☆☆

طالبانِ حق کیلئے

حضرت مسیح موعودؑ پر تصنیفِ کتب کے اعتراض کا جواب

مولوی واحد احمد صدیقی الپوروی، حال قادیان

مورخہ ۵ جنوری ۲۰۱۱ کو امبیڈکر بھون بنگلور میں رد قادیانیت کے نام پر ایک اجلاس منعقد کیا گیا جس میں علمائے مشاہیر کی تقاریر ہوئیں مولانا احمد اللہ قریشی صاحب نے شرکائے اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

”دنیا میں جتنے بھی نبی آئے کسی نے کوئی کتاب نہیں لکھی بلکہ ان پر اللہ کی لکھی ہوئی آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ اس لئے جو شخص اپنے ہاتھوں سے کتاب تصنیف کرے وہ نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ اس دلیل سے مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کا پختہ ثبوت ملتا ہے“ (بحوالہ روزنامہ سالار۔ بنگلور)

جواباً تحریر ہے کہ موصوف کا یہ کہنا کہ دنیا میں جتنے بھی نبی آئے ان پر اللہ کی لکھی ہوئی آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں ان کے انبیاء کے متعلق علوم سے بے بہرہ ہونے کی دلیل ہے۔ معلوم ہوا کہ موصوف کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ دنیا میں آنے والے تمام نبی آسمانی کتب لیکر نہیں آئے بلکہ صرف چند نبی کتاب یعنی شریعت لائے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں اندھے ہوکر اپنی کم علمی کا ثبوت دے دیا۔

اہل لغت کے نزدیک کتاب مصدر ہے جو کہ اسم مفعول کے معنی کا فائدہ دیتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ وَصَلَنِیْ کِتَابُکَ بمعنی وَصَلَنِی مَکْتُوْبُکَ ہر دو کے معنی ہیں مجھے آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا اور اصطلاح علماء اور عرف عام میں کتاب اس مجموعۂ اوراق کو کہا جاتا ہے جس کیلئے کمیت وکیفیت اور قلت وکثرت کی کوئی حد بندی نہیں ہوتی۔

چنانچہ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انبیائے کرام سے دونوں طرح کے تعامل ثابت ہیں۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق سورۂ نمل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ (سورۃ النمل آیت:۳)

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو ایک خط بھیجا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ یہ خط سلیمان کی جانب سے ہے اور اسے میں اس اللہ کے نام سے جو بے انتہا رحم کرنے والا بار بار کرم کرنے والا ہے۔ شروع کرتا ہوں۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ فدک کے متعلق ایک وصیت نامہ تحریر فرمایا تھا اور صلح حدیبیہ کے بعد سنہ ۶ ہجری کے آخر میں بہت سے سلاطین کو قبول اسلام کیلئے خطوط لکھے جن میں سے بعض کی ابتدائیات اور سرنامہ حسب ذیل ہیں۔

وَکَتَبَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمُقَوْقَسِ مَلِکِ مِصْرَ وَالْاِسْکَنْدَرِیَۃِ وَاِسْمُہٗ جُرَیْعُ ابْنُ مِیْنَا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم مِن مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلَی الْمُقَوْقَسِ عَظِیْمِ الْقِبْطِ سَلٰمٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

۲۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلٰی ہِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔ الخ

۳۔ عَنْ انسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ یَکْتُبَ الی رَھْطٍ اَوْاُنَاسٍ مِنَ الْاَعَاجِمِ فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّھُمْ لَا یَقْبَلُوْنَ کِتَاباً اِلاَّ عَلَیْہِ خَاتَمٌ۔

یہ سارے خطوط اصل عبارت والفاظ کے ساتھ کتب احادیث اور تاریخ کی معتبر کتب میں موجود ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ملکہ بلقیس کے نام فرستادہ خط کو قرآن کریم نے ”کتاب“ کہا ہے اسی طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عرب وعجم کے متعدد سلاطین کے نام فرستادہ خطوط کو بھی کتب احادیث میں ”کتاب“ کہا گیا ہے۔ ہر دو مقام پر ائمہ لغت کے نزدیک کتاب مکتوب کے معنی میں ہے۔ اور جہاں تک اصطلاح علماء یعنی عرف عام میں مجموعہ اوراق پر مشتمل کتاب کا تعلق ہے تو اس بارے میں جیسا کہ خود قریشی صاحب کو بھی علم ہے کہ جو کچھ حصہ قرآن کریم کا نازل ہوتا تھا اسے اولین حضرت رسالتمآب ﷺ بنفس نفیس یاد کرلیا کرتے تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو یاد کرلینے کا بھی حکم دیا کرتے تھے اور اسے لکھ لینے کا حکم دیتے اور باریک بینی سے اس کا اہتمام بھی فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے متعدد جلیل القدر صحابہ کو جو فن کتابت سے واقفیت رکھتے تھے اس کام پر مامور فرمایا تھا جن میں سے بعض مشہور صحابہ کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم۔
۲۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ

یہ ایسے کاتبین وحی تھے جو ہمیشہ نزول کے منتظر رہتے تھے اور جیسے ہی کچھ نازل ہوتا اسے فی الفور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرکے معرضِ تحریر میں لاتے۔ پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کاتبین وحی سے فرماتے کہ اس آیت کو فلاں مقام پر فلاں آیت کے بعد تحریر کرو گویا ترتیب آیات وسور کا تعین اور نشاندہی حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی فرماتے اور یہ اہتمام صرف اس لئے کہ جس طرح لکھا جائے پھر اسی طرح یاد کیا جائے تاکہ مضمون کا باہم تسلسل برقرار رہے۔ خلاصہ یہ کہ صاحب قرآن نے قرآن کو اپنے عہد خجستہ میں ہی سینہ اور سفینہ یعنی بین الدفتین محفوظ کردیا۔

چونکہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب آیات اور ترتیب سور کا تعین اور نشاندہی خود ہی فرمائی اس لئے اس مجموعہ قرآن کے اصل مرتب اور اصل کاتب ہونے کے حقدار بھی خود آپ ﷺ ہی ہیں اور یہ اس لئے کہ خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی بھی ہے کہ:۔

اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ

ترجمہ: کار خیر کا رہنما اور محرک ہی اس کار خیر کا اصل فاعل کہلاتا ہے اور آسمانی تمام کتابوں اور صحیفوں کی حفاظت کا یہی طریقہ رہا ہے کہ تمام انبیاء نے صاحب شرع ہونے کی حیثیت سے اپنی اپنی کتابوں اور صحیفوں کی تحریری حفاظت کی مگر مرور زمانہ کے ساتھ ہر دور میں علمائے اشرار نے ان کتابوں میں کتر بیونت اور تحریف کردی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت فرمائی۔ قریشی صاحب کا یہ کہنا کہ:۔

”ان پر اللہ کی لکھی ہوئی آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں“ سراسر بے بنیاد اور غلط ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں کے محرر بین الدفتین نازل ہونے کی خود ہی تردید کردی ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

اَوْیَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْتَرْقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلاً O (سورہ بنی اسرائیل آیت ۹۴ رکوع)

ترجمہ: یا تیرا سونے کا کوئی گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھ جانے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ تو ہمارے اُوپر کوئی ایسی کتاب اتارے جسے ہم پڑھیں تو کہدے کہ میرا رب پاک ہے۔ میں تو صرف بشر رسول ہوں۔

معلوم یہ ہوا کہ تورات، انجیل، زبور، قرآن اور دیگر تمام صحیفے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہاماً نازل ہونے والی انبیاء کرام کی مرتب کردہ ایسی کتابیں ہیں جو کہ مجموعہ اوراق کے قبیل سے ہیں اور اسی مجموعہ اوراق کو عرف عام میں کتاب کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ہم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ترسٹھ سالہ زندگی میں دونوں طرح کے تعامل پاتے ہیں یہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین عرب وعجم کے نام تبلیغی خطوط بھجوائے اور قرآن کریم میں ترتیب آیات اور ترتیب سور کا تعین اور نشاندہی بھی کی۔

اور قریشی صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں یہ کہنا کہ:

”جو شخص اپنے ہاتھوں سے کتاب تصنیف کرے وہ نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ اس اعتراض سے ایک بات تو طے ہے کہ قریشی صاحب آیت خاتم النبیّن اور لا نبی بعدی جیسی دلیلوں کو رٹنے کے بعد بھی ایسے نبی کو ضرور سچا مانتے ہیں جو کہ نبوت کا دعویٰ کرے اور اپنی پوری زندگی میں کوئی کتاب نہ لکھے۔

افسوس ہے قریشی صاحب کی عقل ودانش پر کہ قرآنی آیات اور فرمودات نبویؐ پر آخر غور کیوں نہیں کرتے۔ قرآنی پیشگوئیاں مسیح موعودؑ کے ظہور کے تعلق سے حسب ذیل ہیں۔

۱۔ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (الصّف: آیت ۶۱)

۲۔ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرتْ (التکویر آیت ۱۰)

اور احادیث میں آمدہ پیشگوئی یہ ہے۔

یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ

تمام مفسرین نے غلبہ اسلام والی پیشگوئی کو زمانہ مہدی کے ساتھ مختص کیا ہے اسی طرح نشر رسائل و کتب، اقامت شریعت اور احیائے دین کی پیشگوئیاں بھی عہد مہدی کے ساتھ وابستگی رکھتی ہیں۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو الہاماً سلطان القلم فرمایا: اول تو ان پیشنگوئیوں میں دراصل ہدایت بلاواسطہ اور ہدایت بالواسطہ کا راز مضمر تھا۔ ہدایت بلاواسطہ کا کام آپ علیہ السلام نے اپنی حیات میں کیا کہ بیشمار سعید فطرت لوگوں کو آپ علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق وسعادت نصیب ہوئی اور ہدایت بالواسطہ آپ علیہ السلام کی تعلیمات وفرمودات ہیں جن کو آپ علیہ السلام نے بنفس نفیس تحریر کردہ قلمی کاوش اور کارنامہ کے طور پر محفوظ کردیا تاکہ قیامت تک لوگ ان تعلیمات کو پڑھیں اور ہدایت پائیں دوئم یہ کہ ان پیشنگوئیوں میں یہ راز بھی مضمر تھا کہ اس نشر رسائل اور غلبہ قلم کے زمانہ میں سنت انبیاء کے مطابق آپ علیہ السلام نے اپنی صداقت نبوت کے دلائل وبراہین خوب عام کرنے تھے۔ اس لئے کہ تمام انبیاء کا طریق بھی یہی تھا کہ ان کے دعوی اور دلائل کی پرزور اشاعت کی جاتی تھی۔ قریشی صاحب خود قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کے حالات پر غور کیوں نہیں کرتے کہ سارا قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ اور دلائل سے بھرا ہوا ہے۔

چنانچہ قرآن شریف میں صاف الفاظ میں لکھا ہوا ہے کہ ہر ایک نبی نے بڑی تحدی سے اپنی قوم کے سامنے اپنے مامور ومرسل ہونے کا دعویٰ پیش کیا ہے نہ صرف دعویٰ ہی پیش کیا بلکہ اس دعویٰ کی سچائی کے دلائل اور ثبوت بھی ساتھ ہی پیش کئے۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو فرماتے ہیں۔

یٰقَوْمِ اَرَئَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰنِیْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِہٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْکُمْ۔ (سورۃ ہود رکوع ۳ آیت ۲۹) پھر حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو فرماتے ہیں:۔

یٰقَوْمِ اَرَئیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰنِیْ مِنْہُ رَحْمَۃً فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰہِ اِنْ عَصَیْتُہٗ۔ (سورۃ ہود رکوع ۶، آیت ۶۴)

(باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں)

وصایا :: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 20008 : میں صغریٰ بیگم زوجہ محمد منشی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 57 سال پیدائشی احمدی ساکن گرسائی ڈاکخانہ ہرنی گرسائی ضلع پونچھ صوبہ جموں وکشمیر بقائمی ہوش وہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 20.2.08 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: حق مہر کی صورت میں دو کنال زمین جسکی موجودہ قیمت دس ہزار روپے ہے۔ زیور اور جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ -/300 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد تبریز الامتہ: صغریٰ بیگم گواہ: محمود احمد

وصیت نمبر 20009: میں ملکہ بیگم زوجہ منظور حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 33 سال پیدائشی احمدی ساکن گرسائی ڈاکخانہ ہرنی گرسائی ضلع پونچھ صوبہ جموں وکشمیر بقائمی ہوش وہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 2.3.08 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: حق مہر چار ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جب خرچ -/300 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر عباسی الامتہ: ملکہ بیگم گواہ: محمد شعیب

وصیت نمبر 20010 : میں عبد القیوم ولد محمد حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ زمینداری عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن گرسائی ڈاکخانہ ہرنی گرسائی ضلع ضونچھ صوبہ جموں وکشمیر بقائمی ہوش و ہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 29.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد چھ کنال زمین موجودہ قیمت تیس ہزار روپے۔ زمین سے سالانہ سولہ من اناج ہوتا ہے جس کی قیمت چار ہزار روپے ہے۔ ایک کچا مکان جس میں دو بھائی اور ایک بہن حصہ دار ہیں۔ میرا گزارہ آمد از زمین سالانہ چار ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمود احمد العبد: عبد القیوم گواہ: فاروق احمد نیرؔ

وصیت نمبر:20011 میں عبد الرحمٰن ولد عبد المجید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ زمینداری عمر 52 سال پیدائشی احمدی ساکن گرسائی ڈاکخانہ ہرنی گرسائی ضلع پونچھ صوبہ جموں وکشمیر بقائمی ہوش وہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 29/2/08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: دس کنال زمین موضع گرسائی۔ قیمت پچاس ہزار روپے۔ ایک کچا مکان رہائشی موجودہ قیمت دس ہزار روپے۔ آمد زمین، چار ہزار روپے۔ قیمت گھاس ایک ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از زمینداری پانچ ہزار روپے سالانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد یوسف العبد: عبد الرحمٰن گواہ: فاروق احمد نیرؔ

وصیت نمبر 20013 : میں محمد حنیف ولد عبد اللطیف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ زمینداری عمر 53 سال پیدائشی احمدی ساکن درہ دلیاں ڈاکخانہ درہ دلیاں ضلع پونچھ صوبہ جموں بقائمی ہوش وہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 9.3.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: عارضی زمین دس کنال الاٹمنٹ قیمت 22500 روپے۔ سالانہ آمدن دس ہزار روپے۔ مزدوری سے ماہوار ایک ہزار روپے آمد۔ میرا گزارہ آمد از جائیداد و ملازمت سالانہ /32500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نصیر احمد العبد: محمد حنیف گواہ: جاوید اقبال راشد

وصیت نمبر 20014 : میں علم دین ولد حسن محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ زمینداری عمر 65 سال پیدائشی احمدی ساکن درّہ دلیاں ڈاکخانہ درّہ دلیاں ضلع پونچھ صوبہ جموں بقائمی ہوش و ہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 9.3.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: زمین دس کنال قیمت -/375000 روپے۔ موضع درّہ دلیاں۔ میرا گزارہ آمد از زمینداری -/30400 روپے سالانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: چوہدری شمس الدین العبد: علم دین گواہ: محمد حنیف صدر جماعت

وصیت نمبر 20015 : میں محمد صدیق ولد فیروز دین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ زمینداری عمر 48 سال تاریخ بیعت 1988ء ساکن چھونگاں ڈاکخانہ چھونگاں ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 15.4.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: زمین ۲ کنال ۸ مرلے موضع چھونگاں قیمت اسی ہزار چار صد روپے۔ آمد گھاس سالانہ 2700 روپے۔ مکان کچا موجودہ قیمت 15 ہزار روپے۔ آمد پیشہ مستری سے -/1500 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جائیداد -/1500 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد اصغر العبد: محمد صدیق گواہ: محمد حبیب اللہ

وصیت نمبر 20026: میں محمد نصر اللہ ولد مکرم علی بہادر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ گوجر عمر 36 سال تاریخ بیعت 31.3.08 ساکن کبلاڑی ڈاکخانہ چھونگاں ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 13.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد۔ 5 مرلے زمین موضع کاہلواں قادیان قیمت 80,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت -/3106 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عزیز احمد ناصر العبد: محمد نصر اللہ گواہ: مبارک احمد شمس

وصیت نمبر 20033: میں محمد ایوب شمس ولد محمد بشیر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 37 سال پیدائشی احمدی ساکن درہ دلیاں ڈاکخانہ درہ دلیاں ضلع پونچھ صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و ہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.3.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد۔ کاہلواں میں پانچ مرلہ زمین۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت 3413 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عزیز احمد ناصر العبد: محمد ایوب شمس گواہ: مبارک احمد شمس

وصیت نمبر 20051: میں پی منصورہ زوجہ ایم منور احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 36 سال پیدائشی احمدی ساکن ماتھوٹم ڈاکخانہ ارا کینار ضلع کالیکٹ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 13.5.08 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: کان کی بالیاں ۲ گرام قیمت 2200 روپے۔ حق مہر 2500 روپے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش -/300 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: پی عبدالناصر   الامتہ: پی منصورہ   گواہ: ایم زعیم احمد

وصیت نمبر 20057: میں بی کے امیچی باوا ولد ابراہیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 60 سال تاریخ بیعت 1999 ساکن نیلی شیری ڈاکخانہ شوگا پورم ضلع ملہ پورم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و ہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 16.5.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: قطعہ اراضی مع مکان 11 سینٹ بمقام چونانی تحصیل یونانی سروے نمبر 20 قیمت چار لاکھ روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت-/1000 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: پی عبدالناصر   العبد: امیچی باوا   گواہ: ٹی ٹی کنجو احمد

وصیت نمبر 20082: میں ڈاکٹر ابصار احمد ولد انوار احمد محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈاکٹری عمر 40 سال پیدائشی احمدی ساکن راٹھ ڈاکخانہ راٹھ ضلع ہمیر پور صوبہ یوپی بقائمی ہوش و ہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 19.4.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: کوئی نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت 2000 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: انوار محمد   العبد: ابصار احمد   گواہ: ابرار احمد

وصیت نمبر 20089: میں محمد فرید انور ولد محمد سعید صدیقی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 34 سال پیدائشی احمدی ساکن کانپور ڈاکخانہ چمن گنج ضلع کانپور صوبہ یوپی بقائمی ہوش و ہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 20.4.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد۔ بمقام وائٹ ہاؤس قادیان میں ساڑھے چار مرلہ کا رہائشی پلاٹ قیمت دولاکھ پینسٹھ ہزار۔ ایک لاکھ روپے کا یونٹ فنڈ۔ میرا گزارہ آمد از تجارت-/6100 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد اسماعیل صدیقی   العبد: محمد فرید انور   گواہ: سفیر احمد شمیم

وصیت نمبر 20111: میں جمیل الرحمٰن ولد عبدالمالک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 29 سال تاریخ بیعت 1996 ساکن گلے نوپائی ڈاکخانہ شیتل کوچی ضلع کوچ بہار صوبہ بنگال بقائمی ہوش و ہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 16.4.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: 7 کٹھا کا ایک پلاٹ قیمت پچاس ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت-/3844 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: سفیر احمد شمیم   العبد: جمیل الرحمٰن   گواہ: عبدالوکیل نیاز

وصیت نمبر 20113: میں سمیع اللہ احمد ولد خلیل احمد مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 24 سال تاریخ بیعت 1991 ساکن پرسونی بھاٹا ڈاکخانہ رانی گنج ضلع پارسہ صوبہ نیپال بقائمی ہوش و ہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 16.4.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد۔ کوئی نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت 3380 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: سفیر احمد شمیم   العبد: سمیع اللہ احمد   گواہ: عبدالوکیل نیاز

وصیت نمبر 20146: میں یامین خان ولد سلیم خان صاحب قوم احمدی مسلمان عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن مقتدی پور ڈاکخانہ ارکھ پٹنہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و ہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 14.4.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی

(شہید ملت کے)

یتیم کی عید

خنداں خراماں چمکتا دیکھا ہلال عید — ہے پیام عید یہ لایا ہلال عید
رنگ برنگا ہے پہناوا، چھچھاتی ساڑھیاں — آسماں کو چھو رہی اطفال کی کلکاریاں
عید گاہ کو جارہے ابو کا دامن تھام کر — دیکھتا یتیم ہے سینے، میں دِل کو تھام کر
مضطرب تھا رو دیا پھر، لپٹ کر کہنے لگا — آویں گے کب ابو امی کچھ مجھے دادی بتا؟
پکڑ کر دامن ابو کا ، عید گاہ کو جاؤں گا — جھولی بھر کے سب کھلونے، تازہ میوے لاؤں گا
روتے روتے سوگیا، دادی سے پہلو جوڑ کر — آنسوؤں اور سسکیوں کا تانا بانا توڑ کر
خوب کھیلا خواب میں دامانِ مادر تھام کر — دُودھ پیا پیٹ بھر پستان مادر تھام کر
کھلکھلا جاگا تناظر، کربلا آزار تھا — ہاتھ میں دادی کا دامن، حسرت بیدار تھا
خورشید خنداں ہیں سبھی، عشرت بداماں سُرخرو
ہے یتیم اک بے نوا حسرت بداماں آرزو

مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: کوئی ہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت/3380 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: رحمٰن خان   العبد: یامین خان   گواہ: طاہر احمد گنائی

وصیت نمبر 20149: میں طاہر احمد گنائی ولد عبدالرحمٰن گنائی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن رشی نگر ڈاکخانہ رام نگر ضلع شوپیاں صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و ہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 14.4.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: ابھی کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت 3380 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: رحمٰن خان   العبد: طاہر احمد گنائی   گواہ: آزاد خان

وصیت نمبر 20160: میں اسد احمد چیمہ ولد چوہدری مظفر اقبال چیمہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و ہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 23.5.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: موضع ننگل کاہلواں کے درمیان ایک پلاٹ 15 مرلہ قیمت اندازاً-/3,30,000 روپے۔ ایک گاڑی زین پرانی قیمت ایک لاکھ روپے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت-/3000 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: مظفر اقبال چیمہ   العبد: اسد احمد چیمہ   گواہ: جاوید اقبال چیمہ

وصیت نمبر 20167: میں حبیب احمد ناصر ولد محمد حکیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر 27 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و ہواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 18.11.07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی ابھی کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ-/300 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: طاہر احمد چیمہ   العبد: محمد حبیب ناصر   گواہ: روشن احمد

نماز جنازہ حاضر و غائب

مورخہ ۱۰ مارچ ۲۰۱۱ قبل از نماز عصر بمقام مسجد فضل لندن حضور انور نے مندرجہ ذیل نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائیں۔

نماز جنازہ حاضر:

☆......مکرم شیخ آفتاب احمد صاحب ابن مکرم شیخ محمد علی صاحب۔آف نیو مالڈن۔یوکے: ۷مارچ ۲۰۱۱ء کو ۷۷ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔آپ حضرت منشی قمرالدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور محترم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب مرحوم کے بہنوئی تھے۔نہایت نیک۔دھیمی طبیعت کے مالک،غریب پرور اور مخلص انسان تھے۔۱۹۹۲ء سے یوکے میں مقیم تھے اور گزشتہ کئی سالوں سے یوکے جماعت کے شعبہ اشاعت کے ساتھ منسلک تھے جہاں جماعتی کتب اور رسائل کی اشاعت کیلئے بڑی محنت سے خدمت کی توفیق پائی۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم شیخ فیاض احمد صاحب تقریباً سات سال سے بطور نائب صدر خدام الاحمدیہ یوکے خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

☆......مکرم خواجہ بشیرالدین قمر صاحب ابن مکرم مولوی قمرالدین صاحب لندن۔۹مارچ ۲۰۱۱ء کو ۶۳ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔آپ حضرت میاں خیر دین صاحب سیکھوانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔پنجوقتہ نمازوں کے پابند،خلافت سے وفا اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والے مخلص اور فدائی انسان تھے۔آپ کو ایم ٹی اے میں خدمت کی توفیق ملی۔اس کے علاوہ اپنے حلقہ میں بطور محصل بھی خدمت بجالاتے رہے۔آپ کو مسجد مبارک ربوہ اور مسجد فضل لندن میں اذان دینے کا بھی موقع ملا۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے تینوں بچے ایم ٹی اے میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔آپ محترم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعت یوکے) کے ماموں تھے۔

نماز جنازہ غائب:

☆......مکرم سید محمد ظفر صاحب (آف ربوہ) ۱۷ فروری ۲۰۱۱ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پاگئے۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔اپنے گاؤں گرمولا ورکاں میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری تحریک جدید کی حیثیت سے لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔صوم وصلوٰۃ کے پابند،دُعاگو،تہجد گزار،ملنسار،نہایت شریف النفس اور مخلص انسان تھے۔آپ موصی تھے۔آپ کے آٹھ بیٹوں میں سے چار بیٹے واقف زندگی ہیں۔جن میں سے مکرم محمد داؤد ظفر صاحب مبلغ انچارج ساؤتھ کوریا،مکرم محمد زکریا صاحب مبلغ لائبیریا اور مکرم محمد محسن صاحب اور مکرم محمد مومن صاحب معلم وقف جدید کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

☆......مکرم نواب دین صاحب آف ٹورانٹو۔کینیڈا۔۷ جنوری ۲۰۱۱ء کو ۸۶ سال کی عمر میں وفات پاگئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم نہایت مخلص اور بڑے نڈر احمدی تھے۔۱۹۷۴ء میں جماعت کے خلاف ہونے والے فسادات میں آپ نے نہایت ثابت قدمی اور جرأت کا مظاہرہ کیا۔پنجوقتہ نمازوں کے پابند،تہجد گزار،خلافت سے وفا اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والے مخلص اور فدائی انسان تھے۔مالی قربانی میں بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔آپ کے ایک بیٹے مکرم ظفر احمد صاحب ظفر مربی سلسلہ ربوہ میں شعبہ تبلیغ ومنصوبہ بندی کے تحت خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

☆......مکرم محمود احمد صاحب اٹھوال آف احمد آباد۔سانگھڑ۔یکم جنوری ۲۰۱۱ء کو فضل عمر ہسپتال میں وفات پاگئے۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔انتہائی نیک،مخلص اور باوفا انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم عبدالحمید صاحب طاہر،گھانا میں بطور مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

☆......مکرم ڈاکٹر احسان الحق صاحب مرحوم ابن مکرم ڈاکٹر عبدالحق صاحب مرحوم۔کراچی۔۲۸ جنوری ۲۰۱۱ء کو مختصر علالت کے بعد ۸۲ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔آپ ایک قابل فزیشن تھے اور بڑے ہی نافع الناس اور ہردلعزیز انسان تھے۔آپ نے احمدیہ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی اور فضل عمر سوسائٹی سے بھی منسلک رہے۔علاوہ ازیں میڈیکل کیمپس میں بھی آپ کو بھرپور خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔آغا خان میڈیکل یونیورسٹی کراچی کے وزیٹنگ پروفیسر کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔آپ جماعت احمدیہ لاہور کے نائب امیر بھی رہے۔خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ان کا تعلق مثالی تھا۔نمازوں کے پابند،تہجد گزار اور باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

☆......عزیزم علی ناصر ابن مکرم ناصر احمد صاحب مرحوم۔دارالرحمت غربی ربوہ۔آپ جامعہ احمدیہ ربوہ کے طالب علم تھے۔پانچ روز ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد ۴ فروری کو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں وفات پاگئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ستمبر ۲۰۰۶ء کو جامعہ میں داخل ہوئے۔وفات کے وقت درجہ ثالثہ کے طالب علم تھے۔آپ چوہدری عبدالرزاق صاحب شہید بھریا روڈ سندھ کے پوتے تھے۔سانحۂ لاہور کے نوجوان شہید عزیزم ولید احمد صاحب آپ کے ماموں زاد بھائی تھے۔

☆......عزیزم راحیل احمد ابن مکرم محمد رفیق صاحب راولپنڈی۔آپ بھی جامعہ کے طالب علم تھے۔موسم گرما کی تعطیلات کے دوران اپنے گھر میں بوجہ ٹائیفائیڈ بیمار ہوئے۔۲/اگست کو آپ کا پتے کا آپریشن ہوا۔اگست کے آخر میں دوبارہ بیمار ہونے پر آپ کو فضل عمر ہسپتال داخل کروایا گیا۔جہاں ۴ ستمبر کو وفات پاگئے۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔آپ ۲۱ ستمبر ۲۰۰۶ء کو جامعہ میں داخل ہوئے تھے اور وفات کے وقت درجہ رابعہ کے طالب علم تھے۔

☆......مکرم سرفراز احمد طاہر صاحب ابن مکرم راج ولی صاحب۔ربوہ۔۷ دسمبر ۲۰۱۰ء کو ۶۵ سال کی عمر میں وفات پاگئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔انتہائی ملنسار غریب پرور،صابر وشاکر اور مخلص انسان تھے۔جب لاہور کا سانحہ ہوا تو کہا کرتے تھے کہ کاش میں بھی وہاں ہوتا اور شہید ہوجاتا۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم مرزا انوار الحق صاحب مبلغ انچارج ونیشنل صدر جماعت ساؤتومے کے ہم زلف تھے۔

☆......مکرم امۃ السلام صاحبہ اہلیہ مکرم نسیم احمد طاہر صاحب جرمنی۔۲ فروری ۲۰۱۱ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پاگئیں۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔آپ حضرت مولوی عطاء محمد صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹی تھیں۔نظام جماعت کی پابند اور خلافت سے محبت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔آپ نے بچوں کی بڑی اچھے رنگ میں تربیت کی۔قرآن مجید پڑھانے کا بہت شوق تھا۔بہت سے احمدی بچوں کو قرآن مجید ناظرہ پڑھانے کی توفیق پائی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

☆......مکرم منصور احمد صاحب ناصر آف ہمبرگ جرمنی۔۳۰ جنوری ۲۰۱۱ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم کا جماعت کے ساتھ اخلاص ووفا کا گہرا تعلق تھا۔لمبا عرصہ جماعت احمدیہ کے مختلف دفاتر میں خدمت کی بھی توفیق پائی۔وفات سے قبل ہمبرگ میں اپنی جماعت کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پارہے تھے۔آپ ایک کامیاب داعی الی اللہ تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بچے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم حامد کریم محمود صاحب مربی سلسلہ ہالینڈ کے برادر نسبتی تھے۔

☆......عزیزم وہاب احمد صاحب ابن مکرم افضال الحق صاحب مرحوم۔کراچی۔۳۱ جنوری ۲۰۱۱ء کو برین ہیمبرج سے تقریباً ۲۵ سال کی عمر میں وفات پاگئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔مرحوم ۴۔۵ سال سے گردوں کے مرض میں مبتلا تھے۔ہفتے میں ۲ بار ڈائیلسز ہوتا تھا لمبی تکلیف دہ بیماری کو نہایت صبر وہمت کے ساتھ گزارا اور ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہے۔آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ اسٹیل ٹاؤن کراچی میں ناظم اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔بڑے نیک سیرت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ا

۱۴ مارچ ۲۰۱۱ قبل از نماز ظہر۔بمقام مسجد فضل لندن

نماز جنازہ حاضر:

☆......مکرمہ ارشاد بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید اقبال شاہ صاحب مرحوم۔لندن۔۱۰ مارچ ۲۰۱۱ء کو تقریباً ۹۱ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔آپ کے والد مکرم شیر محمد قریشی صاحب ۱۹۱۱ء میں جہلم سے کینیا گئے تھے۔افریقہ میں قیام کے دوران آپ نے صدر لجنہ اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔تبلیغ کا بہت شوق تھا۔افریقہ اور یوکے دونوں جگہوں پر اپنے حلقۂ خواتین میں تبلیغ کرتیں اور جماعتی لٹریچر تقسیم کیا کرتی تھیں۔آپ کو دونوں جگہ بے شمار بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق ملی۔انتہائی نیک نمازوں کی پابند،تہجد گزار ملنسار،نرم مزاج اور خلافت سے بے انتہا محبت رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم ڈاکٹر ولی احمد شاہ صاحب (سابق امیر جماعت یوکے) اور مکرم سید منصور احمد شاہ صاحب (نائب امیر یوکے) کی والدہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب:

☆......مکرمہ فتح بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عنایت علی صاحب مرحوم۔آف کھاریاں ضلع گجرات۔۷ فروری ۲۰۱۱ء کو بقضائے الٰہی جرمنی میں وفات پاگئیں۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔آپ کے والد حضرت چوہدری اکبر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نانا حضرت میاں محمد صاحب رضی اللہ عنہ اور سسر مکرم چوہدری منشی کرم دین صاحب رضی اللہ عنہ تینوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔نہایت نیک،غریب پرور،نمازوں کی پابند اور باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی مخلص باوفا خاتون تھیں۔جب آپ کی شادی ہوئی تو اس وقت سسرال میں چار عمر رسیدہ بزرگ تھے جن کی خندہ پیشانی سے خدمت کرتی رہیں۔مربیان کا بڑا احترام کرتی تھیں۔اور ان کی ضرورتوں کا بھی خیال رکھتی تھیں۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم اخلاق احمد انجم صاحب مربی سلسلہ وکالت تبشیر لندن میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

قادیان میں نومبائعین کے گیارھویں پندرہ روزہ تربیتی کیمپ کا انعقاد

پنجاب، ہریانہ، ہماچل، یوپی، ایم پی، راجستھان کے 339 طلباء وطالبات کی شمولیت

اللہ تعالیٰ کا بیحد فضل و احسان ہے کہ مرکز احمدیت میں گیارھواں تربیتی کیمپ برائے نومبائعین مورخہ 11 تا 24 جون منعقد کیا گیا۔ امسال اس گیارھویں تربیتی کیمپ میں پنجاب، ہریانہ، ہماچل، راجستھان، یوپی اور ایم پی کے 339 طلباء وطالبات نے شمولیت کی۔ ہر سال کی طرح بہت پہلے ہی اس کیمپ کی تیاریاں شروع کردی گئیں تھیں۔ مکرم ناظر صاحب اصلاح وارشاد قادیان نے مکرم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نائب ناظر اصلاح وارشاد کو اس تربیتی کیمپ کا نگران اعلیٰ مقرر فرمایا چنانچہ مکرم نگران اعلیٰ صاحب نے درج ذیل تفصیل کے مطابق اپنے معاون نگران مقرر فرمائے۔

مکرم سفیر احمد شمیم صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نگران انتظامی امور، مکرم مبارک احمد چیمہ صاحب صدر عمومی ایڈیشنل نگران انتظامی امور۔ مکرم سید کلیم الدین احمد صاحب نگران تعلیمی وتربیتی امور۔ خاکسار سید مبشر احمد عامل ایڈیشنل نگران تعلیمی وتربیتی امور۔ مکرمہ بشریٰ پاشا صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نگران طالبات، مکرمہ شاہین اختر صاحبہ نائب نگران طالبات۔ اس کے علاوہ دیگر انتظامی کاموں کو سرانجام دینے کیلئے شعبہ جات منتظمین ومعاونین کی ڈیوٹی شیٹ تیار کی گئی۔ محترم ناظر اعلیٰ صاحب نے تمام شعبہ جات کے نگرانوں اور منتظمین کے ساتھ کیمپ شروع ہونے سے قبل میٹنگ کی۔

طلباء کی آمد: مورخہ 9 جون سے ہی طلباء قادیان آنا شروع ہو گئے 10 جون کو سب نے قادیان میں نماز جمعہ ادا کی اور شام کو حضور انور کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے پر بڑے شوق سے سنا۔

افتتاحی تقریب و دُعا: مورخہ 11 جون صبح گیارہ بجے مکرم ناظر اصلاح وارشاد صاحب نے طلباء کو نصائح کیں۔ انہوں نے فرمایا کہ قادیان میں آپ جس مقصد کیلئے آئے ہو اس کا پورا فائدہ اٹھا کر واپس جائیں زیادہ سے زیادہ دینی علم سیکھ کر واپس جائیں۔ مورخہ 11 جون سے ہی باقاعدہ کلاسز لگنی شروع ہو گئیں۔ طلباء چونکہ کافی تھے اس لئے ان کو دو کلاسوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر روز چار گھنٹیاں لگتی تھیں ہر گھنٹی ایک گھنٹے کی ہوتی تھی۔ ان کلاسز میں آٹھ اساتذہ کی مندرجہ ذیل کورس پڑھانے کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام اساتذہ کرام نے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ طلباء کو پڑھایا۔ وضوء نماز و درس احادیث اور قرآنی دعائیں، تاریخ اسلام اور احمدیت، سیرت آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ، فقہی مسائل، بدرسومات کے خلاف جہاد، خلفاء راشدین اور خلفاء احمدیت کا تعارف کے موضوعات پر مندرجہ ذیل اساتذہ کرام نے بڑی محنت کے ساتھ طلباء کو پڑھایا۔

ا۔ مکرم طاہر احمد چیمہ صاحب، مکرم عطاء الرحمٰن خالد صاحب۔ مکرم مبشر احمد بدر صاحب۔ مکرم تنویر احمد ناصر صاحب۔ مکرم عطاء اللہ نصرت صاحب۔ مکرم مشتاق خان صاحب۔ مکرم تبریز احمد ظفر صاحب۔ مکرم زبیر احمد طاہر صاحب۔

تربیتی اجلاسات: دوران کیمپ ہر روز بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں تربیتی اجلاسات منعقد کئے گئے۔ علماء کرام نے تربیتی عناوین پر تقاریر کیں۔ طلباء کے علاوہ طالبات نے بھی مسجد مبارک سے متعلق دالان حضرت اماں جان اور بیت الفکر میں بیٹھ کر تقاریر سنیں۔ جو کہ عام فہم اور آسان زبان میں تھیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مقررین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

کھیلوں کا انتظام: اس موقع پر طلباء کی صحت کو قائم رکھنے کیلئے انتظامیہ نے کھیلوں کا بھی انتظام کیا گیا تھا اس ضمن میں کھیلوں کا ضروری سامان طلباء کو مہیا کیا گیا۔ شام کو روزانہ کھیلوں کا التزام ہوتا تھا۔

علمی و ورزشی مقابلہ جات: اس موقعہ پر طلباء کے علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ جس میں تلاوت۔ نظم۔ تقاریر اور اذان وغیرہ کے مقابلے شامل ہیں۔ علاوہ ازیں نیشنل کبڈی۔ کرکٹ کے مقابلے بھی ہوئے اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو موقعہ پر ہی انعامات تقسیم کئے گئے۔

مقامات مقدسہ کی زیارت: 23 جون کو تمام طلباء کی زیارت کرائی گئی اور ہر جگہ کا مکمل تعارف کرایا گیا۔ اس موقع پر خاکسار کے ہمراہ بیس معلمین کرام تھے جو طلباء کا پورا خیال رکھتے تھے گرمی بہت تھی اس لئے شربت کا انتظام بھی تھا۔

دینی امتحان: مورخہ 23 جون کو طلباء طالبات کا تحریری وزبانی دینی امتحان لیا گیا۔ مکرم منصور احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے بڑی محنت کے ساتھ اس خدمت کو سرانجام دیا اور اُسی روز نتیجہ مرتب کیا گیا۔

اختتامی تقریب: مورخہ 24 جون کو شام مسجد دارالانوار میں اس تربیتی کیمپ کی اختتامی تقریب زیر صدارت محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوئی۔ اس میں مولانا تنویر احمد خادم صاحب نگران اعلیٰ نے تربیتی کیمپ 2011 کی رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے تمام رضا کاران۔ واحباب کا شکریہ ادا کیا بعدہ محترم صدر اجلاس نے طلباء کو نصائح کیں۔ تقسیم انعامات وُدعا کے ساتھ یہ کیمپ اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ اس کیمپ کے بہتر نتائج عطا فرمائے۔ **(مبشر احمد عامل۔ ایڈیشنل نگران تعلیمی وتربیتی امور۔ تربیت کیمپ)**

اذکروا امواتکم بالخیر

مکرم ڈاکٹر پروفیسر سید محمد مجید عالم مرحوم

خاکسار کے والد صاحب ۱۹۳۴ء کو خانپور ملکی بہار میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام سید عاشق حسین صاحب مرحوم تھا جو کہ اپنے علاقے کے زمیندار تھے۔ انگریز سرکار نے آپ کے والد صاحب کو آنریری تحصیلدار اور ضلع کورٹ کا جیوری مقرر کیا تھا۔ والد صاحب کے مورث اعلیٰ ایران سے آئے تھے۔ آپ کے والد صاحب نے حضرت مولانا غفور صاحب کے زمانہ میں ۱۹۴۵ء میں بیعت کی تھی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد زبردست مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ سارا علاقہ مخالف ہوگیا۔ سوشل بائیکاٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ احمدیت کی سچائی مل جانے کے بعد اپنے ایمان میں لغزش نہیں آنے دی۔ دادا جان مرحوم کو قادیان سے بہت محبت تھی جس کے نتیجے میں ۱۹۴۶ء میں اپنے تین بیٹوں کو قادیان پڑھنے کیلئے بھیجا تھا۔ خاکسار کے والد بھی ان میں سے ایک تھے۔

متحدہ ہندوستان کے آخری جلسہ میں شمولیت کے بعد تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں داخلہ لیا۔ حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کی صحبت میں رہے۔ ملک کے حالات خراب ہونے کی وجہ سے واپس اپنے وطن خانپور ملکی چلے گئے۔ قادیان دارالامان کی محبت نے دوبارہ جوش مارا حالات تھوڑے سازگار ہوئے تو ۱۹۵۰ء میں قادیان تشریف لائے اور حضرت مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم ومغفور کی کفالت میں تعلیم حاصل کرنے لگے۔ اُس وقت اسکول کا باقاعدہ نظام نہیں تھا۔ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ اور درویشان کرام سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔

چونکہ اُس وقت میٹرک کے امتحان نہیں ہو رہے تھے مجبوراً دوبارہ اپنے وطن واپس چلے گئے۔ اپنے وطن میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور ڈگری کالج میں بطور پروفیسر سرکاری نوکری کرنے لگے۔ نوکری کے دوران ہی ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ جس کے نتیجے میں ترقی ہوئی اور اُردو کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہوئے پھر ترقی ہوئی۔

والد صاحب بااخلاق ملنسار سادہ لوح ایماندار تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، نوافل کثرت سے پڑھا کرتے تھے اور بہت دُعا گو انسان تھے۔ اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے سارے علاقے میں ہندو یا مسلمان سب میں یکساں طور پر مقبول تھے۔ لوگ آپ سے مشورہ لینے کیلئے آتے۔ مخالفت کے باوجود غیر احمدیوں نے اپنی انجمن کا ممبر بنایا ہوا تھا۔ آپ کے پڑدادا نے جو کہ غیر احمدی تھے ایک عالی شان مسجد بنائی تھی اور ساتھ ہی ۴۰ بیگھہ زمین اس مسجد کو دی تھی۔ دادا جان مرحوم کے احمدی ہونے کے بعد اس مسجد چھوڑ دیا اور اپنی ایک احمدیہ مسجد بنائی۔

والد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ساتھ ساتھ دین کی بھی دولت عطا کی۔ اپنی جماعت کے ۲۴ سال صدر رہے۔ نظام جماعت کے پابند تھے۔ اور افراد جماعت کو بھی نظام جماعت کی پابندی کرواتے۔ خلافت سے پختہ تعلق تھا نیز اپنے بچوں کو بھی خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے بہت محبت تھی۔ خاص کر حضرت میاں صاحب مرحوم سے تو خاص لگاؤ تھا اور حضرت میاں صاحب کو بھی والد صاحب سے محبت تھی۔ جب بھی میاں صاحب سے ملاقات ہوتی بڑے شفقت بھرے انداز سے حال چال دریافت فرماتے۔ درویشان کرام سے بھی محبت تھی۔ مہمان نوازی میں بہت آگے تھے۔ ہر ایک کی مہمان نوازی کرتے۔ مرکزی نمائندگان کی بہت عزت کرتے۔ والدہ صاحبہ کو خاص ہدایت ہوتی۔ والدہ صاحبہ بھی اپنے آرام کو چھوڑ کر تواضع کی تیاری خود کرتی اور اپنے بچوں سے بھی مہمانوں کی خدمت کرواتے۔ والدہ صاحبہ کی وفات پر اپنے بچوں کو ماں و باپ دونوں کا پیار دیا۔ جس کے نتیجے میں آخری وقت تک بچوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت خدمت کا موقع عطا کیا۔ والد صاحب کے دل میں قادیان کی محبت نے پھر جوش مارا اور ۱۹۹۷ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے تین بچوں کے ساتھ قادیان دارالامان تشریف لے گئے اور تاحیات قادیان کی مقدس بستی میں ہی مقیم رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے تین بیٹے مکرم سید راشد مجید صاحب۔ سید طارق مجید صاحب ومکرم سید ارشد مجید صاحب قادیان میں رہ کر سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا خاکسار سید شارق مجید بنگلور میں مقیم ہے۔ آپ کی بڑی بیٹی مکرمہ شاہنہ عرفان صاحبہ کی شادی مکرم محمد عرفان اللہ احمدی صاحب سے ہوئی اور وہ بنگلور میں مقیم ہیں۔ آپ نے اپنی چھوٹی بیٹی مکرمہ سائقہ شائق مرحومہ کی شادی اپنے پھوپی زاد بھائی کے بیٹے مکرم سید شائق احمد خانپور ملکی بہار کے ساتھ کی تھی مگر شادی کے سوا سال کے بعد بچے کی پیدائش کے وقت وفات پا گئیں۔ خدا نے بچے کو زندگی دی بچہ سید شمائل احمد جو کہ اب ۱۸ سال کا ہے اپنے والد صاحب کے ساتھ بھاگلپور میں خوش حال ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی تمام اولاد شادی شدہ وصاحب اولاد ہے۔ قریباً اڑھائی ماہ کی علالت کے بعد ۱۵ اپریل ۲۰۱۱ء بروز جمعة المبارک صبح کے قریب ساڑھے تین بجے اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۸۷ سال کی تھی۔ اگلے دن ۱۶ اپریل ۲۰۱۱ بروز ہفتہ کو محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ بعد تدفین محترم امیر صاحب نے اجتماعی دُعا کروائی۔ کثیر تعداد میں احباب جماعت نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کی وفات پر جس کالج میں آپ پروفیسر تھے ایک دن کی چھوٹی ہوئی اور کالج کے اساتذہ اور طلبہ نے دُعا مغفرت کی۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ان کے درجات کو بلند کرے اور ان کی دُعائیں ہمارے حق میں پوری ہوں۔ **(سید شارق مجید بنگلور)**

ہر چیز جو اس پر ہے فانی ہے۔ مگر تیرے ربّ کا جاہ وحشم باقی رہے گا جو صاحب جلال واِکرام ہے

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ رحمہا اللہ والدہ ماجدہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا ایمان افروز ذکرِ خیر

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 5/اگست 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے آیت کریمہ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ O وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ O (سورۃ رحمٰن آیت ۲۷-۲۸) کی تلاوت کی۔

ترجمہ: ہر چیز جو اس پر ہے فانی ہے۔ مگر تیرے ربّ کا جاہ وحشم باقی رہے گا جو صاحب جلال واِکرام ہے۔

پھر حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے اور ایک ذات تیرے رب کی رہ جائے گی۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا۔ ہر ایک چیز کیلئے بجز اپنی ذات کے موت ٹھہرادی اسی طرح اپنے شعری کلام محمود کی آمین میں جو دُعائیہ اشعار اور نصائح پر مشتمل ہے ایک جگہ دنیا کے عارضی ہونے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا ۔ یہ گھر ہی بے بقا ہے

حضور انور نے فرمایا وہ امام الزماں جو دنیا کو خدا کے قریب لائے تھے وہ اپنی اولاد کی خوشی کے وقت لوگوں کو توجہ دلا رہے ہیں کہ ہماری حقیقی خوشی خدا سے تعلق جوڑنے میں ہے۔ دنیا تو لغویات اور بدعات میں خوشی دیکھتی ہے۔ مگر آپ نے توجہ دلائی کہ ہمارے تمام اعمال خدا کی رضا کیلئے ہیں۔ جب اس چیز کا ادراک ہو جائے گا تو ہماری غمی اور خوشی کے دھارے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہوں گے۔ اس نظم میں جس کا ہر شعر خدا کی تسبیح اور حمد سے پر ہے آپ نے اپنی اولاد اور متبعین کو توجہ دلائی کہ دنیا اور دنیا والوں سے دل نہ لگانا۔ ایک وقت آئے گا جب ہر چیز چھوٹ جائے گی۔ جب یہ دنیا اور اس کی چیزیں بے فائدہ ہیں تو اس سے دل لگانا بے فائدہ ہے۔ اگر ہمیشہ کا تعلق جوڑنا ہے تو ہمیشہ رہنے والی ذات خدائے ذوالجلال والاکرام کی ذات ہے۔ ان آیات میں دو اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اول ہر چیز زوال پذیر ہے اور آہستہ آہستہ اس میں فنا ہے۔ دوسری بات یہ کہ مومنوں کو، ایمان لانے والوں کو یہ بھی اُمید رکھنی چاہیے کہ وہ خدا کے ہو جائیں اور اپنی روحانیت بڑھانے کیلئے کوشاں رہیں۔ وہ اس زندگی سے جو دنیاوی زندگی ہے اس سے تو بے شک گذر جاتے ہیں لیکن ایک اور زندگی جو دائمی زندگی ہے جو اس زندگی کے گذرنے کے بعد ہے اسے پالیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز سنتے ہیں کہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضور انور نے فرمایا۔ پس حضرت مسیح موعودؑ اس زمانہ میں اس لئے مبعوث ہوئے تھے کہ بندے کو خدا سے ملائیں اسے دائمی نعمتوں کا وارث بنائیں۔ اس نظم میں دائمی زندگی کی تلاش کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کو پائے بغیر دائمی زندگی نہیں مل سکتی۔ یہ وہ مقصد ہے جسے ہم نے حاصل کرنا ہے۔ یہی ہماری پیدائش کا مقصد ہے۔ پس عبادت کا مفہوم اس وقت سمجھ آئے گا جس وقت عمل کی کوشش ہوگی جب بندہ اس یقین پر قائم ہوگا کہ لا الہ الا اللہ یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ کی عبادت کے طریق کو حاصل کرنے کے مختلف مواقع ہیں۔ رمضان المبارک ہر سال اس لئے آتا ہے کہ ہم ہر سال اپنی روحانیت کے معیاروں کو بڑھائیں۔ نیکیوں کو بڑھائیں۔ پس خوش قسمت ہیں وہ جو ان مواقع سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور پھر تمام سال کوشاں رہتے ہیں اور مستقل مزاجی سے کوشش کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کل شئی ہالک۔ یعنی ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اس آیت میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ بے شک موت برحق ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں لیکن جو لوگ وجہ اللہ میں آتے ہیں وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے مقصد پیدائش کو سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مقصد کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ رمضان ہمیں اپنے اس مقصد کو پانے کا ممد و معاون ہو۔

حضور انور نے فرمایا جب کوئی اپنا پیارا اور بزرگ اس دنیا سے گذرتا ہے تو اس مضمون کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ گزشتہ دنوں میری والدہ کی وفات ہوئی اور جب کبھی میں ان کی زندگی پر غور کرتا ہوں ان کی عبادت کے معیار نظر آتے ہیں ان کا قرآن کریم پر گھنٹوں انہماک سے غور کرنا ان کا مغرب کا عشا کے ساتھ الحاق ایک نمونہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا میری والدہ وہ تھیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ تو نہیں دیکھا مگر ابتدائی زمانہ دیکھا۔ خلیفہ اوّل کا پیار پایا خلیفہ ثانی کی سب سے بڑی بیٹی ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کا رنگ نمایاں تھا۔ آپ کا بیٹھنے چلنے میں ایک وقار تھا۔ اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کی ایک تڑپ تھی اس تڑپ کا اظہار آپ نے اپنے شعروں میں بھی کیا ہے اور یہ آپ کے دل کی کیفیت ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔

محبت بھی رحمت بھی بخشش بھی تیری
میں ہر آن تیری رضا چاہتی ہوں
مرے خانہ دل میں بس تو ہی تو ہے
میں رحمت کی تیری ردا چاہتی ہوں

حضور انور نے فرمایا میری والدہ کی وفات پر تعزیت کے خطوط آرہے ہیں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔ اے میرے پیارے خدا تو میری والدہ سے وہ سلوک فرما جو انہوں نے اس شعر میں چاہا۔ اور ہمیں بھی اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔ اور ہم کبھی بھی ان توقعات سے دور جانے والے نہ ہوں۔ جو انہوں نے اپنی اولاد سے کیں حضور انور نے اپنی والدہ کا مختصر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئیں۔

۲/جولائی ۱۹۳۴ کو صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مسجد اقصیٰ قادیان میں ایک لمبا خطبہ نکاح دیا۔ جس میں آپ نے رجل فارس کی جسمانی و روحانی اولاد کو یہ پیغام دیا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی امت کو تباہی سے بچانے کیلئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ حضور انور نے اپنی والدہ محترمہ کی زندگی کے متفرق واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میری والدہ نے ۱۹۳۱ میں مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ کامیاب رہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کے بارے میں لکھا۔

وہ میری ناصرہ وہ نیک اختر
عقیلہ باسعادت پاک جوہر

آپ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ ربوہ کی لجنہ زیادہ سے زیادہ تربیت یافتہ ہوں۔ آپ پردے کی بہت پابند تھیں۔ آپ کو درثمین کے بکثرت اشعار یاد تھے۔ روزانہ کا معمول تھا کہ سونے سے قبل قصیدہ یا عین فیض اللہ پڑھ کر سوتیں۔ قرآن کریم بڑے غور سے پڑھتی تھیں۔ صبح کی تلاوت کے علاوہ اکثر دس بجے قرآن پڑھتی تھیں۔ بلاوجہ اپنی علمیت کا اظہار نہ کرتیں کتب حضرت مسیح موعودؑ کا بڑا مطالعہ تھا۔ دوسروں سے ہمدردی کا جذبہ بہت گہرا تھا۔ تعزیت کے خطوط میں یہ بات مشترک ہے کہ آپ خندہ پیشانی سے ملتی تھیں۔ مہمان نوازی سے پیش آتیں اولاد کی تربیت کی طرف اور دُعاؤں کی طرف توجہ دلاتیں۔

آپ نے خواب میں آنحضرت ﷺ کا دیدار کیا آپ کی خصوصیت تھی کہ چندوں کا حساب باقاعدگی سے کرتی تھیں۔ چندوں کی ادائیگی کی بڑی فکر رہتی تھی۔ آپ کی طبیعت میں بڑا ضبط اور کنٹرول تھا حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کی تمام دعائیں میرے لئے میرے بہن بھائیوں اور اولاد کے حق میں پوری فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ اور اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز - کشمیر جیولرز
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش
محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے
فون نمبر: 0924618281,04027172202
09849128919, 08019590070

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-220757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly B A D R Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 18/25 August 2011 Issue No. 33-34

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
: 65 Canadian Dollar

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ہماری حالتوں کو سنوارنے کیلئے ایک اور رمضان المبارک عطا فرمایا جس میں ایمان میں ترقی اور خدا کا قرب پانے کے راستے مزید ملے۔

یاد رکھو جو مخلوق کا حق دباتا ہے وہ ظالم ہے جو امن کے وقت خدا کو نہیں بھولتا خدا اُسے مصیبت میں نہیں بھلاتا۔ یہی دُعاؤں کی قبولیت کا راز ہے ہر حالت میں اس سے دعائیں مانگتے رہو۔ دعاؤں کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12/اگست 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس زمانہ میں دنیا خدا تعالیٰ کو بھول رہی ہے اور مادیت پر گر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے اظہار کیلئے، بندے کو خدا کے قریب کرنے کیلئے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق امام الزمان کو بھیجا ہے اور ایک جماعت آپؑ پر ایمان لائی ہے اور یہ جماعت جماعت احمدیہ ہے جو اس بھیجے ہوئے پر ایمان لائی ہے۔ اگر ہماری اپنی حالتوں پر نظر نہیں اگر ہم اپنی نسلوں اور اپنی اولادوں کو اس آنے والے کے پیغام سے روشناس کروانے والے نہیں تو پھر ہم نے خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیا۔ پس احمدی ہونے کے بعد اس روح کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ جو ایک حقیقی عبدرحمٰن میں ہونی چاہئے۔ ان معیاروں کو قائم کرنے کی کوشش کرنی ہوگی جو آنحضرت ﷺ قائم کرنے کیلئے آئے تھے جب آنحضرت ﷺ کو امت کے زوال کی خبر دی گئی تھی تو ساتھ ہی آخرین منھم کے ذریعہ بعثت ثانی کی خبر بھی دی گئی تھی۔ جس طرح آنحضرتؐ پر ایمان لانے والے عبادت کے بلند معیار قائم کرنے والے بن گئے اسی طرح آخرین میں آنحضرتؐ کے عاشق صادق کے ذریعہ دوبارہ ایسے بندوں کی خبر دی گئی جو بندگی کا معیار قائم کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا اب دین محمدؐ ہی تمام انسانیت کے لئے نجات کا ذریعہ ہے۔ اب دین محمدؐ ہی دنیا کے فسادوں کو دور کرنے کا ذریعہ ہے۔ اب اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے مسیح موعود و مہدی اور اس کے ماننے والوں نے کردار ادا کرنا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے اس نے اشرف المخلوقات کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے سامان مہیا فرمایا کہ ایک عاشق صادق آخرین میں آئے گا۔ جو دین کو دنیا پر قائم کرے گا۔ لیکن آنے والا مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کے طفیل سے ہی آئے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ربّ العلمین کی ربوبیت کے بیان میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے ذریعہ جو انقلاب قائم ہوا ہے وہ وقتی نہیں بلکہ تا قیامت جاری رہنے والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا پس عبد کامل کی پیروی اور اس سے عشق و محبت کے اظہار کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ میں مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا ہے۔ آپ نے پھر ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت و وفا کے راستے دکھائے۔ اب احمد ثانی کے ذریعہ رب العلمین نے جو انقلاب فرمایا ہے اُسے آپ کے ماننے والوں کو جاری رکھنا ہے عبدرحمٰن بننا ہے۔ تبھی ہم دوسرے مسلمانوں سے الگ کہلانے کا حق رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ آئے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام کر گئے۔ آپؑ کے صحابہؓ کے ذریعہ بھی اسلام کا احیاء ہوا۔ اب یہ احیاء اور ترقیات جماعت اور نظام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اب ہمیں اس انقلاب کا حصہ بننے کیلئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہوگا۔ آج دنیا کو آفات سے بچانے اور خدا سے زندہ تعلق جوڑنے کی ذمہ داری ہر احمدی کی ہے۔ اور اس کیلئے ہم میں سے ہر ایک کو انفرادی طور پر کوشش کرنی ہوگی اور یہ ذمہ داریاں تب تک ادا نہیں ہوسکتیں جب تک ہم حقیقی عبد نہ بنیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ہماری حالتوں کو سنوارنے کیلئے ایک اور رمضان المبارک عطا فرمایا جس میں ایمان میں ترقی اور خدا کا قرب پانے کے راستے مزید ملے۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے قول عبادی میں داخل ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اس مہینے کی عظمت کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

”یہ ماہ تنویر قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے“۔

حضور نے فرمایا یہ مہینہ اس لئے عمدہ مہینہ ہے کہ اس میں دو عبادتوں کو اکٹھا کرنے کا موقعہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارّہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اُس پر کھلے“۔

حضور انور نے فرمایا پس یہ ہمارا مقصد ہے جسے ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ رمضان میں دو نیکیاں نمازیں اور روزہ جمع ہوگئیں ہیں۔ پس ہمارے روزے اور نماز رمضان کے جوش سے نہ ہوں بلکہ اپنی تبدیلیوں کو دائمی بنانے والے ہوں۔ اور ہمیں اپنے ایمانوں کو مزید صیقل کرنا ہے اور یہ سب کچھ یہ سوچتے ہوئے کرنا ہے کہ آج دنیا کی بقا ہم سے وابستہ ہے اگر ہم خود عبادی کے لفظ کی گہرائی سے نا آشنا ہوں گے تو دنیا کو عبادی کے بارے میں کیا بتائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا آج دنیا میں ہر جگہ فساد ہی فساد نظر آرہا ہے۔ مشرق ہو یا مغرب مسلم ممالک ہوں یا یورپین ممالک ہوں ایک بے چینی کا عالم ہے اس کا ایک ہی علاج ہے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کا بنایا جائے۔ دنیا کی حالت کو سنوارنے کا ایک ہی طریقہ ہے جو امام الزمان نے ہمیں بتایا کہ جہاں امن کی تعلیم پہنچاؤ وہاں دعاؤں کے ذریعہ بھی کوشش کرو۔ اور دعائیں اس کی قبول ہوتی ہیں جو حقیقی عبد بنے۔

حضور انور نے دعاؤں کی قبولیت کے بعض طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دُعا کی قبولیت کی ایک شرط جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے کہ انسان تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ ہر وقت یہ بات مدنظر ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین ہو۔ پھر دُعا کی قبولیت کے لوازمات میں سے یہ امر بھی لازمی ہے کہ اس میں رقت اور سوز ہو۔ دل پگھل جائیں اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوں۔ ایک اضطراب کی کیفیت طاری ہو جائے۔ پھر ایک شرط قبولیت دعا کی عاجزی ہے۔ یہ عاجزی ہی خدا تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو دعا عاجزی، اضطراب اور رقت دل سے بھری ہو وہ قبولیت دعا کو کھینچ لیتی ہے اور یہ امر بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے۔ پس جب یہ سوچ ہوگی تو دعاؤں سے غفلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے مقبولین میں سے ہوتے ہیں اور اس مقام کو حاصل کرنے کیلئے انسان کو کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح قبولیت دعا کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ اور بندوں کے حق ادا کرو۔ یاد رکھو جو مخلوق کا حق دباتا ہے وہ ظالم ہے جو امن کے وقت خدا کو نہیں بھولتا خدا اُسے مصیبت میں نہیں بھلاتا۔ یہی دُعاؤں کی قبولیت کا راز ہے ہر حالت میں اس سے دعائیں مانگتے رہو۔ دعاؤں کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرے۔

حضور انور نے فرمایا اللہ کرے اس رمضان میں محسن حقیقی کو راضی کرنے والے بن جائیں۔ رمضان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت اور احکامات کی پابندی کو جوڑ کر ہماری توجہ اس طرف مبذول فرمائی ہے کہ میں تو بندوں کے حق ادا کرنے کیلئے ہر وقت تیار ہوں مگر بندوں کو بھی میرا خاص بندہ بننا پڑے گا۔ ہمارا ایمان اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم مقبولین میں شامل ہوں۔ خدا کے حقیقی عبد بننے والے ہوں۔ یہ رمضان ہمیں اپنے ایمانوں میں جلا دینے کیلئے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ہدایت یافتہ اور خاص بندوں میں شامل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان سے فیض یافتہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

ضروری گزارش

مضامین نگار حضرات اپنے مضامین، آراء اور دیگر کالمز، مستند حوالہ جات کے ساتھ صاف ستھرے اور صفحہ کی ایک جانب لکھ کر بھجوایا کریں۔ اگر مسودہ میں آیات اور حدیث درج ہوں تو مکمل اعراب کے ساتھ ارسال کریں۔ جزاکم اللہ۔ (ادارہ)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان